بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیمات نبویہ

ترتیب:

محمد کریم سلطانی

الجزء الرابع

ناشر:

مکتبہ صبح نور

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیماتِ نبویہ ﷺ

الجزء الرابع

ترتیب:
محمد کریم سلطانی

ناشر:
مکتبہ صبح نور
جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء، پیپلز کالونی فیصل آباد فون: 041-8730834 فیکس: 041-8739797

تعلیمات نبویہ

(الجزء الرابع)

تالیف

محمد کریم سلطانی

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد

فون:041-8730833-34

نام کتاب	تعلیمات نبویہ (الجزء الرابع)
تالیف	محمد کریم سلطانی
اشاعت	اوّل ۲۰۰۶ء
کمپوزنگ	صبح نور کمپیوٹرز
ناشر	مکتبہ صبح نور
تعداد	
قیمت	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برّالوالدین

والدین سے حسن سلوک

والدین سے حسن سلوک حکم الٰہی ہے

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ۔[1]

اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کی ماں نے اسے اپنے پیٹ میں بڑی تکلیفوں سے اٹھائے رکھا اور اسے بڑی تکلیفوں سے جنا اسکے حمل اور اسکے دودھ چھڑانے تک تیس ماہ لگ گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختہ عمر کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہے اور میں ایسے عمل صالح کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح ورشد راسخ کردے

(۱) الاحقاف ۱۵-۱۶

بیشک میں توبہ کرتا ہوں تیری طرف اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے ان کے اچھے اعمال کو اور ہم درگزر کرتے ہیں ان کی سیئات سے یہ اصحاب جنت سے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو اہل ایمان سے کیا جاتا ہے۔

حضور ضیاء الامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض بندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زور دار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بیان کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور دلجوئی کی طرف مبذول کرائی جارہی ہے۔

علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ وَصِیّت کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہوتو اس کا معنی فرض کرنا ہوتا ہے:

لِاَنَّ الْوَصِیَّةَ مِنَ اللّٰهِ اِنَّمَا هِیَ فَرْضٌ". (لسان العرب)

اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور دلجوئی کا حکم بار بار دیا گیا ہے بایں ہمہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل تذکرہ ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے جس روز رحم مادر میں حمل پڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ نیند بھوک وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رونما ہو جاتا ہے۔ طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو

جاں کنی کی کیفیت سے دوچار کرتے ہیں۔ ان جان لیوا مرحلوں سے گزرنے کے بعد پھر ایک طویل ریاضت کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دودھ پلانا صبح شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا بیماری کی صورت میں رات رات بھر اُس کو گود میں اٹھائے رکھنا اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کرنا صرف ماں کا حصہ ہے ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتادیا کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔[1]

حضور ضیاء الامہ رحمۃ اللہ علیہ مزید تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

بندۂ مومن کے عقائد ونظریات اس کے افکار اور سوچ کا انداز اس کی آرزوؤں اور امنگوں اور اس کی منزل مراد کا عکس جمیل اس آیت کے آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے وہ ان انعامات اور احسانات کا اعتراف کرتا ہے جو اس پر کیے گئے ہیں جن سے نہ صرف اس کو بلکہ اس کے والدین کو بھی نوازا گیا ہے۔ اعتراف نعمت پر بس نہیں کرتا بلکہ ان کا کما حقہ شکر ادا کرنے کی توفیق مانگ رہا ہے اور یہ توفیق وَفِّقْنِیْ کے لفظ سے نہیں بلکہ اَوْزِعْنِیْ کے کلمہ سے طلب کی جارہی ہے۔ کیونکہ اس لفظ سے طلب توفیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی توفیق مانگی جارہی ہے اس کے دل میں اس کی شدید لگن اور حد درجہ شیفتگی بھی پائی جاتی ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ: رَغِّبْنِیْ وَوَفِّقْنِیْ مِنْ اَوْزَعْتَه' بِکَذا اَیْ جَعَلْتَه' مُوْلِعاً بِهٖ رَاغِباً فِیْ تَحْصِیْلِهٖ.[2]

---

(۱) ضیاء القرآن ۴/۴۸۴

(۲) روح المعانی

علامہ ابن منظور فرماتے ہیں: اس آیت میں اَوْزِعْنِیْ کا معنی یہ ہے کہ میرے دل میں شکر کا جذبہ القاء کر اور مجھے اس کا شوق دے۔

وَمَعْنَی اَوْزِعْنِیْ: اَلْهِمْنِیْ وَاَوْلِعْنِیْ۔(۱)

اس لفظ نے اس دعا کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد عمل صالح کے لئے التجا کی جارہی ہے لیکن وہ عمل صالح نہیں جس کو لوگ تو صالح کہیں لوگ تو تحسین وآفرین کے پھول برسائیں لیکن ریا۔ یا کسی دوسری خرابی کے باعث بارگاہ الٰہی میں اسے مسترد کر دیا جائے۔ اس لئے عرض کی کہ ایسے نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرما جو تجھے بھی پسند ہوں پھر عرض کرتا ہے کہ الٰہی ایسا نہ ہو کہ جب تک میری شمع حیات روشن ہے نیکی اور خلوص کا اُجالا پھیلتا رہے ادھر یہ شمع گُل ہو اور ادھر غفلت کا اندھیرا پھیل جائے میرے اللہ جو اولاد تو نے اپنے اس بندے کو عطا فرمائی ہے میرے سفید بالوں کی لاج رکھنا ان کو شیطان کے نرغے میں پھنسنے سے بچانا ان کی جبینیں تیرے حضور میں جھکتی رہیں ان کے دلوں پر تیرے انوار کی رحمت کی برکھا ہوتی رہے ان کے سینوں کو اپنے محبوب کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی اور زندہ عشق کی دولت سے مالا مال فرمانا۔

جب تک زندہ رہیں تیرے بندے بن کر تیرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام بن کر اور تیرے دین حنیف کے سچے مخلص اور بلند اقبال خادم بن کر زندہ رہیں۔

وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ میں ''لِیْ'' اور ''فِیْ'' کے الفاظ بڑے معنی خیز ہیں دعا کے آخری جملے کیا ہیں اظہار بندگی کی انتہا، تسلیم ورضا کا مظہر اتم بندہ عرض کرتا ہے میرے رب سب سے منہ

---

(۱) لسان العرب

موڑ کر میں تیری طرف، صرف تیری طرف رجوع کرتا ہوں میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے قولاً، عملاً، حالاً اِنِّی اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا نعرہ مستانہ لگایا اور اپنی گردنیں جھکا دیں۔ مومن کو چاہیئے کہ اس دعا کو یاد کرے اور در رحمت پر ہر وقت ان پاکیزہ کلمات سے صدا دیتا رہے۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَاناً حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْناً عَلٰی وَھْنٍ حَمْلُہٗ—وَفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنْ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ. وَاِنْ جَاھَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ" فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ.[1]

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْماً وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً. رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ اَنْ تَکُوْنُوْا صَالِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْراً.

آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور اور والدین سے اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہاری زندگی میں وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں ان میں سے ایک یا دونوں تو تم ان کو اف تک نہ کہو اور جب ان سے بات کرو تو بڑے احترام سے بات کرو اور ان کیلئے تواضع وانکسار کے پر جھکا دو رحمت ومحبت سے اور (اللہ کی بارگاہ میں) عرض کرو اے میرے رب! ان دونوں پر یوں رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں محبت و پیار سے پالا تھا۔

---

(۱) لقمان ۱۴-۱۵

تمہارا رب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم صالح ہو تو اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں دو حکم دیے ہیں:

۱۔ اللہ کی عبادت کرو

۲۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری

عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ رَضِی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ

اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِتِسْعٍ:

لاَ تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئاً وَاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ وَلاَتَتْرُکَنَّ الصَّلاَۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَمَنْ تَرَکَھَامُتَعَمِّداً بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ وَلاَ تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ وَاِنَّھَا مِفْتَاحُ کُلِّ شَرٍّ وَاَطِعْ وَالِدَیْکَ وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْیَاکَ فَاخْرُجْ لَھُمَا وَلاَ تُنَازِعَنَّ وُلاَۃَ الْاَمْرِ وَاِنْ رَأَیْتَ اَنَّکَ اَنْتَ وَلاَ تَفِرَّ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ھَلَکْتَ وَفَرَّ اَصْحَابُکَ وَاَنْفِقْ مِنْ طَوْلِکَ عَلٰی اَھْلِکَ وَلاَ تَرْفَعْ عَصَاکَ عَنْ اَھْلِکَ وَأَخِفْھُمْ فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ.

الادب المفرد	رقم الحدیث(۱۸)		صفحہ۲۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۱۸)		صفحہ۳۸
قال الالبانی:	حسن		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث(۲۰۲۶)	جلد۷	صفحہ۸۹
قال الالبانی:	ان الحدیث بھذہ الطرق والشواھد صحیح بلا ریب		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۲۱۹۷۴)	جلد۱۶	صفحہ۱۸۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو امور کی وصیت فرمائی۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تجھے اگ میں جلا دیا جائے۔

صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کو ترک نہ کرنا جس نے اسے جان بوجھ کر ترک کر دیا تو اللہ کا

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷۱۱۵)	جلد۴	صفحہ۳۹۲
قال الھیثمی:	رواہ الطبرانی وفیہ شھر بن حوشب وحدیثہ حسن وبقیہ رجالہ ثقات		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۷۱۱۰)	جلد۴	صفحہ۳۹۱
وقال الھیثمی:	رجال احمد ثقات الا ان عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر لم یسمع من المعاذ		
وقال حمزہ احمد الزین:	ومعنى ذالك ان نسخته مثل طبعة الحلبي فقد سقط عندهم عن أبيه وهو عند البيهقي انظر تعليق المسند		
		جلد۱۶	صفحہ۱۸۸
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۳۴)	جلد۴	صفحہ۴۱۷
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
المصنف لعبدالرزاق	رقم الحدیث (۲۰۱۲۲)	جلد۱۱	صفحہ۱۳۲
التمھید لابن عبدالبر		جلد۴	صفحہ۲۲۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۸۰۷)	جلد۱	صفحہ۴۳۵
قال المحقق:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۸۶)	جلد۸	صفحہ۲۴۲

ذمہ کرم اس سے بری ہوگا۔

شراب نہ پینا کیونکہ تمام برائیوں کی چابی ہے۔

اپنے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا اگر تجھے حکم دیں کہ اپنی دنیا سے نکالو تو ان کے لئے نکال لینا۔

حاکمانِ وقت سے تنازعہ نہ کرنا اگرچہ تیری رائے میں تو ہی اس کا حقدار ہو۔

میدان جنگ سے نہ بھاگنا اگرچہ تو ہلاک (شہید) ہو جائے اور تیرے ساتھی بھاگ جائیں۔

اپنی حیثیت کے مطابق اہل خانہ پر خرچ کرنا۔

اپنے اہل خانہ سے عصا نہ اٹھا لینا اور انہیں اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں خوف میں مبتلا رکھنا۔

-☆-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو درج ذیل نو چیزوں کی وصیت فرمائی:

۱۔ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ.

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ شرک جیسی قبیح بیماری میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ شرک کو بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا۔

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ.

اللہ تعالیٰ ہر مومن کو آزمائش سے محفوظ فرمائے اگر کبھی آزمائش کا موقع آ جائے اور

مومن کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے جائیں یا اس کے جسم کو آگ لگا دی جائے؛ پھر بھی وہ شرک کا ارتکاب نہیں کرتا۔

مومن شرک کا ارتکاب کیسے کرسکتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا استغفر اللہ۔ مومن کسی کو کبھی بھی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا وہ اللہ کو واجب الوجود، مستقل بالذات اور غیر محتاج مانتا ہے۔ اور اللہ کے علاوہ ہر ایک کو اللہ کی مخلوق جانتا ہے جسے اللہ نے پیدا فرمایا جس کی ذات اللہ کے وجود بخشنے سے ہے اور جو ہر گھڑی اللہ کا محتاج ہے ایک مومن اسے کس طرح اللہ تصور کرسکتا ہے مومن تو بانگ دھل اعلان کرتا ہے اور قرآنی کلمات مبارکہ سے اعلان کرتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَه' كُفُوًا اَحَد".

اے حبیب! فرمادیجئے اللہ احد ہے اللہ الصمد ہے (ساری کائنات اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں) اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔

۲۔ **لاَ تَتْرُكَنَّ الصَّلاَةَ الْمَكْتُوْبَةَ.**

صلاۃ مکتوبہ (فرض نماز) کو ہرگز ترک نہ کرنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔

اِنَّ الصَّلاَةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَوْقُوْتًا.

بے شک صلاۃ مومنین پر موقت فرض ہے۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلاَةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

تمام صلوات (نمازوں) کی پابندی کرو خصوصاً صلاۃ العصر کی اور اللہ کی بارگاہ میں

عاجزی سے قیام کیا کرو۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ.

اور صلاۃ کو ادا کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ.

صلاۃ کو حقوق سے ادا کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کو ادا کرو کرنے والوں کے ساتھ۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِکُمْ مِنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ.

اور صلاۃ کو ادا کرو اور زکاۃ ادا کرو اور جو نیکی تم آگے بھیجو گے تو اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔

اھل ایمان صلاۃ کو کبھی ترک نہیں کرتے کیونکہ انہیں علم ہے کہ اسلام جن بنیادوں پر قائم ہے ان میں سے ایک صلوٰۃ بھی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلَاۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَیْتِ.

تھذیب الترغیب	رقم الحدیث (۱۱۲)		صفحہ ۸۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۸)	جلد ۱	صفحہ ۴۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۷

ترجمة الحديث:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے! گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور صلاۃ ادا کرنا زکاۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

-☆-

ہاں ہاں جو آدمی صلاۃ کو قائم رکھتا ہے وہ اپنے دین وایمان کو بھی قائم رکھ سکتا ہے اور جس نے صلاۃ کو ضائع کر دیا اس کی اہمیت کو نظر انداز کیا اور اللہ الواحد کی بارگاہ میں پانچوں وقت

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۱۵۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۷۴
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۵	صفحہ ۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۳۰۱)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۶۷۵)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۶
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۶)	جلد ۱	صفحہ ۱۷
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح متفق علی صحتہ		
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۳۰۸)	جلد ۱	صفحہ ۱۵۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۲۰۳)	جلد ۱۲	صفحہ ۳۰۹
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۱۳۵۱۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۴۱۲

سجدہ ریز نہ ہوا تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے دین وایمان کو سلامت رکھ سکے گا۔

و لا تَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ

اور خمر (شراب) کو ہرگز استعمال نہ کرنا

مومن شراب کے نزدیک نہیں جاتا اسے ام الخبائث قرار دیتا ہے جو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا ذریعہ ہے۔ اسے لبوں سے کیسے لگا سکتا ہے انسان اس لئے انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عقل وشعور کی دولت سے نوازا ہے شراب ایسی خبیث چیز ہے جو انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے اس کا انسانیت والا وصف یعنی عقل وشعور زائل ہو جاتا ہے اور جو چیز اس قیمتی متاع کو زائل کر دے مومن اسے کیسے پی سکتا ہے بلکہ وہ اس درجہ اس سے نفرت کرتا ہے کہ جب بھی اسکا نام آتا ہے اسکی طبیعت میں تکدُّر آ جاتا ہے۔ اور یہ وہ ناپاک چیز ہے جس سے ایمان کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَزْنِی الزَّانِی حِینَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ".

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۷۵)	جلد ۲	صفحہ ۴۳۷
تھذیب الترغیب الترھیب/رقم الحدیث (۷۹۹)			صفحہ ۴۰۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۸
سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۶۸۹)	جلد ۲	صفحہ ۶۳۴
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۴۶۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بدکاری کرنے والا جب بدکاری کرتا ہے تو مومن نہیں رہتا۔ چوری کرنے والا جب چوری کرتا ہے وہ مومن نہیں رہتا اور شراب پینے والا جب شراب پیتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔

-☆-

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۵
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۸۸۰)	جلد ۸	صفحہ ۶۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۸۷۱)	جلد ۹	صفحہ ۴۴۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۳۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۶۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۱۹۴)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۹
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۳۰۰۰)		جلد ۶	صفحہ ۱۲۶۹

شراب کے بارے میں یہ فرمان رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی سنیئے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ:

مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ فِی الرَّابِعَةِ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلاَةٌ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً فَاِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ – قِيْلَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ يَجْرِیْ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ۔

تھذیب الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۸۰۷)			صفحہ ۴۱۰
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۸۶۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۹۰
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
سنن النسائی (مختصراً)	رقم الحدیث (۵۶۷۵)	جلد ۸	صفحہ ۳۳۰
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۷۷)	جلد ۵	صفحہ ۸۰
قال الدکتور بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۳
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلة الاحادیث الصحیحہ/رقم الحدیث (۷۰۹)		جلد ۲	صفحہ ۳۳۴
صحیح ابن خزیمة	رقم الحدیث (۹۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۶۸
قال الدکتور محمد مصطفیٰ الاعظمی: اسنادہ صحیح			

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے شراب پی اس کی چالیس دن تک صلاۃ (نماز) قبول نہ کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔ اگر وہ پھر اس شراب (خمر) کی طرف لوٹا تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر پھر اس نے شراب نوشی کی تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے گا۔

اگر وہ چوتھی مرتبہ پھر شراب نوشی کی طرف لوٹا تو اس کی چالیس دن تک صلاۃ قبول نہ کی جائے گی اگر اس نے توبہ کی تو اب اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اللہ اس پر غضب فرمائے گا اور اسے نھر الخبال سے پلائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۸۴۳)	جلد ۶	صفحہ ۳۴۹
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۳۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۴۰)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۷
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۴۴)	جلد ۶	صفحہ ۱۹۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

یا ابا عبدالرحمٰن نھر الخبال کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نھر الخبال وہ نھر ہے جو اھل نار جہنمیوں کی پیپ سے جاری ہوگی۔

اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! ہر اھل ایمان کو اپنے غضب سے محفوظ فرما اور اسے ان گناہانِ کبیرہ سے بچنے کی توفیق مرحمت فرما۔

اَطِعْ وَالِدَیْک:

اپنے ماں باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرو ماں باپ کا فرمانبردار اس رزم گاہ حیات میں شکست نہیں کھاتا کیونکہ ماں باپ کی دعائیں اس کے گرد حصار بن کر اس کی حفاظت کرتی ہیں۔ حصار جتنا مضبوط ہوگا اتنا ہی دشمن کا حملہ ناکام ہوگا۔ اگر حصار ناقابل تسخیر ہو تو دشمن اپنا پورا زور صرف کر کے بھی اسے نہیں توڑ سکتا۔

اسی طرح شیطان انسان کو راہ حق سے پھسلاتا ہے تو جس کے گرد ایک قوی حصار ہو شیطان کا وہاں کیا اثر ہوگا۔ ماں باپ کے خدمت گزار کے گرد حصار کو شیطان کیا شیطان کی تمام ذریت بھی نہیں توڑ سکتی لیکن یہ حصار فقط حصار ہی نہیں ایک ناقابل تسخیر قلعہ ہوا کرتا ہے اور شیطانی قوتیں سر جوڑ کر آتی ہیں اور ہمیشہ اپنے سر پھوڑ کر واپس نامراد جاتی ہیں۔

ماں باپ اگر کسی دنیاوی چیز کا مطالبہ کریں تو نیک اولاد فوراً وہ چیزیں حاضر کر دیتی ہے۔ صالح اولاد کے ہاں دنیا اور متاعِ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی انہیں تو اپنے ماں باپ کی رضا مقدم ہوتی ہے اور انکی خوشنودی کے حصول کیلئے اگر اپنا سب کچھ قربان کرنا پڑے تو وہ دریغ نہیں کرتے کیونکہ مال دنیا تو پھر مل جائے گا لیکن ماں باپ کی ناراضگی ہوگئی تو اس کا وبال جان

ہواہی نہیں بلکہ ایمان ہوا بھی ہوا کرتا ہے۔

وَلاَ تُنَازِعَنَّ وُلاَةَ الْاَمْرِ.

حاکمان وقت سے تنازعہ نہ کرنا۔

مسند حکومت پھولوں کی سیج نہیں کانٹوں کا بچھونا ہے پوری سلطنت کا خیال رکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں جو مسند اقتدار پر بیٹھتا ہے اسے مشکلات کا زیادہ احساس ہے تو عدل وانصاف کرنے والی اور اسلامی نظریات کا دفاع کرنے والی حکومت سے خوامخواہ الجھنا قرین دانشمندی نہیں اسکی ہر اچھائی کو برائی کے روپ میں اجاگر کرنا اس کی تعمیری کاموں کو تخریب کا نام دینا یہ آ بیل مجھے مار کے مصداق ہے کوئی بھی سلیم الطبع انسان عدل وانصاف پر قائم حکومت کی مخالفت نہیں کرتا۔

ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی حکومت اسلامی شعار کا مذاق اڑائے، اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام قرار دے اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دے، عوام کے روپے پیسے کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر جائے اور اسکے خون پسینے کی کمائی کو اپنی ذاتی عیاشیوں پر صرف کردے تو ایسی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا حسینی سنت ادا کرنا ہے۔ آج حسینی سنت کی بنا پر ہی ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند ہے۔

حکومت سے ٹکر لینے کی ہر آدمی کو اجازت نہیں کیونکہ بسا اوقات ایسا خودکشی کے مترادف ہے۔ ہاں ایسی ظالمانہ اور غیر عادلانہ حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا صرف اسے ہی زیبا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں اٹھوں گا تو پانسہ پلٹ دوں گا اور ایک انقلاب برپا کردوں گا تو کڑے وقت میں ایسے جانباز مجاہد کا میدان عمل میں نکلنا بڑا مستحسن ہوا کرتا ہے اور اسے قدر کی

نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

وَلَا تَفِرَّ مِنَ الزَّحْفِ.

مومن جب جہاد کیلئے نکلتا ہے تو اس کے پیش نظر نہ اپنی بہادری کے جوہر دکھانا ہوتا ہے اور نہ لوگوں سے داد تحسین وصول کرنا ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے پیش نظر مالی منفعت ہوتی اور نہ اپنی خاندانی برتری کیلئے کوشاں ہوتا ہے بلکہ اس کا مطمع نظر دینِ حق دین اسلام کی سربلندی ہوا کرتی ہے۔

لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا.

جنگ کے دوران کسی بھی طرح کے حالات پیش آ سکتے ہیں اور کبھی کبھی کسی ایک کی بزدلی دکھانے سے پوری فوج شکست سے دوچار ہو جاتی ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے بہادری دکھانے سے اور اسکی جوانمردی اور بے جگری سے جنگ کا نقشہ بدل جاتا ہے شکست خوردہ فوج بھی اس کو دیکھ کر حوصلہ میں آ جاتی ہے پھر ایسا زوردار حملہ کرتی ہے کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں اور وہ میدان جنگ سے بھاگ جاتے میں عافیت سمجھتے ہیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میدان جنگ سے بھاگ جانے کی اجازت نہیں دی ہے اور اسے کبائر میں شمار کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:
اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهُنَّ؟ قَالَ:
اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلاّ بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبَاوَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تھذیب الترغیب	رقم الحدیث(۳۳۴)		صفحہ۲۳۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۷۶۶)	جلد۲	صفحہ۸۵۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۸۹)	جلد۱	صفحہ۱۲۸
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۲۸۷۴)	جلد۲	صفحہ۱۲۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث(۲۸۷۴)	جلد۲	صفحہ۲۰۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث(۳۶۷۰)	جلد۶	صفحہ۲۶۰
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۲۹۱۵)	جلد۹	صفحہ۴۵۸

نے فرمایا:

سبع موبقات (سات ہلاک کرنے والی چیزیں) سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ کون کون سی چیزیں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا

۲۔ جادو

۳۔ اس نفس کو ناحق قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

۴۔ ربا (سود) کھانا

۵۔ یتیم کا ناحق مال کھانا

۶۔ جنگ کے دن میدان جنگ سے بھاگ جانا

۷۔ پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا

-☆-

میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے کا اس درجہ تاکیدی حکم ہے کہ فرمایا اگر تجھے اپنی جان بھی دینی پڑے بھاگنا نہیں اور اگرچہ تیرے ساتھی بھاگ بھی رہے ہوں تجھے بھاگ جانے کی اجازت نہیں۔

وَاَنْفِقْ عَلٰی اَھْلِکَ

اھل خانہ پر اپنا مال خرچ کرو اپنی اہلیہ اپنے بچوں پر یہ مال جائز طریقے سے اور ان کی بھلائی و بہتری کیلئے خرچ کرو۔

بعض لوگوں کی طبیعت اس درجہ حریص ہوا کرتی ہے کہ ان کے بیوی بچے بھوک سے

نڈھال ہوتے ہیں پھر بھی وہ مال ہوتے ہوئے ان پر خرچ نہیں کرتے۔

کاروبار بھی وسیع ہوتا ہے آمدن بھی معقول ہوتی ہے اس کے باوجود اپنی اولاد اور اپنی اہلیہ کو کچھ دینا ان کے دل پر گراں گزرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلم نے ایسے لوگوں کو تنبیہ کیا اور اپنے اھل واعیال پر مال خرچ کرنے کی ترغیب دی یاد رہے اب اس حدیث پاک کو دیکھ کر جو اپنے اھل وعیال پر خرچ کرے گا اسے دوہرا اجر ملے گا ایک اھل وعیال پر خرچ کرنے کا دوسرا حضور صلی اللہ علیہ وَاٰلِہٖ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔

اپنے اھل وعیال کی تربیت بھی لازم ہے اگر اولاد کی بروقت تربیت نہ کی جائے تو اولاد بگڑ جاتی ہے پھر وہ اولاد اپنے ماں باپ کیلئے پریشانی کا باعث بنتی ہے ماں باپ ہی نہیں اپنے اعزہ واقارب کی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔

اس تربیت کے سلسلہ میں ان پر کچھ سختی بھی کرنی چاہیئے تاکہ ان کے دلوں پر کچھ نہ کچھ ہیبت تو ضرور رہے اور اگر وہ کوئی غلطی کرنے لگیں تو ان کے شعور میں یہ بات ہو کہ اگر ابا کو علم ہو گیا تو گوش مالی ہوگی۔ اس ہیبت کی وجہ سے کئی قسم کی غلطیوں کے ارتکاب سے محفوظ رہیں گے۔

باپ کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی اولاد پر انتہائی درجہ مشفق ہو محبت و پیار کا درس عملی طور پر دے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اولاد بے فکر اور بے خوف ہو کر حقوق اللہ بھی پامال کرتی رہے بلکہ گھر کے سربراہ پر لازم ہے کہ انہیں پنج وقتہ صلاۃ کیلئے مسجد جانے کی ترغیب دے اگر کوئی بچہ سستی کرے تو اس کی سرزنش بھی کرے تاوقتیکہ یہ صلاۃ ادا کرنا اس کی طبیعت بن جائے اور جب تک وہ علیم خبیر کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہو جائے اسے چین وسکون نہ ملے۔

والدین ۔حسن سلوک کے

سب سے زیادہ حقدار

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيْر "عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاع بْنِ شِبْرَمَةَ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُل" اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ ؟قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۹۷۱)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۳۶۷۰)	جلد۳	صفحہ۲۹۱
قال المحقق:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۵۴۸)	جلد۵	صفحہ۱۳۳
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۹۰۴)	جلد۳	صفحہ۳۵۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن"		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۵۴۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۵
قال الالبانی:	حسن		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! میرے حسن صحبت کا لوگوں میں سب سے حقدار کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۲۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۷۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۹)	جلد ۲	صفحہ ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۷۰۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۷۲
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۳۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۵
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ			
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۱۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۳
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۳۲۶)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۹۳۱)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۱۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

نے فرمایا تیری والدہ۔اس نے عرض کی پھر کون؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیری ماں۔اس نے عرض کی پھر کون تو حضور نے فرمایا تیری والدہ۔تو اس نے (چوتھی مرتبہ) پوچھا پھر کون؟ تو حضور نے فرمایا پھر تیرا باپ۔

-☆-

دین اسلام اپنے ماننے والوں کو اصلاح کا درس دیتا ہے اس دینِ حق کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ یہ اصلاح کا داعی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے مصلح بن کر تشریف لائے۔

اب سوال یہ ہے کہ اصلاح کسے کہتے ہیں
کیا کسی غریب وکنگال کو غربت ومفلسی سے نکالنا اصلاح ہے؟
کیا کسی جاھل کو علم کی دولت سے آراستہ کردینا اصلاح ہے؟
کیا کسی مریض وبیمار کو تندرستی دینا اصلاح کہلاتا ہے؟
کیا کسی کمزور وضعیف کو قوت وطاقت دینا اصلاح کے زمرے میں آتا ہے؟

ہوسکتا ہے آدمی غریب وکنگال ہو تو پیار ومحبت کا پیکر ہو اخلاق کریمانہ سے متصف ہو لیکن جب اسے دولت مل جائے وہ سرمایہ داروں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو مجسمہ نفرت وحقارت بن جائے اخلاق جمیلہ کو خیرباد کہہ کر بدخلقی کا پیکر بن جائے۔

ہوسکتا ہے جب آدمی جاھل ہو اس وقت وہ بڑے چھوٹے کا خیال رکھنے والا ہو ہر بڑے سے عزت وتکریم سے پیش آتا ہو اور ہر چھوٹے پر شفقت کرتا ہو بزرگوں کے ادب واحترام کا گرویدہ ہو اور بچوں سے پیار ومحبت سے پیش آتا ہو لیکن جیسے ہی وہ علم حاصل کرے

غرور وتکبر کو شیوہ بنالے نہ بڑوں کی عزت کا پاس ہو اور نہ چھوٹوں پر شفقت کرنی جانتا ہو۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے سے کمتر سمجھنا شروع کردے۔

ہوسکتا ہے جب آدمی مریض و بیمار ہو اسے ہر وقت اللہ یاد آتا ہو موت کو اپنے سامنے دیکھ کر فکر آخرت میں مگن ہو مگر جیسے ہی وہ صحت یاب ہو اس کے ذہن میں فرعونیت سما جائے وہ اللہ کو بھول کر اس کے احکامات کا مذاق اڑانا شروع کردے موت کو فراموش کر کے فسق و فجور کا بازار گرم کردے۔

ہوسکتا ہے کہ جب آدمی ضعیف و کمزور ہو وہ کسی کی دل آزاری نہ کرتا ہو کسی پر الزام تراشی نہ کرتا ہو ہر ایک کی خوبیاں اور اچھائیاں اس کی نظروں کے سامنے ہوں اور جس کا بھی ذکر کرے خیر و بھلائی سے ذکر کرے لیکن جیسے ہی اسے قوت و طاقت میسر آجائے وہ بالکل بدل جائے اور ہر ملنے والے کی دل آزاری کرنا شروع کرے طعن و تشنیع سے دلوں کو زخمی کرنا عادت بنالے اور ہر ایک کی برائیاں سرعام بیان کرنا شروع کردے۔

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ ساری چیزیں اصلاح نہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر اصلاح کس چیز کا نام ہے۔

اصلاح دل کے درست ہونے کا نام ہے خیالات و احساسات کے پاک ہونے کا نام اور من کے اجلا اور صاف ہونے کا نام ہے۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِنْ صَلحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّه' وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّه اَلاَ وَھِیَ الْقَلْبُ.

ترجمة الحديث:

جسم انسانی میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اور اگر اس میں فساد ہے تو تمام جسم فساد میں مبتلا ہے۔ سن لیجئے وہ دل ہے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۹۹۱۱)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۰۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۳۲۴)	جلد ۵	صفحہ ۲۰۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳)		صفحہ ۱۵
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳)		صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	حسن		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۵۷۵۵)	جلد ۸	صفحہ ۳
قال المحقق:	صحیح		
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۵۵۴۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۵
تاریخ بغداد	رقم الحدیث (۱۳۵۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۵
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۶	صفحہ ۳۱۵
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۹۵۸)	جلد ۱۹	صفحہ ۴۰۵
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۱۶۶۶-۱۶۶۷)	جلد ۴	صفحہ ۳۶۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		

دین اسلام اور خود بانی اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دلوں کی اصلاح کیلئے تشریف لائے ہیں اگر دل درست ہے تو ہر چیز درست ہے اگر خیالات واحساسات پاک ہیں تو پھر جہاں بھی چلا جائے اس کی قبائے عزت کو کوئی داغدار نہیں کر سکتا۔

اگر قلب درست ہے تو اس کے خیالات کو پاکیزگی ملے گی پھر وہ ہر ایسی حرکت کرے گا جو اسکے باطن کے اجلا ہونے کا پتہ بتائے اور ہر وہ عمل کرے گا جس سے اس کے من کا تقدس عیاں ہو۔

اسی نعمت کے حصول کیلئے اور اسکے حصول کے بعد اس کے دوام کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض ومعروض کیا کرتے تھے جس سے مدعا باطن کی مزید پاکیزگی تھا اور قلب کو مزید منور کرنا تھا تاکہ جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ جائیں اس جگہ کو بلکہ وہاں کے مکینوں کو بقعہ انوار بنادیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن صحبت سے سوال پر جواب دیتے ہوئے فرمایا اپنی والدہ سے حسن صحبت سے پیش آ و۔ اگر تمہیں مال ودولت مل گیا ہے تو اترانا نہیں بلکہ ماں کی پہلے سے زیادہ خدمت کرنی ہے اگر جہالت کے اندھیرے چھٹ چکے ہیں اور نورِ علم سے آراستہ ہے تو پھر بھی سلامتی کا راستہ ماں کی خدمت سے ہو کر جاتا ہے اگر کمزور وناتواں تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تمہیں قوت وطاقت عطا کی ہے تو اس سے فرعون نہ بننا بلکہ ماں کی خدمت کرنا اس کے حسنِ سلوک سے پیش آنا کیونکہ جب ایک ضعیفہ کی خدمت کرو گے اس کی دلجوئی اپنا شیوہ بناو گے تو تمہارے نفس کی انانیت خود بخود ختم ہو جائے گی اور تم اپنی قوت وطاقت کا غلط استعمال نہیں کرو گے بلکہ اسے حق کی سربلندی کیلئے صرف کرو گے۔ بلکہ ماں کی خدمت کو باپ کی

خدمت سے تین درجہ فائق قرار دیا۔

ہمارا دین کتنا سچا دین ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس درجہ شفیق ورحیم نبی ہیں کہ عالم ضعیفی میں گزرنے والے افراد کا خیال رکھتے ہیں بلکہ ان کی خدمت کیلئے انہیں کے جگر پاروں کو مقرر کرتے ہیں تاکہ جب ضعف کا غلبہ ہو اور لاعلاج بیماریاں اپنے پنجے گاڑ دیں تو اولاد کی خدمت سے کم از کم ان کے دل کو سکون واطمینان تو ملے ہاں دل کا سکون ساری کلفتوں کو بھول جایا کرتا ہے۔

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنَ عَمَّارٍ ثَنَااِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاش عن بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَان

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرَب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ (ثلاثًا) اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاٰبَائِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَب.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۱)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح، الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۴)		صفحہ ۵۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۶۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۱۲۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۹۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤں سے حسنِ سلوک کی وصیت فرماتا ہے اور یہ تین مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے اپنے والد سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار سے حسن سلوک کی وصیت فرماتا ہے۔

-☆-

السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (٦٦ ٧٧)	جلد۴	صفحہ۳۰۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (١١٥٦٢)	جلد۸	صفحہ۵۰۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (١١٨٢١)	جلد۱۵	صفحہ۴۵۲
فتح الباری		جلد۱۰	صفحہ۴۰۲
المستدرک	رقم الحدیث (٧٣٢٨)	جلد۵	صفحہ۲۰۹
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (٧٦١٤)	جلد۴	صفحہ۵۵۵
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (١٣٤٠٥)	جلد۸	صفحہ۲۵۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (٣٦٦١)	جلد۱	صفحہ۳۸۷
قال المحقق:	ھذا اسناد صحیح		

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونَ الْمَكِّيِّ، ثَنَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيْ زَرْعَةَ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرّ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمَّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟قَالَ اَبَاكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟قَالَ اَلْاَدْنٰى فَالْاَدْنٰى

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٣٦٥٨)	جلد۴	صفحہ٢١٢
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح: اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٣٦٥٨)	جلد۵	صفحہ٢۵٠
قال بشار عواد:	اسنادہ حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (٢٩٦٦)	جلد٣	صفحہ٢١٣
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (٢١٦٩)	جلد٧	صفحہ٢٣٢
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (١١٣٨٣)	جلد٨	صفحہ۴٢٩
قال المحقق:	حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (١۴٩٢٠)	جلد١٠	صفحہ۴۴٩

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون زیادہ حقدار ہے کہ ہم اس سے نیکی کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تیری والدہ اس نے کہا ماں کے بعد پھر کون ہے تو حضور نے فرمایا تیری ماں اس نے عرض کی پھر اس کے بعد حسن سلوک کا کون زیادہ حقدار ہے فرمایا تیرا باپ فرمایا پھر قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار۔

والدین سے حسن سلوک

ہر حالت میں

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ:

نَزَلَتْ فِیّ اَرْبَعُ آیَاتٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی

کَانَتْ اُمِّیْ حَلَفَتْ اَنْ لاتَاْکُلُ وَلاتَشْرَبُ حَتّٰی اُفَارِقَ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَأنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ جَاھَدَاکَ عَلَی اَنْ تُشْرِکَ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْم" فَلاَتُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِیْ الدُّنْیَا مَعْرُوْفاً(لقمان،۱۵)

(وَالثَّانِیَۃَ)اِنِّیْ کُنْتُ اَخَذْتُ سَیْفاً أعْجَبَنِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھَبْ لِیْ ھٰذا فَنَزَلَتْ،"یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَال"

(والثالثۃ)اِنِّیْ مَرِضْتُ فَأتَانِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ أقسِمَ مَالِیْ أفَأوْصِیْ بِالنِّصْفِ؟ فَقَالَ"لا" فَقُلْتُ:اَلثُّلُث فَسَکَتَ، فَکَانَ الثُّلُثُ بَعْدَہ' جَائِزاً.

(وَالرَّابِعَۃُ)اِنِّیْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ مَعَ قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَضَرَبَ رَجُل' مِنھُمْ

أنـفِـيُ بِلِحْيَيْ جَمَلٍ فَأَتَيْتُ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَحْرِيْمَ الْخَمْرِ.

ترجمة الحديث:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قران کریم کی چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئی ہیں

میری والدہ نے حلف اٹھالیا تھا کہ وہ نہ کھائے گی اور نہ پیئے گی یہاں تک کہ میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

اور اگر وہ دونوں (ماں، باپ) کوشش کریں کہ تو شرک کرے اس کے ساتھ جسکا تجھے علم نہیں تو اس بات میں ان دونوں کی اطاعت نہ کر لیکن دنیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ۔

دوسری آیت: میں نے ایک تلوار پکڑی جو مجھے پسند آ گئی تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ مجھے عنایت فرما دیجئے تو آیت کریمہ نازل ہوئی

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ

تیسری آیت: میں بیمار ہوا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تیمارداری کیلئے تشریف لائے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال (فی سبیل اللہ) تقسیم کروں تو کیا حضور مجھے نصف مال خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ تو حضور نے فرمایا نہیں

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۲۴) صفحہ ۴۰

قال الالبانی: صحیح

میں نے پھر عرض کی کیا ایک تہائی مال خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکوت فرمایا تو اس کے بعد ثلث کو جائز قرار دیا گیا۔

چوتھی آیت: میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ خمر پی لی تو ان میں سے ایک آدمی نے میرے ناک پر اونٹ کے جبڑے کی ہڈی دے ماری تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمادیا۔

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ: اَخْبَرَتْنِيْ اَسْمَاءُ ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ اَتَتْنِيْ اُمِّيْ رَاغِبَةً فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ آصِلُهَا! قَالَ "نَعَمْ" قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا لَايَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۸)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۸۳۳۱)	جلد۹	صفحہ۲۱۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۴۳)	جلد۲	صفحہ۱۹۸
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۵)	جلد۱۳	صفحہ۱۳
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۹۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد۱	صفحہ۵۲۳
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۶۸)	جلد۱	صفحہ۴۶۴
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۳۱۸)	جلد۱	صفحہ۱۵۲

ترجمة الحديث:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا

میری (کافرہ) ماں میرے پاس کچھ مانگتے ہوئے آئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تو میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس سے ملوں؟ اس سے صلہ رحمی کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا ہاں صلہ رحمی کرو۔

ابن عینیہ نے فرمایا:

اللہ نے ان کے بارے میں نازل فرمایا:

لاَيَنْهاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ.

-☆-

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن ہیں۔ ان کی والدہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاھلیت میں طلاق دے دی تھی یہ زمانہ اسلام میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی نہیں تھیں اور یہ اپنے مشرکانہ عقائد پر قائم رہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب امن کا دور شروع ہوا اور مسلمان مکہ مکرمہ جانے لگے اور مشرکین مدینہ منورہ آنے لگے تو حضرت اسماء کی یہ مشرکہ والدہ مدینہ منورہ اپنی بیٹی کے پاس آئیں اس امید پر کہ بیٹی میری کچھ خدمت کرے اور میرے بڑھاپے کا خیال رکھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے ماں کی کچھ خدمت کرنے سے پہلے بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم میں حاضری دی اور حضور سے دریافت فرمایا کیا میں اپنی مشرکہ ماں کی مالی معاونت کروں کیا مجھے اس سے صلہ رحمی کی اجازت ہے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا:

ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو اگر چہ وہ مشرکہ ہی کیوں نہ ہو۔

قربان جائیں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن کی رحمت نے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا اپنا ہو یا بیگانہ، ماننے والا ہو یا منکر ہر ایک کو آپ نے اپنی رحمت سے نوازا ہے ہاں یہ الگ بات ہے کہ کوئی آپ کی بارانِ رحمت کے دوران اپنا برتن ہی الٹا کر دے یہ اسکی حرماں نصیبی ہے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت وعنایت کا کوئی قصور نہیں۔

ماں ماں ہے اس کا ہر حال میں خیال رکھنا ضروری ہے۔

تقديم بر الوالدين
على التطوع بالصلاة وغيرها

حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، أَخْبَرَنَا جَرِيْرُبْنُ حَازِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ

عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ "لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيْ الْمَهْدِ اِلاَّثَلاثَة". عِيْسٰى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ وَكَانَ جُرَيْجٌ رَجُلاً عَابِداً، فَاتَّخذَ صَوْمَعَةً فَكَانَ فِيْهَا، فَأَتَتْهُ اُمُّه' وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ، فَقَالَ يَارَبِّ! أمِّيْ وَصَلاَتِيْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلاَتِهٖ،فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ فَقَالَ يَارَبِّ اُمِّي وَصَلاَتِيْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلاَتِهٖ فَانْصَرَفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِاَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يَاجُرَيْجُ قَالَ اَىْ رَبِّ اُمِّيْ وَصَلاَتِيْ فَاَقْبَلَ عَلٰى صَلاَتِهٖ فَقَالَتْ! اَللّٰهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلٰى وَجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُواِسْرَائِيْلَ جُرَيْجاً وَعِبَادَتَه' وَكَانَتْ اِمْرَأَةٌ بَغِيٌ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ اِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّه' لَكُمْ، قَالَ فَتَعَرَّضَتْ لَه' فَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهَا فَأَتَتْ

رَاعِیاً کَانَ یَأوِیْ اِلٰی صَوْمَعَتِہٖ فَأمْکَنَتْہُ مِنْ نَفْسِھَا فَوَقَعَ عَلَیْھَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّاوَلَدَتْ قَالَتْ ھُوَ مِنْ جُرَیْجٍ. فَأتَوْہُ فَاسْتَنْزَلُوْہُ وَھَدَمُوا صَوْمَعَتَہٗ وَجَعَلُوْا یَضْرِبُوْنَہٗ فَقَالَ مَاشَأنُکُمْ؟ قَالُوْا زَنَیْتَ بِھٰذِہِ الْبَغِیِّ فَوَلَدَتْ مِنْکَ فَقَالَ اَیْنَ الصَّبِیُّ فَجَاءُ وْابِہٖ فَقَالَ دَعُوْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَی الصَّبِیَّ فَطَعَنَ فِیْ بَطْنِہٖ وَقَالَ یَاغُلَامُ مَنْ اَبُوْکَ؟ قَالَ فُلَانُ الرَّاعِیْ. قَالَ فَأقْبَلُوْا عَلٰی جُرَیْجٍ یُقَبِّلُوْنَہٗ وَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ وَقَالُوْا نَبْنِیْ لَکَ صَوْمَعَتَکَ مِنْ ذَھَبٍ قَالَ: لَا اَعِیْدُوْھا مِنْ طِیْنٍ کَمَا کَانَتْ فَفَعَلُوا

فَبَیْنَا صِبِیٌّ '' یَرْضَعُ اُمَّہٗ فَمَرَّرَجُلٌ '' رَاکِبٌ '' عَلٰی دَابَّۃٍ فَارِھَۃٍ وَشَارَۃٍ حَسَنَۃٍ فَقَالَتْ اُمُّہٗ. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَ ھٰذَا. فَتَرَکَ الثَّدْیَ وَاَقْبَلَ اِلَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْنِیْ مِثْلَہٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی ثَدْیِہٖ فَجَعَلَ یَرْتَضِعُ

قَالَ: فَکَأَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَحْکِیْ اِرْتِضَاعَہٗ بِاِصْبَعِہِ السَّبَّابَۃِ فِیْ فَمِہٖ فَجَعَلَ یَمُصُّھَا

قَالَ: وَمَرُّوا بِجَارِیَۃٍ وَھُمْ یَضْرِبُوْنَھَا وَیَقُوْلُوْن زَنَیْتِ سَرِقْتِ وَھِیَ تَقُوْلُ: حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ فَقَالَتْ اُمُّہٗ اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَہٗ فَتَرَکَ الرِّضَاعَ وَنَظَرَ اِلَیْھَا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَھَا فَھُنَاکَ تَرَاجَعَا الْحَدِیْثَ فَقَالَتْ حَلْقٰی مَرَّرَجُلٌ '' حَسَنُ الْھَیْئَۃِ فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَھَا فَقُلْتَ اَللّٰھُمَّ لَایَجْعَلْنِی مِثْلَہٗ. وَمَرُّوْا بِھٰذِہِ الْاَمَۃِ وَھُمْ یَضْرِبُوْنَھَا وَیَقُوْلُوْنَ زَنَیْت وَسَرِقْتِ فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَھَا فَقُلْتَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَھَا.

قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ کَانَ جَبَّاراً فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ لَایَجْعَلْنِیْ مِثْلَه' وَاِنَّ هٰذِهٖ یَقُوْلُوْنَ لَهَا زَنَیْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرِقْتِ وَلَمْ تَسْرَقْ فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِثْلَهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جھولے میں (دودھ پیتے بچوں میں) تین آدمیوں نے کلام کیا۔ حضرت عیسٰی ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور صاحب جُریج نے۔

جُریج ایک عبادت گزار آدمی تھا اس نے ایک عبادت خانہ بنالیا تھا (جس میں وہ اللہ کی بندگی کیا کرتا تھا)۔ وہ اس عبادت گاہ میں تھا کہ اس کی والدہ اس سے ملنے کیلئے آئی اور وہ

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۰
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۸۲۱)	جلد ۸	صفحہ ۲۴۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴۳۶)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۷۰
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۵۶۹)	جلد ۹	صفحہ ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۴۸۹)	جلد ۱۴	صفحہ ۴۱۱
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۸۲)	جلد ۲	صفحہ ۷۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۵۶۹)	جلد ۹	صفحہ ۲۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۰۶)	جلد ۱	صفحہ ۳۶۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۳)		صفحہ ۴۳
قال الالبانی صحیح			

صلاۃ (نماز) ادا کر رہا تھا۔

اس کی ماں نے کہا اے جُریج! تو اس (جُریج) نے کہا اے میری رب! میری ماں میرے صلاۃ (نماز) ادا کرتے وقت آئی ہے (اب کیا کروں؟) تو اس نے اپنی صلاۃ جاری رکھی۔ تو اس کی ماں واپس چلی گئی۔

دوسرے دن اس کی ماں پھر آئی اس حال میں کہ وہ (جُریج) صلاۃ ادا کر رہا تھا۔ تو ماں نے آواز دی اے جُریج! تو اس نے کہا اے میرے رب میری ماں میرے صلاۃ ادا کرتے وقت آئی ہے (کیا کروں؟) تو اس نے اپنی صلاۃ جاری رکھی تو اس کی ماں پھر واپس چلی گئی۔ اگلے دن اس کی ماں پھر آئی کہ اس کا بیٹا جُریج صلاۃ ادا کر رہا تھا تو ماں نے آواز دی اے جُریج! اس نے کہا اے میرے رب میری ماں اس حال میں آئی ہے کہ میں صلاۃ ادا کر رہا ہوں (اب کیا کروں؟) اس نے اپنی صلاۃ (نماز) کو جاری رکھا۔

ماں کی زبان سے جاتے ہوئے نکلا

اے اللہ اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کو نہ دیکھے۔

بنی اسرائیل جُریج اور اس کی (کثرت) عبادت کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت تھی جس کے حسن کی مثال دی جاتی تھی۔

اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں اس جُریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں۔

اس بدکار عورت نے جُریج پر اپنا آپ پیش کیا لیکن اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ تو وہ عورت ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کی عبادت گاہ میں پناہ لیا کرتا تھا۔ تو اس عورت نے اپنے آپ کو اس چرواھے کے قابو میں دے دیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔

جب اس عورت نے بچہ جنا تو اس نے کہا یہ جُریج کا ہے۔لوگ مشتعل ہو کر آئے، اسے اس کے عبادت خانہ سے نیچے اتارا اور اس کا عبادت خانہ منہدم کر دیا اور لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کر دیا۔اس عبادت گزار (جُریج) نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ (مجھے کیوں مار رہے ہو؟) لوگوں نے جواباً کہا تو نے اس بدکار عورت سے بدکاری کی ہے تو اب اس نے تیرا بچہ جنا ہے۔

اس جُریج نے کہا بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے تو جُریج نے کہا مجھے صلاۃ ادا کرنے دو۔تو اس نے صلاۃ ادا کی جب صلاۃ سے فارغ ہوا تو بچے کے پاس آیا تو اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ لگایا اور کہا:

اے بیٹے! تیرا باپ کون ہے؟ تو اس بچے نے جواب دیا فلاں چرواہا۔(اتنا سننے کی دیر تھی کہ) لوگ (شرمسار ہو کر) جُریج کی طرف آئے اسے بوسے دینے لگے اور (عقیدت سے) اس پر ہاتھ پھیرنے لگے۔لوگوں نے کہا ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں تو اس نے کہا نہیں بلکہ جیسے مٹی کا بنا ہوا تھا ایسے ہی بنا دو۔تو انہوں نے اس کا عبادت کانہ دوبارہ تعمیر کر دیا۔

وہی بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ سبک رفتار طاقتور سواری پر ایک خوش شکل شہسوار گزرا تو اس کی ماں نے کہا

اے اللہ میرا بیٹا اس جیسا کر دے تو اس بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا تو اِس کی طرف متوجہ ہوا اور دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا۔پھر اس نے دودھ پینا شروع کر دیا۔

پھر لوگ ایک خادمہ کو لے کر گزرے وہ اسے زدوکوب کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی ہے تو نے چوری کی ہے اور وہ کہتی جا رہی تھی

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

مجھے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔

تو اس بچے کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بچے کو اس جیسا نہ کرنا تو بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اس کی طرف دیکھا تو کہا اے اللہ مجھے اس جیسا کر دے۔

یہاں سے ماں بیٹا کے درمیان گفتگو شروع ہوئی

ماں نے کہا تیرے گلے کو بیماری لگے (کیسی باتیں گلے سے نکال رہا ہے)

ایک خوش شکل آدمی گزرا تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا کر دے تو تو نے کہا اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کرنا اور لوگ اس باندی کو لیے جا رہے تھے اور وہ اسے مارتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تو نے بدکاری کی تو نے چوری کی تو میں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا تو تو نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر دے۔

تو اس دودھ پیتے بچے نے جواب دیا

یہ آدمی بڑا جابر و ظالم ہے اس لیئے میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا اور یہ باندی لوگ اسے کہتے ہیں تو نے بدکاری کی حالانکہ اس کا دامن پاک ہے اس نے کوئی بدکاری نہیں کی اور لوگ کہتے ہیں تو نے چوری کی حالانکہ اس نے کوئی چوری نہیں کی تو اس وجہ سے میں نے کہا اے اللہ! مجھے اس جیسا کر دے۔

-☆-

ماں ماں ہوا کرتی ہے اگر چہ وہ کسی عظیم المرتبت انسان کی ماں ہی کیوں نہ ہو اس کا ادب و احترام اولاد پر لازم ہوا کرتا ہے اور اسکی دل جوئی اسکی خواہشات کا احترام اسلامی نقطہ نظر

سے ضروری ہوا کرتا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عبادت گزار کا تذکرہ کیا جو اپنی عبادت وریاضت میں انہماک کی حد تک مشغول رہا کرتا تھا۔ اسکی ماں نے دوران صلاۃ اسے بلایا تو وہ ذہنی کشمکش میں الجھ کر رہ گیا۔ ضعیفہ ماں کی بات کو جواب دیا جائے یا احکم الحاکمین کی عبادت جاری رکھی جائے۔ بہرحال عبادت وبندگی کو ترجیح دی اور ماں کی بات کا جواب نہ دیا۔

ماں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات تقدیر الٰہی کا روپ دھار گئے اور وہ آزمائش میں گرفتار ہوا۔

اس حدیث پاک میں یہ درس بڑا واضح ہے ماں کی دعا اپنے بیٹے سے متعلق رد نہیں جاتی اس لیئے ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہیئے جس سے ماں کا دل رنجیدہ ہوا اور اسکی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جائے جو بعد میں پریشانی کا باعث بنے جب ایک ولی اللہ ماں کی دعا کے قہر کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کون ہوگا جو ماں کی دعا قہر وجلال کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

حضرت جُریج رحمہ اللہ، اللہ کے صادق ولی تھے اور اسکے سچے عبادت گزار تھے اخلاص و للّٰہیت سے اللہ کی بندگی کرنے والے آزمائش کی اس گھڑی میں سرخرو ہو کر نکلے یہ بھی کریم اللہ کی کرم نوازی ہے کہ وہ اپنے مقربین کو امتحان کے لحات میں بھی بڑے عزت وقار سے نکال لیتا ہے بلکہ عوام الناس کو انکے مرتبہ ومقام کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ امتحان گاہ میں ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مقربین کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا۔

صلاۃ کی اہمیت:

اس حدیث پاک میں صلاۃ کی اہمیت اوراجاگر ہوجاتی ہے۔حضرت جُریج جب اپنے اوپر الزام سنتے ہیں تو صلاۃ کی ادائیگی کا وقت مانگتے ہیں کیونکہ صلاۃ کی ادائیگی قرب الٰہی کاذریعہ ہوتی ہے۔ماں کی دعاءقہر کےاثرات کے بعداللہ تعالیٰ کاقرب درکار ہےاوراس ذات وحدہ لاشریک کاقرب صلاۃ ادا کرنے سے بطریق اولیٰ نصیب ہوتا ہے۔تو اھل ایمان کو جب بھی کوئی مشکل وقت آئے توانہیں سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا چاہیئے اپنے عجز کااعتراف کرتے ہوئے اللہ کی کبرائی کا اعلان واظہار کرنا چاہیئے تا کہ اس کی عزت وکرامت اپنے عاجز بندے کواپنی آغوش میں لے لےاور جسے اللہ کی رحمتیں اپنے دامن میں لے لیں وہ ہمیشہ بامراد ہوا کرتا ہے۔

کرامت کا صدور:

غیر نبی مقرب بارگاہ الٰہی سے خرق عادت کاظہور کرامت کہلاتا ہے۔آپ غور کیجئے حضرت جُریج رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ پیتے بچے کے جسم کومس کیا آپ کے چھونے کی برکت تھی کہ اسکا سینہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہواسمندر بن گیا پھراسے ان علوم سے مالا مال کردیا جوعلوم انسانی دسترس سے باہر ہوا کرتے ہیں۔دودھ پیتا بچہ تو بول نہیں سکتا لیکن ایک عبادت گزار کے ہاتھ کی برکت سے اس میں قوت گویائی پیدا ہوئی اور فصیح وبلیغ زبان میں باتیں کرنے لگا۔بات صرف تکلم تک نہ رہی بلکہ ایک ولی اللہ کی پاک دامنی کی گوائی دینے لگااوران حقائق سے بھی پردہ اٹھانے لگا جوانسان کی پہنچ سے بلند ہوا کرتے ہیں۔دودھ پیتے بچے کو کیا خبر کہ اسکا باپ کون ہے

یہ ایک اللہ کے ولی کے ہاتھ کی کرامت تھی کہ بچہ فوراً بول کر اپنے باپ کا اعلان کر دیتا ہے۔

ایک ولی اللہ کے ہاتھ کا یہ کمال ہے کہ اس کے ہاتھ کے لمس سے دودھ پیتے بچے حقائق سے پردے اٹھا دیتے ہیں تو اس ولی اللہ کے خود کمالات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اور یہ ولی اللہ اس خیر الامم کے ولی اللہ نہ تھے بلکہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کے ولی اللہ تھے تو اس امتِ محمدیہ علی صاحبھا الف التحیہ والصلاۃ کے ولی اللہ کے علم اور انکے کمالات کس کی رسائی میں آ سکتے ہیں۔ اب اندازہ لگایئے جو ولی ہی نہیں بلکہ نبی ہے صرف نبی ہی نہیں سب سے افضل واعلیٰ نبی نبیوں کے امام اور خاتم النبین ہیں انکے علم وفضل کا عالم کیا ہوگا۔ کیا یہ بدنصیبی کی انتہا نہ ہوگی کہ حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو کوئی جبہ ودستار میں ملبوس اپنے پیمانے سے تولنا چاہے یاد رہے ایسی حرکت بلکہ اسی سوچ ایمان سے محروم کرنے کیلئے کافی ہے۔

اس بچہ نے ایک بات کر کے حضرت جُریج رحمہ اللہ کی پاک دامنی بیان کر کے سلسلہ کلام ختم نہیں کیا بلکہ وہ مزید حقائق سے پردہ اٹھاتا رہا۔ اگر کوئی بدگزرا تو فقط ایک نظر سے اسکے ماضی کو جان لیا اور اگر کوئی نیک وپارسا عورت گزرتی ہے لیکن لوگ تہمتوں کے تیر برسا رہے ہیں اور مار پیٹ رہے ہیں لیکن یہ بچہ ایک نظر میں اسکے باطن کو پڑھ لیتا ہے اور اسکے نیک وپارسا ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

اب اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی امتی جو ولایت کے منصب پر فائز ہو یا اس پر کسی ولی اللہ کی نظر کرم ہو جائے اور وہ کسی کے چہرے کو دیکھ کر اس کے حالات بتا دے اور اسکے باطن کو پڑھ کر اسکی ایمانی کیفیت بیان کر دے تو حیرانگی کی کونسی بات ہے اور نہ ماننے کی کونسی وجہ ہے۔

والدین سے حُسنِ سلوک

درازی عمر اور رزق میں اضافہ کا سبب

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُمَدَّلَهٗ فِيْ عُمْرِهٖ وَيُزَادَ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَبِرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.

تہذیب الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۸۴۰)			صفحہ۴۲۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۸۶)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۷)	جلد۵	صفحہ۱۴۲
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۱۲)	جلد۲	صفحہ۱۰۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۷۴۵)	جلد۱۱	صفحہ۲۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۳۴۰)	جلد۸	صفحہ۲۵۳
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۹۷)	جلد۵	صفحہ۶۰۱
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۹۳)	جلد۲	صفحہ۵۸
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۹۳)	جلد۱	صفحہ۴۶۹
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۰۶۷)	جلد۲	صفحہ۶۱۶
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۵۵)	جلد۱	صفحہ۳۹۶

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

جسے اس بات سے مسرت وشادمانی ہو کہ اس کی عمر لمبی کردی جائے اور اسکے رزق میں اضافہ کردیا جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔

-☆-

ہرآدمی کی خواہش ہے کہ اسکا عمر میں اضافہ ہو،اس کا رزق بڑھادیا جائے۔ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا ایک سھل نسخہ ارشادفرمایا ہے اپنے والدین سے حسن سلوک کرو اور صلہ رحمی کو اپنا شعار بناؤ تمہاری عمر دراز کردی جائے گی اور تمہارے رزق میں اضافہ کردیا جائے گا۔

لمبی عمر اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے اس میں انسان اپنی نیکیوں میں اضافہ کرسکتا ہے کثرت استغفار سے اپنے گناہوں کی سیاہی دھوسکتا ہے ذکر وفکر کرکے اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کرسکتا ہے۔

لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ وقت مقرر پر ہرآدمی نے اس دنیا کو خیر باد کہنا ہے۔ انسان نیک ہو یا بد عابد ہو یا فاسق متقی ہو یا اللہ کا نافرمان ہر ایک نے اپنے مقررہ وقت پر اس دنیا سے چلے جانا ہے تو پھر اس حدیث پاک میں درازی عمر کا مفہوم کیا ہے؟

ہمارے ہاں زندگی سانس کے آنے جانے کا نام نبض کے حرکت کرنے کا نام ہے دل کے دھڑکنے کا نام ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جسے چاہے زندگی کی دولت عطا فرماسکتا ہے چاہے اسکا سانس آئے یا نہ آئے اسکی نبض میں حرکت ہو یا نہ ہو۔ شہید بھی تو زندہ ہے اسکی زندگی کا کون مسلم انکار کرسکتا ہے اسی طرح ماں باپ کا فرمانبرداران سے حسن سلوک کرنے والا بھی زندہ رہتا ہے اللہ اسکی زندگی میں اضافہ فرمادیتا ہے کوئی مومن اسکا بھی انکار نہیں کرسکتا۔

دوسرا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

انسان کی زندگی دراز ہوتو وہ عبادت وریاضت کرکے نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اپنے درجات بلند کرتا ہے اور اللہ کے قرب سے سرفراز ہوتا ہے تو جو بندہ مومن والدین کا فرمانبردار ہوانکی خدمت کرنا اسکا شعار ہواور ماں باپ کوخوش رکھ کراسے قلبی سکون ملتا ہوتو ایسے خوش قسمت آدمی کیلئے خالق ومالک اسکی نیکیوں کا عرصہ دراز کرسکتا ہے اوراسکے نامہ اعمال میں اضافہ فرماسکتا ہے۔

مثلاً ماں باپ کا فرمانبردار روزانہ پانچوں وقت صلاۃ ادا کرتا ہے۔ تہجد کی صلاۃ کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ تلاوت قرآن کریم سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھتا ہے اور ذکر الٰہی کی مَے سے مست رہتا ہے۔ جب ایسا آدمی دنیا سے رخصت ہوتو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسکی خدمت والدین کے صلہ میں ان سے حسن سلوک کے مطابق اس کا عرصہ دراز کردے اور اس عرصہ کو اس کی زندگی میں شمار کردے یعنی اللہ تعالیٰ ماں باپ کے خدمت گزار سے خوش ہواور اس کے صلہ میں اس کی زندگی میں سو سال کا اضافہ فرمادیا تو اب وہ اگر چہ اپنی قبر میں ہے لیکن نیکیاں لکھنے

والے اسکی سوسال تک نیکیاں لکھتے رہیں گے یہ صلوٰت (نمازیں) یہ تہجد یہ ذکر واذکار موت پر ختم نہ ہوگا بلکہ فرشتے اسی طرح سوسال تک اسکی صلوٰت اسکی تہجد اور تلاوت قرآن کا ثواب لکھتے رہیں گے۔

والله تعالیٰ ورسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم اعلم.

ماں باپ کے خدمت گزار کے رزق میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسکے بھی کئی مفہوم ہوسکتے ہیں۔

ا۔ اسے دنیاوی رزق میں برکت ہو جاتی ہے پہلے وہی رزق گھر کے افراد کیلئے ناکافی ہوتا ہے لیکن ماں باپ کے خدمت گزار کو جب اللہ تعالیٰ انعام دیتا ہے تو یہی رزق تمام افرادِ خانہ کو کفایت کر جاتا ہے بلکہ گھر کے افراد سے بڑھ بھی جاتا ہے۔

۲۔ رزق صرف کھانے پینے کی ان مادی چیزوں کا نام ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کو رزق کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کی دولت سے سرفراز فرمائے یہ بھی رزق ہے تقویٰ کی سعادت بخش دے یہ بھی رزق ہے اپنی معرفت کے جام پلا دے یہ بھی رزق ہے تو گویا والدین سے حسن سلوک کرنے والے کو امیدوار رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے خصوصی خزانوں سے رزق عطا فرمائے گا۔

۳۔ ماں باپ کا خدمت گزار جب اس دنیا سے کوچ کر جائے لوگ اسے منوں مٹی کے نیچے دفن کر آئیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اسکی قبر کو جنت کا باغ بنا سکتا ہے اور اس باغِ جنت میں اسے وہ رزق عطا فرمائے جس تک اس دنیا کے باسیوں کی رسائی نہیں۔

وَمَاذَالِکَ عَلَی اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ.

والدین کی خدمت

گناہوں کا کفارہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَجُلاً اَتَى النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْباً عَظِيْماً فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَکَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ لاَ قَالَ هَلْ لَکَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! مجھ سے ایک عظیم گناہ سرزد ہو گیا ہے کیا میرے لیئے توبہ ہے؟

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۴)	جلد۲	صفحہ ۱۷۷
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۵۷۷)	جلد۶	صفحہ ۲۶۷
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۹۵۶۳)	جلد۱۳	صفحہ ۴۲۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد۳	صفحہ ۳۶۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		

حضور نے فرمایا: کیا تیری والدہ ہے؟ اس نے کہا نہیں تو حضور نے فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا: اپنی خالہ سے حسنِ سلوک کرو اس کی خدمت و تابعداری کرو (اللہ تیرے گناہ کو معاف فرمائے گا)۔

-☆-

اللہ تعالیٰ گناہ سے ناراض ہوتا ہے معصیت کرنا اسے پسند نہیں اس لیئے کہا گیا ہے کہ گناہ سرزد ہونے کے بعد نیکی کرنی چاہیئے کیونکہ اگر گناہ ناراضگی کا سبب ہے تو نیکی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ پھر جتنی زیادہ نیکیاں ہوں گی کریم اللہ اتنا ہی زیادہ راضی ہوگا۔

وَرِضْوَان'' مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

اللہ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

جیسے گناہ گناہ میں فرق ہوتا ہے اس طرح نیکی نیکی میں فرق ہوتا ہے۔ جتنا بڑا گناہ ہوگا اس کی سیاہی اور ظلمت کو دھونے کیلیئے اتنی ہی بڑی نیکی درکار ہے۔ اگر گناہ عظیم ہو تو نیکی بھی عظیم ہونی چاہیئے۔ اب نیکیاں بھی ایک دوسری سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہیں لیکن عظیم نیکیوں میں سے والدہ کی خدمت اور حسن سلوک ہے جو اپنی والدہ سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور اسکی خدمت کر کے اسکا دل جیتتا ہے تو وہ درحقیقت ماں کا دل نہیں جیت رہا بلکہ اپنے خالق و مالک کو راضی کر رہا ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہ عظیم کے داغ کو دھونے کیلیئے ماں کی خدمت کا درس دیا کیونکہ ماں کی خدمت بڑے سے بڑے گناہ کے داغ کو مٹا دیتی ہے اور اگر والدہ زندہ نہ ہو تو والدہ کی بہن خالہ موجود ہو تو اسکی خدمت کرنی چاہیئے اس

سے صلہ رحمی کرنی چاہیئے اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیئے وہ اگرچہ ماں تو نہیں لیکن ماں کی جگہ تو ہے جو ماں کے قائم مقام ہے اس کو راضی کرنے سے بڑے گناہ مٹ جاتے ہیں تو اپنی حقیقی ماں کی خدمت کرنے سے گناہوں کے داغ کیوں نہ مٹیں گے۔

عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ.

صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۵۵۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۱)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۷	صفحہ ۲۴۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۸۲۰
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۶۹۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۱۵۷۷۰)	جلد ۸	صفحہ ۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۳۱)	جلد ۲	صفحہ ۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۸۰۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۸
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۹۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۷
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۸

ترجمة الحديث:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہے۔

-☆-

دلائل النبوة للبيهقي		جلد۴	صفحہ۳۳۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۴)	جلد۱۳	صفحہ۱۳
قال المحقق:	متفق علیہ		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۹۳۷)	جلد۱۴	صفحہ۱۴۰
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۳۰۷۸)	جلد۸	صفحہ۹۰
قال الطحاوي:	اسنادہ حسن		
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد۵	صفحہ۳۰۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۲۵۱)	جلد۷	صفحہ۴۹۹

اولاد کا مال ودولت۔

والدین کا مال ودولت ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنّ لِی مَالاً وَوَلَداً! وَاِنَّ وَالِدِیْ مَحْتَاجُ مَالِی! قَالَ اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ اِنَّ اَوْلَادَکُمْ مِنْ اَطْیَبِ کَسْبِکُمْ فَکُلُوْامِنْ کَسْبِ اَوْلَادِکُمْ.

صحیح ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۵۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۰۲
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۶۹۰۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۷۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۹۰۲)	جلد ۶	صفحہ ۳۸۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۶۷۸)	جلد ۶	صفحہ ۲۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۰۰۱)	جلد ۶	صفحہ ۴۴۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ البغوی	رقم الحدیث (۲۳۹۸)	جلد ۹	صفحہ ۳۳۰

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی یارسول اللہ! میرے پاس مال و دولت بھی ہے اور میری اولاد بھی ہے اور میرے والد صاحب میرے مال کی احتیاج رکھتے ہیں (اب کیا کروں)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ بیشک تمہاری اولاد تمہاری طیب و طاہر کمائی ہے تو اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

-☆-

سنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۵۷۵۰)	جلد ۸	صفحہ ۷۸۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۷۰)	جلد ۶	صفحہ ۳۰۶

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ:
وَلَدُ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهٖ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِهٖ فَكُلُوا مِنْ اَمْوَالِهِمْ.

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۲۹)	جلد۳	صفحہ۲۷۵
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۵۲۹)	جلد۲	صفحہ۳۸۰
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث ۲۱۳۷	جلد۳	صفحہ۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۱۳۷)	جلد۳	صفحہ۵۰۹
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۷۵۱)	جلد۲	صفحہ۲۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد۷	صفحہ۱۵۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۶۳)	جلد۳	صفحہ۷۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۳۵۸)	جلد۲	صفحہ۸۰
قال الالبانی:	صحیح		

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۵۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۲ے
قال شعیب الارنووط:	حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۶۰)	جلد ۱۰	صفحہ ۳ے
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۶۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۴ے
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرطہما		
سنن النسائی		جلد ۷	صفحہ ۲۴۱
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۴۶۱)	جلد ۳	صفحہ ۱۹۹
قال الالبانی:	صحیح		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۱۰۹۱)		صفحہ ۲۶۸
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۵۸۰)		صفحہ ۲۲۱
المستدرک (للحاکم)	رقم الحدیث (۲۲۹۴)	جلد ۳	صفحہ ۸۲۶
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۹۶۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۶۲
مسند الشھاب	رقم الحدیث (۱۰۱۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۲۰
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۶۲۶)	جلد ۶	صفحہ ۶۵
قال الالبانی:	صحیح		
تلخیص بذیل مستدرک		جلد ۳	صفحہ ۸۲۶
قال الذھبی:	علی شرط البخاری ومسلم		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۲۱۷۶)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۶۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کی اولاد اس کی کمائی ہے بلکہ اس پاکیزہ تر کمائی ہے تو اپنے اموال سے کھاؤ۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۳۹۱۴)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۱۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۴۰۱۷)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۵۲۷۲)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۶۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۲۷۳۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۸
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۲۵۷۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۵۱
قال حسین سلیم اسد:	الحدیث اصحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	/رقم الحدیث (۱۵۷۴۷)	جلد ۷	صفحہ ۷۸۸
تاریخ الکبیر		جلد ۱	صفحہ ۱۳۰۱

والدین کی خدمت کے سبب۔

مستجاب الدعوات

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحِنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ (قَالَ اِسْحٰقُ: اَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَان حَدَّثَنَا) وَاللَّفْظُ لِاِبْنِ الْمُثَنّٰى. حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زَرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ اُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَتٰى عَلَيْهِ اِمْدَادُ اَهْلِ الْيَمَنِ سَأَلَهُمْ أَفِيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ حَتّٰى اَتٰى عَلٰى اُوَيْسٍ. فَقَالَ: اَنْتَ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ " فَبَرأتَ مِنْهَا اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ: هَلْ لَكَ وَالِدَةٌ"؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ " فَبَرأَمِنْهُ اِلاَّ مَوْضِعَ دِرْهَمٍ. لَهٗ وَالِدَةٌ" هُوَ بِهَابَرٌّ". لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ. فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَلَكَ فَاَفْعلْ فَاسْتَغْفِرْلِيْ فَاسْتَغْفَرَلَهٗ.

قَالَ لَهٗ عُمَرُ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ اَلْكُوْفَةَ قَالَ: اَلاَ اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا؟ قَالَ: اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَجَّ رَجُل" مِنْ اَشْرَافِهِم فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَلَهُ عَنْ اُوَيْسٍ قَالَ تَرَكْتُهُ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاع قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَأتِیْ عَلَيْكُم اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مِنْ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمْنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْن كَانَ بِهٖ بَرَص" فَبَرِأ مِنْهُ اِلاّ مَوْضِعَ دِرْهَمٍ. لَهُ وَالِدَة" هُوَ بِهَابَرّ". لَوْأَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَلَكَ فَافْعَلْ.

فَأَتٰى اُوَيْساً فَقَالَ: اِسْتَغْفِرْلِیْ قَالَ: اَنتُ اَحْدَثُ عَهْداً بِسَفَرٍ صَالِحٍ. فَاسْتَغْفِرْلِی قَالَ: لَقِيْتَ عُمَرَ؟ قَالَ نَعَمْ فَاسْتَغْفَرَلَهُ فَفَطَنَ لَهُ النَّاسُ. فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ

قَالَ أَسَيْر": وَكَسْوُتُهُ بُرْدَةً فَكَانَ كُلَّمَا رَاٰهُ اِنْسَان" قَالَ مِنْ اَيْنَ لأَوَيْسٍ هٰذِهِ الْبُرْدَةَ؟

ترجمة الحديث:

حضرت اُسیر بن جابر نے بیان فرمایا

جب یمن والوں کی کمکی فوج آتی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کرتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ یہاں تک کہ آپ حضرت اویس تک پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا

کیا تم اویس بن عامر ہو؟

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۲۴
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۸۲۶)	جلد ۷	صفحہ ۴۲۳

انہوں نے جواب دیا ہاں

پھر فرمایا مراد سے پھر قرن سے تو آپ نے فرمایا ہاں

حضرت عمر نے فرمایا تمہارے جسم پر برص کے نشان تھے آپ ان نشانات سے بری ہوگئے ہیں سوائے ایک درھم کی جگہ کے تو انہوں نے کہا ہاں کیا تمہاری والدہ ہے انہوں نے جواب دیا ہاں حضرت عمر نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے

تمہارے پاس اویس بن عامر آئیں گے اھل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ انکا تعلق مراد سے پھر قرن سے ہے ان کو برص تھی اس سے صحت یاب ہوگئے سوائے ایک درھم کی جگہ کے۔ ان کی والدہ ہے وہ اس کے خدمت گزار ہیں اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا فرماتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا منگوا سکو تو ایسا کرلینا تو اب آپ میرے لئے استغفار کیجئے تو انہوں نے (حضرت اویس نے) ان کیلئے استغفار کیا۔

حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کوفہ کا ارادہ ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا میں کوفہ کے گورنر کو آپ کیلئے کوئی تحریری حکم نہ دوں تو انہوں نے فرمایا مجھے غبار آلودہ اور مفلس لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔

آئندہ سال اشراف یمن سے ایک آدمی حج کیلئے آیا تو اس کی ملاقات حضرت عمر سے ہوگئی تو آپ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کہا میں اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ انکا گھر پرانا اور بوسیدہ ہے اور سامان بہت کم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے۔

اھل یمن کی کمکی فوج کے ساتھ اویس بن عامر مراد سے پھر قرن سے تمہارے پاس

آئیں گے۔ انکو برص تھی تو وہ اس بیماری سے صحت یاب ہو گئے سوائے ایک درھم کی جگہ کے۔ انکی والدہ ہے اور وہ اس کے خدمت گزار ہیں۔ اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کر دیں تو اللہ ان کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔ اگر تم ان سے مغفرت کی دعا کرواسکو تو مغفرت کی دعا کروالینا۔

وہ آدمی حضرت اویس کے پاس آیا اور کہا میرے لئے استغفار کیجئے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ایک نیک وصالح سفر کے معاملہ میں مجھ سے حدیث العھد ہو تم میرے لئے استغفار کرو۔ حضرت اویس نے پوچھا کیا تمہاری ملاقات حضرت عمر سے ہوئی؟ اس نے کہا ہاں تو لوگوں کو ان کے مرتبہ کا علم ہو گیا تو آپ وہاں سے چل دیے۔ اسیر کہتے ہیں میں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک چادر پہنائی تو جب بھی انہیں کوئی دیکھتا تو کہتا اویس کو یہ چادر کہاں سے ملی؟

-☆-

خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کا تذکرہ خود حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں جس کا ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زبان پر آجائے اس کی عزت وعظمت کا کیا کہنا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ضعیفہ تھیں وہ ہر وقت انکی خدمت میں مگن رہتے تھے۔ انکی دیکھ بھال انکی خوشنودی اور انکو راحت پہنچانا آپ کا مطمع نظر رہا۔ وہ خدمتِ ماں میں اس درجہ مستغرق تھے کہ اس سبب سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیات ظاہریہ میں دیدار تو نہ کر سکے مدینہ طیبہ حاضر ہو کر اپنی آنکھوں کو آپ کے جمال باکمال سے مزین تو نہ کر سکے لیکن ماں کی خدمت انہیں اس مقام تک پہنچا گئی جس مقام کے حصول کیلئے بڑے بڑے

مرتبہ ومقام والے ترستے رہے کہ ان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت تو موجود تھی ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے عجیب انداز سے محبت ہوگئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر شفقت سے اس درجہ مالا مال ہوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کی شان کی گواہی دی۔

لَوْاَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ

اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔

یہ مقام محبوبیت ہے۔ محبوب جو کہتا ہے محبّ اسکی بات کو ضرور پورا کیا کرتا ہے۔ اللہ صمد ہے کل کائنات اسکی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن اس کے باوجود وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اس درجہ رحم فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنی زبان سے واللّٰہِ (اللہ کی قسم) کہہ کر کوئی بات کردیں تو بے نیاز خالق ومالک اس بات کو ضرور پورا فرماتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا الوالعزم، باکمال اور خلیفہ راشد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک خود سن کر گواہی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے

اگر اس سے اپنے لیئے استغفار کرواسکو تو استغفار کروالینا۔

سبحان اللہ! وہ زبان کس درجہ طیب وطاہر ہے جو استغفار کرے تو اللہ کی کرم نوازیاں بھی جھوم جھوم کر آتی ہیں اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان سے استغفار کرواتے ہیں تاکہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات سے اپنے آپ کو مزید سعادت مند بنا سکیں۔

اس حدیث پاک میں ایک بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم رسول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو اپنے امتیوں کی کس درجہ خبر ہے اپنے امتیوں کے حالات سے کس درجہ آگاہی ہے جو واقعات مستقبل میں پیش آنے والے ہیں ان کی من وعن خبر دیتے ہیں۔

قربان جائیں اس نبی عربی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اقدس کی وسعت کے کہ مستقبل کے پردے میں وقوع ہونے والے واقعات وحوادث بھی عیاں وظاہر ہیں اور آنے والی چیزیں بھی آپ کے سینہ اظہر کی وسعت سے باہر نہ ہوسکیں۔

ہمارا اس بات پر دل وجان سے ایمان ہونا چاہیئے کہ ہماری کوئی حرکت ہمارا کوئی عمل اللہ تعالٰی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ اسی اللہ تعالٰی کی عطا وکرم نوازی سے کوئی کام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسیع نگاہ سے بھی مخفی نہیں۔

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِی مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ''

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلاَثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشُوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ. فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِیْ الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ'' مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَالَعَلَّه' يَفْرِجُهَا

فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّه' كَانَ لِیْ وَالِدَنِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِیْ صِبْيَةٌ'' صِغَارٌ'' كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَارُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِيْهِمَا قُبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّه' نَأٰى بِیْ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْنَامَافَجِئْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلَبُ بِالْحِلاَبِ فَقُمْتُ عَنْدَ رُؤُوسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ

اُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغُونَ عِنْدَ قَدَمِيْ فَلَمْ يَزَلْ ذَالِكَ دَأْبِي وَدَأْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرَ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَاخْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنها السَّمَاءَ

وَقَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّه، كَانَتْ لِيْ اِبْنَةُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَايُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ مِنْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى اٰتِيْهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَاعَبْدَاللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً

وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَه، قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّه، وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُه، حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيْهَا فَجَاءَ نِي فَقَالَ! اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِوَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيْهَا فَاَخَذَهَا فَانْطَلَقَ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَابَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۹۷۴) جلد ۴ صفحہ ۱۸۹۲
صحیح البخاری رقم الحدیث (۳۴۶۵)
صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۷۴۳) جلد ۵ صفحہ ۲۷۵

السنن الکبریٰ (للبیہقی)/رقم الحدیث (۱۱۶۹۴)	جلد ۶	صفحہ ۱۹۴
قال المحقق: رواہ مسلم فی الصحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۷۳)	جلد ۵	صفحہ ۳۱۹
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۵۹۷۴)	جلد ۵	صفحہ ۳۲۱
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
الدر منثور	جلد ۴	صفحہ ۲۱۳
صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۹۷۱)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۱
قال شعیب الارنووط: اسنادہ حسن		
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۶۶۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۹
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۹۷)	جلد ۲	صفحہ ۶۵۴
قال الالبانی: صحیح		
الترغیب والترھیب رقم الحدیث (۳۶۶۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۹۱
قال المحقق: حسن		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۹۸)	جلد ۲	صفحہ ۶۵۵
قال الالبانی: حسن صحیح		
مجمع الزوائد رقم الحدیث (۱۳۴۱۱)	جلد ۸	صفحہ ۲۵۹
مسند ابی یعلی الموصلی رقم الحدیث (۲۹۳۷)	جلد ۵	صفحہ ۳۱۴
قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح		
المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۱۳۱۸۸)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۳۵
المسند بزار		
فتح الباری		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین آدمی دوران سفر چل رہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا تو وہ پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گر کر پہاڑ کے منہ (دہانے) پر آگئی تو وہ چٹان غار کے دہانے پر پیوست ہوگئی اور انکے نکلنے راہ مسدود ہوگئی۔

تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا

اپنے اپنے اعمال کا جائزہ لو جو عمل تم نے صرف لِوَجہِ اللہ کیا ہو اس کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا مانگو تاکہ وہ تمہیں اس قید سے رہائی عطا فرمائے۔

تو ان میں سے ایک نے کہا

اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے عمر رسیدہ تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے میں دن بھر بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس آتا تو بکریوں کا دودھ دوھتا تو اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تو ایک مرتبہ سبز درختوں کی طلب مجھے دور لے گئی تو میں اس وقت واپس گھر آیا جب رات چھا چکی تھی تو میں نے اپنے ماں باپ کو پایا کہ وہ دونوں سو چکے تھے۔ تو میں نے ایسے ہی دودھ دوہا جیسے میں پہلے دودھ دوہتا تھا تو میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور اپنے ماں باپ کے سرہانے کھڑا ہوگیا اور یہ بات مجھے ناپسند تھی کہ میں ان دونوں کو بے آرام کروں اور مجھے یہ بات بھی ناپسند تھی کہ اپنے ماں باپ سے پہلے بچوں کو دودھ پلاؤں اور میرے بچے میرے قدموں کے پاس فریاد وواویلا کررہے تھے میری اور انکی یہی حالت

وکیفیت رہی یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہمیں اتنی کشادگی عطا کردے کہ ہم اس میں سے آسمان کو دیکھ سکیں تو اللہ تعالیٰ نے (چٹان کو ذرا سرکا کر) اتنی کشادگی کردی کہ جس سے وہ آسمان کو دیکھ سکیں۔

دوسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی تو میں اس سے محبت کرتا تھا جتنے آدمی عورتوں سے محبت کرتے ہیں اس سے بھی شدید تر تو میں نے اس سے اسکا وجود حوالے کردینے کا کہا تو اس نے انکار کردیا یہاں تک کہ میں ایک سو دینار اسے پیش کروں۔

میں نے تگ ودو شروع کردی یہاں تک کہ ایک سو دینار جمع کر لیئے۔ میں یہ سو دینار لے کر اس سے ملا۔ تو جب میں اسکے قریب بیٹھ گیا تو اس نے کہا

اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو اس کے حق کے بغیر نہ توڑو۔ تو میں اس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ اگر میں نے اس کے پاس سے اٹھ آنا تیری رضا کیلئے کیا ہے تو ھم کو اس قید سے نکال لے تو اللہ نے اس چٹان کو کچھ سرکا کر کچھ اور کشادگی کردی۔

تیسرے نے (دعا شروع کی اور) کہا

اے اللہ! میں نے ایک مزدور تین صاع چاول پر لیا جب اس نے اپنا کام ختم کرلیا تو کہا مجھے میرا حق دے دے۔

میں نے اس پر اسکا حق پیش کیا تو اس نے اس سے منہ پھیرا اور اسے چھوڑ کر چل دیا

میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کی رقم سے کئی گائیں اور انکا چرواہا خرید لیا۔

تو وہ ایک دن آیا اور کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دے دو۔ تو میں نے کہا ان گائیوں اور ان کے چرواھے کو لے جاؤ۔ ان نے کہا اللہ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔ تو میں نے کہا میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا۔ ان گائیوں اور ان کے چرواھے کو لے جاؤ یہ تیرا حق ہے تو اس نے وہ سارا مال لیا اور چلا گیا۔

اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں تیری رضا کیلئے ایسا کیا ہے تو تو ہمیں اس قید سے رہائی عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو سرکا کران کو رہائی عطا فرما دی۔

-☆-

اھل ایمان جو کام بھی کریں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں جن تین افراد کا ذکر ہے اور انہوں نے جن اعمال کا وسیلہ دیکر اللہ سے دعا مانگی ان کے وہ تینوں کام اخلاص وللٰہیت پرمبنی ہیں۔ انکے خلوص وجذبہ پر اللہ کی نظر رحمت ہوئی تو ہر ایک کی دعا سے اتنی بڑی چٹان تھوڑی تھوڑی سرکنا شروع ہوئی اور وہ تینوں صحیح وسلامت غار سے باہر آ گئے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ دعا میں بڑی قوت وطاقت ہے۔ اخلاص وللٰہیت سے مانگی گئی دعا ایک چٹان کو اپنی جگہ سے سرکا دیتی ہے جو کام بیسیوں آدمی نہ کرسکیں وہ ایک دعا کر جاتی ہے۔

یہ تذکرہ یہ واقعہ اس امت کا واقعہ نہیں بلکہ یہ پہلی امتوں میں سے کسی امت کا واقعہ ہے اب یہ امت محمدیہ علی صاحبھا الف الصلاۃ والتحیہ جو خیر الامم کہلاتی ہے اس کے کسی صالح و پارسا آدمی کے اخلاص وللہیت کا عالم کیا ہوگا۔ پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنی حیرت انگیز طاقت کے مالک ہونگے۔

اگر اللہ تعالیٰ اخلاص پر مبنی پہلی امتوں کے کسی فرد کی دعاء رد نہیں کرتا تو اس خیر الامم کے کسی نیک وصالح آدمی کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

یہ امت صدیوں سے اپنی مشکلات کے حل کیلئے اور اپنے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اس امت کے صلحا افراد کی بارگاہ میں حاضری دیتے آئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر اس نیک وصالح آدمی نے خلوص سے ان کے حق میں دعا کر دی تو اللہ تعالیٰ فوراً انکی دعا کو قبول کرے گا اور انکی مشکل حل ہو جائے گی اور ان سے مصائب وآلام کے بادل چھٹ جائیں گے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا عُمَرُبْنُ يُوْنُسَ الْيَمَامِيّ، حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ اَبِىْ كَثِيْرٍ، يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

حَدَّثَنِىْ اَبُوهُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ اَدْعُو اُمِّىْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِىَ مُشْرِكَةٌ" فَدَعَوْتُهَا يَوْماً فَأَسْمَعَتْنِىْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَااَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِىْ. قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّىْ كُنْتُ اَدْعُو اُمِّىْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَتَأبٰى عَلَّى فَدَعَوْتُهَا الْيَوْمَ فَأَسْمَعَتْنِىْ مِنْكَ مَااَكْرَهُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَهْدِىَ اُمَّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُتَبَشِّراً بِدَعْوَةِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ فَعُدْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَاهُوَ مُجَاف" فَسَمِعْتُ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ! مَكَانَكَ! يَااَبَاهُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ! اَشْهَدُاَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدٰى اُمَّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ خَيْراً.

قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُحَبِّبَنِیْ اَنَا وَاُمِّیْ اِلٰى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَيُحَبِّبُهُمْ اِلَيْنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِیْ اَبَاهُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا خَلاَ مُؤْمِن" يَسْمَعُ بِیْ وَلاَ يَرَانِیْ اِلاَّ اَحَبَّنِیْ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۴۹۱)	جلد ۵	صفحہ ۹۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۴)		صفحہ ۲۰
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۴)		صفحہ ۴۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۸۹۵)	جلد ۳	صفحہ ۱۶۵۴
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۶۱۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۰۰
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۳۷۲۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۳۰۶
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح اخرجہ مسلم		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا

میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی طرف بلایا کرتا تھا تو ایک دن میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے مجھے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کہہ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں تو میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں روتا ہوا حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنی والدہ کو اسلام لانے کی دعوت دیا کرتا تھا تو وہ ہر مرتبہ انکار کر دیتی تھی آج میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کر دی۔ اب اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت عطا فرمائے۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی

اے اللہ! ابوھریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت نصیب فرما

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے خوشی خوشی گھر کی طرف نکلا جب میں گھر پہنچا دروازے کے پاس آیا تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سن کر کہا ابو ہریرہ اپنی جگہ پر رہنا (اندر نہ آنا) میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا

میری ماں نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی دوپٹہ (اوڑھنی) لیے بغیر جلدی سے دروازہ کھولا پھر کہا اے ابو ہریرہ

اَشْهَدُاَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الہ نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوھریرہ نے فرمایا میں واپس حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کی

یارسول اللہ! خوش ہو جایئے اللہ نے آپکی دعا کو شرف قبولیت بخش دیا اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمادی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کلمات خیر ادا فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی

یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے دل میں میری اور میری ماں کی محبت ڈال دے اور اھل ایمان کو ہمارے ہاں محبوب بنادے۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی جناب میں عرض

اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے ابو ہریرہ اور اسکی ماں کو اھل ایمان کے ہاں محبوب بنادے اور اھل ایمان کو ان کے ہاں محبوب بنادے۔

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اب جو مومن میرا نام سنے گا اگرچہ وہ مجھے نہ دیکھے مجھ سے ضرور محبت کرے گا۔

-☆-

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ آپ کثیر الروایۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں نمایاں ہیں انکی

زندگی کا اوڑھنا بچھونا خدمت حدیث تھی انکی والدہ مومنہ نہ تھیں اورانہیں شدید خواہش تھی کہ ان کی ماں ایمان کی دولت سے سرفراز ہوجائے اپنی ماں کو روزانہ تبلیغ کرتے اور اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرتے لیکن اسکا دل اسلام کی طرف مائل ہی نہ ہوتا آخر جب اپنی کوششوں سے مایوس ہوئے تو اس دراقدس پرعرض کی جس در پر عرض کرنے والا خائب وخاسر نہیں ہوا کرتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی جن کی خدمت مبارک میں حاضری کا شرف حاصل کرنے والا بامراد ہوا کرتا ہے۔

قاسم انعامات الٰہیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عرض کوسن کر اپنے ہاتھ بلند کردیے اللہ تعالیٰ نے فوراً دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ان کی ماں اسلام کی آغوشِ عاطفت میں آ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے نجات ابدی حاصل کرگئی۔

حضرت ابوھریرہ اپنی ماں کی ہدایت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کیوں حاضر ہوئے اس کی وجہ واضح ہے کہ ہدایت دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دیتا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے۔ کفروشرک کی دلدل سے نکالتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن نکالتا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

لِىْ خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِىُ الَّذِىْ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِىْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِىْ اَنَا الْعَاقِبُ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۳۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۰۹۷
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد ۴	صفحہ ۵۰۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۸۲
قال ابو عیسیٰ:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۸۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۳
سنن الدارمی	رقم الحدیث (۲۷۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۸۲۶
قال المحقق:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۶۸۰)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۳۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۷۱۶)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۴۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مختصر شمائل ترمذی	رقم الحدیث (۳۱۵)		صفحہ ۱۹۰
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف (ابن ابی شیبہ) / رقم الحدیث (۱۱۷۳۷)		جلد ۱۱	صفحہ ۳۵۷
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۱۹۶۵۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۴۶

ترجمۃ الحدیث:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ''الماحی'' ہوں جس کے ذریعے اللہ کفر کو مٹاتا ہے میں ''الحاشر'' ہوں کہ لوگ قیامت کو میرے قدموں پر اٹھیں گے اور میں ''العاقب'' سب سے آخری نبی ہوں۔

-☆-

اس حدیث پاک میں یہ لفظ قابل غور ہیں:

اَنَا''الْمَاحِیْ''یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۳۱۳)	جلد۱۴	صفحہ۲۱۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
دلائل النبوۃ (للبیہقی)		جلد۱	صفحہ۱۵۴
مسند حمیدی	رقم الحدیث (۵۵۵)	جلد۱	صفحہ۲۵۳
شرح السنۃ (للبغوی)/رقم الحدیث (۳۶۲۹)		جلد۱۳	صفحہ۲۱۱
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیہ صحیح		
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۵۲۰)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد۲	صفحہ۱۲۰
المعجم الکبیر (للطبرانی)	رقم الحدیث (۱۵۲۲)	جلد۲	صفحہ۱۲۱
اتحاف سادۃ المتقین		جلد۷	صفحہ۱۶۳

میں الماحی ہوں اللہ جس کے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے۔

کفر مٹانے والا اللہ ہے لیکن وسیلہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں شرک وگمراہی کی دلدل سے نکالنے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن وہ نکالتا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہے۔

آج دنیا میں جہاں بھی کوئی ہدایت سے سرفراز ہوتا ہے جس جگہ بھی اسلام پھیل رہا ہے وہاں کسی کا ذاتی کمال نہیں نہ کسی کی کوششوں کی وجہ سے ایسے ہو رہا ہے بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ہدایت اللہ کی طرف سے آتی ہے لیکن یہ ہدایت مدینہ طیبہ کے پرنور راستہ سے ہو کر آتی ہے۔

مسئلہ کی مزید وضاحت کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يَخْدَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ يَعُوْدُه، وَاَبُوْهُ عِنْدَرَأْسِهٖ فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَنْظُرُ اِلٰى اَبِيْهِ فَقَالَ لَه، اَبُوْهُ اَطِعْ اَبَاالْقَاسِمِ. فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلَ اللّٰهِ. ثُمَّ هَلَكَ الْغُلَامَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْقَذَه، بِىْ مِنَ النَّارِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۵۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۰۲
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۳۳۵۰)	جلد ۶	صفحہ ۹۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۳۰۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۶۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ایک یہودی لڑکا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر اس کی تیمارداری کیلئے آئے اور اسکا باپ اپنے بیمار لڑکے کے پاس بیٹھا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکے کو اسلام لانے کی دعوت دی تو لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ تو اس کے باپ نے کہا حضور

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۷۴۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۹۱۲)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۳۹۱۳)	جلد ۱۱	صفحہ ۳۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۵)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۲
قال الالبانی:	صحیح		
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۲۷۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)	رقم الحدیث (۶۵۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۵۳۷
الادب المفرد	رقم الحدیث (۵۲۴)		صفحہ ۱۳۸
صحیح الادب المفرد			

ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کہتے ہیں اس کی اطاعت کرو تو لڑکے نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه

یہ کلمہ مبارکہ پڑھنے کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَه بِیْ مِنَ النَّارِ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے جس نے اس لڑکے کو میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ مبارکہ بلند آواز سے فرما کر واضح کر دیا کہ ہدایت دیتا تو اللہ ہے لیکن دیتا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے۔

آج دنیا میں کسی خطہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے تو وہاں موجود اھل ایمان کے دل میں ایک عجب فرحت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پاک نام سن کر ایمان والوں کے چہرے دمک اٹھتے ہیں جس کی وجہ واضح ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی وجہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی ہے کہ تمام اھل ایمان کے دل حضرت ابوھریرہ کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُرَّۃَ مَوْلَی اُمِّ ھَانِیْ بِنْتِ أبِیْ طَالِبٍ:

أنَّه رَکِبَ مَعَ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اِلٰی اَرْضِهٖ بَابَ "الْعَقِیْقِ" فَاِذَا دَخَلَ أرْضَهٗ صَاحَ بِأعْلٰی صَوْتِهٖ: عَلَیْکِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه، یَااُمَّتَاہ! تَقُوْلُ: وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه، یَقُوْلُ: رَحِمَکِ اللّٰهُ کَمَا رَبَّیْتِنِیْ صَغِیْراً فَتَقُوْلُ: یَابُنَیَّ! وَاَنْتَ فَجَزَاکَ اللّٰهُ خَیْراً وَرَضِیَ عَنْکَ کَمَابَرَرْتَنِیْ کَبِیْراً.

ترجمة الحديث:

حضرت ام ھانی بنت ابی طالب کے غلام ابومرہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی اراضی مقام العقیق پر گئے۔ جب حضرت ابوھریرہ اپنی اراضی میں داخل ہوئے تو بلند آواز سے چیخ کر کہا اے اماں جان! آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت ہو اور اسکی برکت ہو۔ تو آپ کی والدہ نے بھی جواباً کہا اے بیٹا تجھ پر بھی سلام ہو اللہ کی رحمت اور اسکی برکت ہو۔

الادب المفرد رقم الحدیث (۱۴) صفحہ ۱۴

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۱۴) صفحہ ۳۷

قال الالبانی: حسن الاسناد

آپ نے اپنی والدہ سے کہا

اللہ آپ پر رحم فرمائے جیسے آپ نے میری پرورش کی جب میں بچہ تھا

تو انہوں نے جواباً فرمایا:

اے میرے لاڈلے بیٹے! اور اللہ تعالیٰ تجھے بھی بہتر جزاء و بدلہ عنایت فرمائے اور تجھ سے راضی ہو جائے جیسے تو میرے بڑھاپے میں میری خبر گیری کر رہا ہے۔

والدین کی خدمت- جہاد سے افضل

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحيٰ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيبٌ (ح) قَالَ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ اَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ اَبِى الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهِ وَسَلَّمَ أجَاهِدُ؟ قَالَ "لَکَ اَبَوَنِ؟" قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۹۲
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۹۷۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۰۳
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۴
قال شعیب الانووط:	اسنادہ صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۱
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۵۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۴
قال الالبانی	: صحیح		
المصنف لعبد الرزاق	رقم الحدیث (۹۲۸۴)	جلد ۵	صفحہ ۱۷۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۳۴)	جلد ۶	صفحہ ۲۹۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۴
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۰۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۹۲۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۴۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۲
قال المحقق:	صحیح		

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۸۰)	جلد۱	صفحہ ۶۴۷
قال الالبانی: صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیھقی)/رقم الحدیث (۱۷۸۲۷)	جلد۹	صفحہ ۴۴
قال البیھقی: رواہ البخاری فی الصحیح		
سنن النسائی	جلد۶	صفحہ ۱۰
صحیح سنن النسائی رقم الحدیث (۳۱۰۳)	جلد۲	صفحہ ۳۷۱
قال الالبانی: صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۵۴۴)	جلد۶	صفحہ ۱۱۵
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۷۶۵)	جلد۶	صفحہ ۳۰۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۸۱۱)	جلد۶	صفحہ ۳۲۰
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۶۸۵۸)	جلد۶	صفحہ ۳۴۱
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد رقم الحدیث (۷۰۶۲)	جلد۶	صفحہ ۴۷۸
قال احمد محمد شاکر: اسنادہ صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی رقم الحدیث (۲۲۵۴)		صفحہ ۲۹۸
حلیۃ الاولیاء	جلد۵	صفحہ ۲۶
حلیۃ الاولیاء	جلد۷	صفحہ ۲۳۴

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا میں جہاد کر سکتا ہوں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟

اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان دونوں کی خدمت کر تجھے جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب مل جائے گا۔

-☆-

جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین اعمال میں سے ہے دشمن اسلام کے مقابلہ کیلئے نکلنا معمولی بات نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجاھد فی سبیل اللہ کی شان اپنی زبان حق سے متعدد مواقع پر فرمائی۔

لیکن ماں باپ کی موجودگی میں جہاد کی کیا حیثیت ہے ماں باپ بوڑھے ہوں اور اپنی اولاد کی طرف سے خدمت اور حسن سلوک کے متمنی ہوں تو اس وقت ماں باپ کی خدمت افضل عبادت ہے۔

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَنَّ نَاعِماً مَولٰى اُمِّ سَلْمَةَ حَدَّثَه' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: اَقْبَلَ رَجُل'' اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُبَايِعُکَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْکَ

اَحـد" حَيّ "قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى وَالِدَيْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں ہجرت اور جہاد پر اور اسکے اجر کا اللہ کی بارگاہ سے طلبگار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تیرے ماں باپ سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں یارسول اللہ! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو اجر وثواب اللہ سے چاہتا ہے اس نے کہا ہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنے ماں باپ کے پاس واپس چلا جا اور ان کی صحبت میں رہ کر ان کی خدمت وتابعداری کر (اللہ تجھے اجر وثواب عطا فرمائے گا)۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۴۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۴
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۴۹)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۸۰)		جلد ۲	صفحہ ۶۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی)/رقم الحدیث (۱۷۸۲۹)		جلد ۹	صفحہ ۴۴
قال البیہقی:	رواہ المسلم فی الصحیح		

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ و آلِهٖ وَسَلَّمَ يُبَايِعُه، عَلَى الْهِجْرَةِ وَتَرَكَ اَبَوَيْهِ يَبْكِيَان

فَقَالَ اِرْجِعْ اِلَيْهِمَا وَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا.

الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳)		صفحہ ۱۴
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۶
قال الالبانی:	صحیح		
شرح مشکل الآثار	رقم الحدیث (۲۱۲۲)	جلد ۵	صفحہ ۳۶۶
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
سنن النسائی		جلد ۷	صفحہ ۱۴۳
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۴۱۷۴)	جلد ۳	صفحہ ۱۲۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۲۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۴
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۲۵۲۸)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۱۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		

مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث (۹۴۸۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۷۵
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۱۷۸۳۰)	جلد ۹	صفحہ ۴۵
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۲۶۳۹)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۷۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۶۴۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۹۸
المسند الجامع	رقم الحدیث (۸۵۹۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۰۰
المستدرک	رقم الحدیث (۷۲۵۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۵۹۰
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح اسنادہ ولم یخرجاہ		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۴۹۰)	جلد ۶	صفحہ ۴۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
الدر المنثور		جلد ۴	صفحہ ۱۷۲
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۵۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۷۸۲)	جلد ۴	صفحہ ۳۲۶
قال الدکتور بشار عواد:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۶۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۸۷
قال الالبانی:	صحیح		
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۵۸۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۶۷
ارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۱۹۹)	جلد ۵	صفحہ ۱۹
قال الالبانی:	صحیح الاسناد		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۸۶۹)	جلد ۶	صفحہ ۳۴۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور وہ ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اپنے ماں باپ کے پاس واپس لوٹ جاؤ جیسے انہیں روتا چھوڑ کر آئے ہو ایسے ہی انہیں ہنساؤ۔

-☆-

ہجرت ایک عظیم نیکی ہے اللہ کی رضا کی خاطر اپنے گھر کو اپنے وطن کو اور اپنے اہل قبیلہ کو خیر باد کہہ کر دارِ اسلام میں آ جانا معمولی نیکی نہیں اس نیکی کے حصول کیلئے ایک آدمی حضور نبی

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۶۸۳۳)	جلد ۶	صفحہ ۳۲۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ حسن		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۶	صفحہ ۳۲۲
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۵۵۳۲)		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۳
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۴۸۱)		جلد ۲	صفحہ ۶۴۶
قال الالبانی:	صحیح		

کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اجازت طلب کررہا ہے اس کے ماں باپ زندہ ہیں اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے ہجرت کی اجازت نہیں دی بلکہ اسے گھر واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا

جیسے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آئے ہو اسی طرح واپس جا کر انہیں ہنساؤ۔ پہلے وہ اس کے آنے سے رنجیدہ ہوئے اب جب وہ واپس جائے گا تو اس کے جانے سے ماں باپ کو خوشی ومسرت ہوگی اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہوگی۔ اولاد کی طرف سے ایسا عمل جس سے ماں باپ کے لبوں پر مسکراہٹ آجائے اولاد کیلئے باعث سعادت ونیک بختی ہے۔

ہمارے اسلاف ماں باپ کی خوشی کو کیا اہمیت دیتے تھے۔ عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ابواسماعیل دباس کہتے ہیں کہ میں حج کی نیت سے گھر سے نکلا اور شیراز پہنچ گیا وہاں ایک مسجد میں گیا جہاں میں نے شیخ مومن کو دیکھا کہ کچھ سی رہے ہیں میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب میری طرف متوجہ ہوئے تو مجھ سے دریافت کیا کہ کس نیت سے گھر سے نکلے ہو؟ کیا حج کا ارادہ ہی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: لوٹ جاؤ اور ماں کی خدمت کرو مجھے ان کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تو فرمانے لگے دل میں کیا پیچ وتاب کھا رہے ہو میں نے پچاس (۵۰) حج کیئے ہیں میں ان تمام حجوں کا ثواب تم کو دیتا ہوں اس کے عوض تم اپنی والدہ کی وہ خوشی مجھے دے دو جو تمہاری خدمت سے ان کو ہوگی۔[1]

---

(۱) نفحات الانس صفحہ ۵۵۸

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أتَی رَجُل" رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ إنی اَشْتَہِی الْجِہَادَ وَلا اَقْدِرُ عَلَیْہِ قَالَ ھَلْ بَقِیَ مِنْ وَالِدَیْکَ اَحَد"؟ قَالَ اُمِّیْ قَالَ: قَابِلِ اللّٰہَ فِیْ بِرِّھَا فَإذَا فَعَلْتَ ذَالِکَ فَأنْتَ حَاجّ" وَمُعْتَمِر" وَمُجَاھِد" فَإذَا رَضِیَتْ عَنْکَ فَاتقِ وَبِرَّھا.

نضرۃ النعیم	رقم الحدیث	جلد۳	صفحہ۷۷۲
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد/ رقم الحدیث (۱۳۳۹۹)		جلد۸	صفحہ۲۵۵
قال الھیثمی :	رجالہ رجال الصحیح		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۲۷۶۰)	جلد۵	صفحہ۱۴۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۵۳)	جلد۳	صفحہ۲۸۴
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب			
المطالب العالیۃ	رقم الحدیث (۲۵۱۹)	جلد۲	صفحہ۳۷۹
الدر المنثور		جلد۴	صفحہ۱۷۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۶	صفحہ۳۱۴

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک آدمی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کی میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے والدین سے کوئی زندہ ہے۔ اس نے کہا میری والدہ زندہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سے حسن سلوک کر کے اللہ کی رضا کا طالب ہو۔

جب تم ایسا کرلو گے تو حاجی بھی ہو تم عمرہ ادا کرنے والا بھی ہو تم مجاھد بھی ہو بس جب تیری والدہ تجھ سے راضی ہو جائے تو تقویٰ اختیار کر اور اس سے مزید حسن سلوک سے پیش آیا کر اور اس کی خدمت کر۔

-☆-

حج اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے پانچواں ہے بعض عبادتیں بدنی ہیں اور بعض مالی لیکن حج عبادت مرکب ہے یعنی یہ عبادت قولی بھی ہے بدنی بھی ہے اور مالی بھی ہے۔ اس عبادت کیلئے دور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے اپنے اھل وعیال سے جدائی برداشت کرنا پڑتی ہے کثیر رقم صرف کرنی پڑتی ہے اور اس پر جسمانی مشقت مستزاد ہے۔ اسی لئے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّه‘

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۵۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۴۵۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۵۰)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۷
سنن ابن ماجہ نمبر ۱	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ نمبر ۲	رقم الحدیث (۲۸۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۳۹۷
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۳۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۷
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۶)	جلد ۲	صفحہ ۲۳۹
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۴۳۱)	جلد ۱۰	صفحہ ۹۰
مسند الدارمی	رقم الحدیث (۱۸۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۱۱۳۰
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۳۷۵)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند أبی داود الطیاسی	رقم الحدیث (۲۵۱۹)		صفحہ ۳۲۹
مصنف عبد الرزاق	رقم الحدیث (۸۸۰۰)	جلد ۵	صفحہ ۴
مسند الحمیدی	رقم الحدیث (۱۰۰۴)	جلد ۲	صفحہ ۴۴۰
صحیح ابن خزیمۃ	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۱
مسند أبی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۱۹۸)	جلد ۱۱	صفحہ ۶۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے سنا حضور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے

جس نے حج کیا کوئی بے حیائی کی بات نہ کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی تو اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہوکر پلٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

-☆-

حج ایسی عبادت ہے جس کے کرنے سے انسان گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۴)	جلد ۹	صفحہ ۷
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۸۴۱)	جلد ۷	صفحہ ۴
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۳۶۶)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۰۵
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث (۲۵۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۱
السنن الکبریٰ (للبیھقی)/رقم الحدیث (۱۰۳۸۵)		جلد ۵	صفحہ ۴۲۹
قال البیھقی:	رواہ المسلم فی الصحیح		

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۷۷۳)	جلد ۱	صفحہ ۵۲۳
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۳۴۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۵۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۳۴)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۴
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۴۷۸
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۵)	جلد ۵	صفحہ ۱۱۹
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۶۲۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۷۳)	جلد ۹	صفحہ ۳۹۰
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۵)	جلد ۹	صفحہ ۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۶۹۶)	جلد ۹	صفحہ ۹
قال الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنن ابن ماجہ(۱)	رقم الحدیث(۲۸۸۸)	جلد۳	صفحہ۴۰۹
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
سنن ابن ماجہ نمبر۲	رقم الحدیث(۲۸۸۸)	جلد۴	صفحہ۳۹۶
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۳۵۳)	جلد۳	صفحہ۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۷۳۴۸)	جلد۷	صفحہ۱۶۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث(۸۷۹۸)	جلد۵	صفحہ۳
مصنف عبدالرزاق	رقم الحدیث(۸۷۹۹)	جلد۵	صفحہ۴
مسند الحمیدی	رقم الحدیث(۱۰۰۲)	جلد۲	صفحہ۴۳۹
صحیح ابن خزیمہ	رقم الحدیث(۲۵۱۳)	جلد۴	صفحہ۱۳۱
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث(۶۶۵۷)	جلد۱۲	صفحہ۱۱
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
السنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث:(۱۰۳۸۲)	جلد۵	صفحہ۴۲۹
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث(۱۸۴۳)	جلد۷	صفحہ۶
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المسند الجامع	رقم الحدیث(۱۳۳۶۸)	جلد۱۷	صفحہ۱۰۷
الموطا امام مالک		جلد۱	صفحہ۲۸۱

نے ارشادفرمایا

ایک عمرہ دوسرے عمرہ درمیانی تمام گناہوں کا کفارہ ہےاور حج مبرور کی جزاء جنت ہی ہے۔

-☆-

واقعی حج ایسی عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور اسے جنتی بنا دیتی ہے جس کا حج مقبول ہوا وہ دنیا میں چلتا پھرتا جنتی ہے۔اب زیر نظر حدیث پاک میں غور فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اللہ کی رضا کیلئے اپنے ماں باپ کی خدمت کرو جب تم نے ایسا کرلیا تو تم حج ادا کرنے والے عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہو۔

فقط ماں باپ کی خدمت سے انسان حج عمرہ اور جہاد کا ثواب پالیتا ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلْمِيّ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الْجِهَادَ اَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الآخِرَةَ قَالَ:

وَيْحَكَ أَحَيَّةٌ" اُمُّكَ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ارْجِعْ فَبِرَّهَاثُمَّ اَتَيْتُه' مِنَ الجَانِبِ الآخِرِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!إِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ اَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الآخِرَةَ قَالَ: وَيْحَكَ اَحَيَّةٌ" اُمُّكَ؟قُلْتُ نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَارْجِعْ اِلَيْهَا فَبِرَّهَا ثُمَّ اَتَيْتُه' مِنْ اَمَامِهٖ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الْجِهَادَ مَعَكَ اَبْتَغِيْ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الآخِرَةَ قَالَ وَيْحَكَ

أحَیَّہ''اُمُّکَ قُلْتُ نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَیْحَکَ اِلْزَمْ رِجْلَھَا فَثَمَّ الْجَنَّۃُ.

ترجمة الحديث:

حضرت معاویہ بن جاھمہ السلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کے ذریعے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت کا طلبگار رہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے کہا ہاں تو حضور نے فرمایا ماں کے پاس واپس لوٹ جا اور اس کی خدمت کر۔

پھر میں دوسری جانب سے حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دار آخرت کا طلبگار رہوں۔

نضرۃ النعیم		جلد۳	صفحہ۷۷
وقال المحقق وصححہ الالبانی			
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۷۸۱)	جلد۳	صفحہ۳۵۵
قال محمود محمد محمود حسین:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۲۲۵۹)	جلد۲	صفحہ۳۸۶
قال الالبانی:	حسن صحیح		
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث(۸۱۶۲)	جلد۸	صفحہ۳۱۱
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث(۵۴۶۳)	جلد۸	صفحہ۳۵۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۱۳۷۵)	جلد۸	صفحہ۴۲۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! تو آپ نے فرمایا واپس اپنی والدہ کے پاس چلا جا اور اس کی خدمت میں مشغول ہو جا۔

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سامنے سے حاضر ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس سے اللہ کی رضا ور دارِ آخرت کا طلبگار ہوں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! تو حضور نے فرمایا

اپنی ماں کے قدم تھام لے جنت وہیں ہے۔

والدین کی خدمت کا حق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ اَنَّہٗ شَھِدَ ابْنَ عُمَرَ وَرَجُل" یَمَانِیّ" یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ حَمَلَ اُمَّہٗ وَرَاءَ ظَھْرِہٖ یَقُوْلُ:

اِنِّیْ لَھَا بَعِیْرُھَا الْمُذَلَّل اِن اُذْعِرَتْ رِکَابُھَا لَمْ اُذْعَرْ

ثُمَّ قَالَ: یَا ابْنَ عُمَرَ! أتَرَانِیْ جَزَیْتُھَا؟

قَالَ لاَ، وَلاَ بِزَفْرَۃٍ وَاحِدَۃٍ ثُمَّ طَافَ ابْنُ عُمَرَ فَاَتیٰ الْمَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ

ثُمَّ قَالَ: یَاابْنَ اَبِیْ مُوْسٰی! اِنَّ کُلَّ رَکْعَتَیْنِ تُکَفِّرَانِ مَااَمَامَھُمَا۔

ترجمة الحدیث:

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک یمنی آدمی طواف کعبہ کر رہا تھا اور اپنی والدہ کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھا۔

الادب المفرد رقم الحدیث (۱۱) صفحہ ۱۳

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۱۱) صفحہ ۳۶

قال الالبانی: صحیح الاسناد

کہتا جا رہا تھا

میں اپنی والدہ کا فرمانبردار اونٹ ہوں جس پر وہ سوار ہے۔ اگر اس کی سواریاں تھک جائیں میں تھکنے والا نہیں۔

پھر اس نے کہا اے ابن عمر! آپ کے خیال میں کیا میں نے اپنی والدہ کا بدلہ چکا دیا؟ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تو ایک زفرہ کا بدلہ بھی نہیں چکایا پھر حضرت ابن عمر نے طواف فرمایا تو مقام ابراھیم پر آئے تو دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر فرمایا

اے ابن ابی موسیٰ! بیشک مقام ابراھیم کی دو رکعتیں پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

-☆-

کبھی کبھی انسان ایسا کام کر جاتا جس سے اس کے ذھن میں یہ خیال سما جاتا ہے کہ اس نے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ انسان زندگی بھر ان کی خدمت کرتا رہے ان کے حسن سلوک کرتا رہے ان کی دلجوئی اپنا شیوہ بنالے اور انکا خوش رکھنا اپنا مطمع نظر بنالے اس کے باوجود یہ سمجھے کہ اس کے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو یہ سراسر نادانی ہے۔ ہاں یہ بات واضح ہے کہ اس کی خدمت کے صلہ میں اس نے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ماں باپ سے حسن سلوک کے سبب عالم ملکوت کے باسی اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ماں باپ کو راضی کر کے وہ نیک اور صالح افراد کی دعاؤں کا سزاوار ٹھہرتا ہے اور ان کو خوش کر کے خالق و مالک کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔ ان سب سعادتوں کے باوجود وہ خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

زیر نظر روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو حالت طواف میں

دیکھتے ہیں اور وہ طواف اس شان سے کر رہا ہے کہ اپنی والدہ کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے یہ حالت واقعی قابل رشک ہے انسان اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہو شدت گرمی سے اس کا پسینہ بہہ رہا ہو کنکریاں پاؤں کو تکلیف دے رہے ہوں اس پر اضافہ یہ کہ اپنی والدہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور جبر سے نہیں بلکہ محبت کے جوش سے اللہ کو یاد کر رہا ہو۔

آ کر وہ آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ بیٹھا حضور! آپ نے میری کیفیت وحالت کا مشاہدہ کیا اب اس کعبۃ اللہ میں گواہی دے دیجئے کہ میں نے اپنی ماں کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے تو اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

ماں کا حق! ارے ناداں ماں کی ساری زندگی کی بات کرتا ہے تو نے تو ماں نے جو تیرے لیئے تکالیف اٹھائی ہیں تو نے تو ابھی ایک تکلیف کا حق بھی ادا نہیں کیا۔

فَاَتَى الْمَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

بیت اللہ سارا شان والا اسکی عزت وعظمت کا کون بد بخت انکار کرسکتا ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعت ادا کرنے کیلیئے مقام ابراھیم کا انتخاب فرمایا آخر ایسا کیوں؟

مقام ابراھیم اس پتھر کو کہتے ہیں جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ کی تعمیر کیا کرتے تھے اس پتھر کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے اللہ کے پیارے خلیل حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم چومے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشان اس پتھر پر موجود ہوئے تو اللہ ذوالجلال والاکرام نے بھی اس پتھر کو مقدس قرار دیا اور فرمایا

فَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

مقام ابراھیم کے نزدیک صلاۃ ادا کرو۔

حالانکہ سارا کعبۃ اللہ عظمت وشان سے لبریز ہے لیکن اس پورے حرم میں مقام ابراھیم کو منفرد مقام دیا گیا تو غور فرمایئے یہاں کسی اللہ والے کے قدم لگیں خالق و مالک وہاں صلاۃ ادا کرنے کا حکم فرماتا ہے تو جہاں کوئی اللہ والا محو استراحت ہو اس کا مزار پرانوار ہو تو اس کے قرب وجوار میں صلاۃ ادا کرنا کس درجہ اہمیت کا حامل ہوگا اور وہاں کی برکات کو کیسے احاطہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے۔

رب تعالیٰ کی رضا
والد کی رضا میں

عَنْ عَبْدِاللّٰـهِ بْنِ عُمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَاالْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِيْ سَخَطِ الْوَالِدِ.

سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۹۰۷)	جلد۳	صفحہ۳۶۰
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۸۹۹)	جلد۲	صفحہ۳۴۰
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث(۲)	جلد	صفحہ۱۱
صحیح الادب المفرد			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۴۲۹)	جلد۲	صفحہ۱۷۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث(۵۱۶)		جلد۲	صفحہ۲۹
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۴۹۲۷)	جلد۳	صفحہ۱۳۷۹
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث(۳۸۳۳)	جلد۳	صفحہ۳۵۴
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث(۳۴۲۳)	جلد۱۳	صفحہ۱۱
المستدرک (للحاکم)	رقم الحدیث(۷۳۴۹)	جلد۷	صفحہ۲۵۸۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط مسلم ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۷	صفحہ۲۵۸۹
قال الذھبی:	علی شرط مسلم		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

-☆-

ہر مسلم، ہر کلمہ گو اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے اسکی دلی تمنا یہ ہے کہ اس کا خالق و مالک اور اس کا پروردگار اس سے راضی ہو تو اس حدیث پاک میں اس کا ایک واضح طریقہ ارشاد فرمایا گیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنا چاہتے ہو تو اپنے والد کو راضی کرو جس والد نے بچپن میں تمہاری خاطر مصیبتیں جھیلیں اور اپنی جملہ توانائیاں تمہاری بھلائی کی خاطر صرف کیں

حلیۃ الاولیاء		جلد ۸	صفحہ ۲۱۵
موارد الظمان	رقم الحدیث (۲۰۲۶)		صفحہ ۴۹۶
فیض القدیر	رقم الحدیث (۴۴۵۶)	جلد ۴	صفحہ ۳۳
الدر المنثور		جلد ۴	صفحہ ۱۷۲
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۷۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۹۲
قال المحقق:	حسن		
صحیح الترغیب والترھیب / رقم الحدیث (۲۵۰۱)		جلد ۲	صفحہ ۶۵۷
قال الالبانی:	حسن لغیرہ		

اب بڑھاپے میں اسکی خدمت کا وقت آیا ہے تو اس کی خدمت کرو جب تم اس کی خدمت کرو گے اس سے حسن سلوک سے پیش آؤ گے عمدہ برتاؤ کا اظہار کرو گے تو یقیناً تمہارا والد تم سے راضی ہوگا اور جب تمہارا والد تم سے راضی ہوگا تو یقین کرو کہ تمہارا خالق و مالک بھی تم سے راضی ہوگیا ہے کیونکہ

رِضَاالرَّبِّ فِی رِضَاالْوَالِدِ

رب تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے۔

اور سن لو! اگر تم نے نافرمانیاں کر کے اپنے والد کو دل کو دکھی کیا اس کی خدمت نہ کی اور نہ اسکی عزت وتکریم کا پاس کیا اگر تمہارے ان کرتوتوں کے سبب تمہارا والد تم سے ناراض ہوگیا تو سن لو تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہوگیا۔ اب غور کیجئے جس کا رب اس سے ناراض ہوجائے اسے خیر کہاں سے نصیب ہوگی اس کی آخرت تباہ و برباد ہوگی اس سے اس کی عزت چھن جائے گی اور وہ عذاب الٰہی کا سزاوار ہوگا۔

اس حدیث پاک میں والد کا لفظ آیا ہے تو دیگر احادیث مقدسہ سے بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اگر والد کو راضی کرنے سے رب تعالیٰ راضی ہوتا ہے تو والدہ کو راضی کرنے سے وہ بطریق اولیٰ راضی ہوگا اور اسکے کرم کا جو بن نرالا ہوگا اور اگر والد کو ناراض کرنے رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو والدہ کو ناراض کرنے سے رب تعالیٰ کی ناراضگی بھی بڑھ جاتی ہے اور جب اسکی ناراضگی بڑھ جاتی ہے تو والدہ کو ناراض کرنے والا اھل جہاں کیلئے باعث عبرت بن جایا کرتا ہی۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ سَمِعَ النَّبِیَّ رَسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاَضِعْ ذَالِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۴
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۶۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۴
قال بشار عواد معروف:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۸۰)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۴
قال الالبانی:	صحیح		
کنز العمال	رقم الحدیث (۴۵۴۸۹)	جلد ۱۶	صفحہ ۴۶۸
الجامع الصحیح	رقم الحدیث (۱۹۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۳۱۱
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
الادب المفرد بالفاظ مختلفہ			صفحہ ۱۴
صحیح الادب المفرد			صفحہ ۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۲۸)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۷۹
المستدرک	رقم الحدیث (۷۳۴۴)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد ۸	صفحہ ۳۵۴
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/رقم الحدیث (۹۱۴)		جلد ۲	صفحہ ۶۱۷
الدر المنثور		جلد ۴	صفحہ ۱۷۳
کشف الخفاء	رقم الحدیث (۲۹۱۳)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۹
مشکل الآثار		جلد ۲	صفحہ ۱۵۸
مسند حمیدی	رقم الحدیث (۳۹۵)	جلد ۱	صفحہ ۱۹۴

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے

والد جنت کا درمیانہ دروازہ ہے (اب تیری مرضی) تو اس دروازے کو ضائع کر یا اس کی حفاظت کر۔

-☆-

فقال له ابو الدرداء! أوف نذرک وبروالديک إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الوالد أوسط باب الجنة، فحافظ على الوالد أو اترک.

ترجمۃ الحدیث:

باپ کو جنت کا مین گیٹ قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کی خدمت اور اس کی اطاعت ایک

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۲۱۶۱۴)	جلد ۱۶	صفحہ ۷۱
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۲۰۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۵۴۳
قال محمود محمد محمود حسین:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۲۰۸۹)	جلد ۳	صفحہ ۴۷۵
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۷۱۲)	جلد ۲	صفحہ ۱۹۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۰۹۴۸)	جلد ۸	صفحہ ۲۲۶

بیٹے کیلئے جنت کے درمیانے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے۔ باپ کی خدمت کر کے اس کا دل جیت کر دروازے کی حفاظت کی جاسکتی ہے اور باپ کو ناراض کر کے اور اس کے دل کو دکھا کر اس دروازے کو ضائع کیا جاسکتا ہے۔

جب کوئی بیٹا اپنے باپ کی صحیح خدمت کرتا ہے اس کی فرمانبرداری اپنا شعار بناتا ہے تو گویا قیامت کے دن اسے جنت کے درمیانے دروازے سے گزارا جائے گا باپ کے اطاعت گزار کیلئے جنت کا مین دروازہ منتظر ہوگا اور جو آدمی باپ کا نافرمان ہوگا گویا اس نے اس دروازے کو ضائع کردیا جب درمیانہ دروازہ ضائع کردیا جائے تو عمارت میں کیسے داخل ہوا جاسکتا ہے اسی طرح باپ کے نافرمان کیلئے جنت کی راہیں مسدود ہوں گی۔

قرآن وحدیث میں ایسے کلمات آتے ہیں جنکا معنی ومفہوم مراد لینا دشوار ہوتا ہے اس کے معنی ومفہوم کو اس کی مراد کو اللہ کی طرف لوٹا کر اپنے عجز کا اعتراف کیا جاتا ہے یا ایسا مفہوم ذکر کیا جاتا ہے جو قوانین شریعت اور بدیہی حقائق سے متصادم نہ ہو۔

زیر نظر حدیث میں باپ کو جنت کا درمیانہ دروازہ کہا گیا ہے اس کا ظاہری مفہوم مراد لینا مشکل ہے کیونکہ جنت بہت پہلے کی بنی ہوئی ہے اور اسکے دروازے بھی بنے ہوئے ہیں ہر آدمی باپ رکھتا ہے اور وہ بھی تو کسی کا باپ ہوسکتا ہے پھر جنت کے درمیانی دروازے اربوں کی تعداد سے متجاوز ہونگے تو اس حدیث پاک کا واضح مفہوم یہ ہے کہ باپ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والی اولاد کو جنت نصیب ہوگی کیونکہ باپ کی اطاعت جنت کے درمیانی دروازے کی حیثیت رکھتی ہے تو جب درمیانی دروازہ ہی اسکا رہنا ہے تو جنت بھی اسی کی ہے۔

موجودہ دور میں بعض افراد قرآن کریم میں اور احادیث مقدسہ میں وارد ایسے کلمات

جنکا ظاہری مفہوم لینا مشکل ہوا کرتا ہے ان پر اپنے علمی کمالات دکھانے کی سعی ناتمام کرتے ہیں۔ خصوصاً اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے کلمات کا ظاہری معنی لینے میں ذرہ جھجک محسوس نہیں کرتے حالانکہ ایسی آیات متشابہات کے زمرہ میں آتی ہیں اور متشابہات کا علم اللہ کے علاوہ کون ہے جو ذاتی طور پر جانتا ہو۔

حدیث قدسی ہے بخاری شریف کے الفاظ ملاحظہ ہوں

لَایَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَاوَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا.

ترجمة الحديث:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

بندہ نوافل ادا کرتے کرتے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۷)	جلد۲	صفحہ۵۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۰۲)	جلد۴	صفحہ۲۰۳۹
حلیۃ الاولیاء		جلد۱	صفحہ۴
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۲۴۸)	جلد۵	صفحہ۱۹
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۶۳۹۵)		جلد۳	صفحہ۴۸۲
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
السنن الکبریٰ (للبیہقی) / رقم الحدیث (۲۰۹۸۰)		جلد۱۰	صفحہ۳۷۰
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
جامع العلوم والحکم		جلد۲	صفحہ۳۳۰
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۱	صفحہ۴۰۳
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۹	صفحہ۶۱۰

جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

-☆-

ایک مومن وصالح بندے پر وقت آتا ہے کہ جب اللہ اس کے محبت کرتا ہے تو اللہ اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اللہ اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اللہ اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔

کیا ایک صالح ومتقی جو اس درجہ پر فائز ہو اس کے ہاتھ پاؤں اللہ ہوا کرتا ہے اس کے کان آنکھیں اللہ ہوا کرتا ہے۔

تَعَالٰی اللّٰہ عَنْ ذَالِکَ عُلُواً کَبِیرا.

تو ماننا پڑے گا کہ اس حدیث پاک مفہوم کچھ اور ہے۔

اَقْرَبُ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہ، اَتَاہُ رَجُل" فَقَالَ:

اِنِّیْ خَطَبْتُ اِمْرَأَۃً فَأَبَتْ اَنْ تَنْکِحَنِیْ وَخَطَبَھَا غَیْرِیْ فَأَحَبَّتْ اَنْ تَنْکِحَہ، فَغِرْتُ عَلَیْھَا فَقَتَلْتُھَا. فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ؟ قَالَ: اُمُّکَ حَیَّۃ" ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ تُبْ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ تَقَرَّبْ اِلَیْہِ مَااسْتَطَعْتَ(قَالَ عَطَاءُ بْنُ یَسَارٍ)فَذَھَبْتُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: لِمَ سَأَلْتَہ، عَنْ حَیَاۃِ اُمِّہٖ فَقَالَ اِنِّیْ لاَ اَعْلَمُ عَمَلاً اَقْرَبَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بِرِّالْوَالِدَۃِ

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں نے ایک عورت کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے مجھ سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا تو میرے علاوہ کسی اور نے اسے پیغام نکاح بھیجا تو اس عورت کو یہ بات پسند آئی کہ اس آدمی سے نکاح کرے تو مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس

الادب المفرد	رقم الحدیث(۴	صفحہ ۱۲
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۴)	صفحہ ۳۴
قال الالبانی:	صحیح	

عورت کوقتل کردیا۔کیا اب میرے لیئے توبہ ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کیا تیری والدہ زندہ ہے۔اس نے کہانہیں تو آپ نے فرمایا

اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرواور عبادت و بندگی کر کے جتنا اللہ کے قریب ہو سکتے ہو جاؤ۔

حضرت عطاء بن یسار نے فرمایا میں گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے پوچھا؟ آپ نے اس سوال کرنے والے سے یہ کیوں پوچھا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے تو آپ نے فرمایا

میں نہیں جانتا کہ ماں سے حسن سلوک سے بڑھ کوئی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کا تقرب عطا کردے۔

اَحَبُّ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ

حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ: الْوَلِیْدُ بْنُ عَیْزَارٍ أَخْبَرَنِیْ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاعَمْرٍو الشَّیْبَانِیَّ یَقُوْلُ

اَخْبَرَنَا صَاحِبُ ھٰذِہِ الدَّارِ وَاَوْمَأبِیَدِہٖ اِلٰی دَارِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ و آلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَلصَّلَاۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قَالَ ثُمَّ اَیّ" ؟ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ. قَالَ ثُمَّ اَیّ" ؟ قَالَ اَلْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلِو اسْتَزَدْتُہٗ لَزَادَنِی.

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۹۷۰)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۷۸۲)	جلد۲	صفحہ۸۶۱
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۵۶۲)	جلد۱	صفحہ۳۳۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۳۹۷)		جلد۱	صفحہ۲۸۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۸۵)	جلد۱	صفحہ۱۲۵
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۹۰۵)	جلد۳	صفحہ۳۵۹
قال الترمذی:	حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۱۸۹۸)	جلد۱	صفحہ۳۳۹
قال الالبانی:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوعمرو الشیبانی فرماتے ہیں

ہمیں اس گھر کے مالک نے حدیث بیان کی اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا

کونسا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

		جلد	صفحہ
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث (۱۴۸۹)		جلد۳	صفحہ۴۷۵
سنن النسائی		جلد۱	صفحہ۲۹۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۶۰۹)	جلد۱	صفحہ۲۰۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۳۲)	جلد۷	صفحہ۳۰
مسند الامام احمد (مختصراً) / رقم الحدیث (۴۲۲۳)		جلد۴	صفحہ۱۸۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۴۱۸۶)	جلد۴	صفحہ۱۷۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۹۹۸)	جلد۴	صفحہ۱۱۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۸۹۰)	جلد۴	صفحہ۷۳
قال احمد محمد شاکر	اسنادہ صحیح		

صلاۃ (نماز) اپنے وقت پر ادا کرنا۔

انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کونسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

والدین سے حسن سلوک کرنا اور ان کی خدمت کرنا۔

پھر عرض کی اس کے بعد کونسا عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جهاد في سبيل الله

آپ نے فرمایا یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بیان فرمائیں اگر میں اس سے زیادہ پوچھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جواب مرحمت فرماتے۔

حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، ثَنَا جَرِيْر" عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَن اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لاَيَجْزِیْ وَلَد" وَالِداً اِلاَّ اَنْ يَجِدَه' مَمْلُوْكاً فَيَشْتَرِيَه' فَيُعْتِقَه'.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۵۹)	جلد ۴	صفحہ ۲۱۲
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۵۹)	جلد ۵	صفحہ ۲۵۰
قال بشار عواد:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۷۲۶)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰)	جلد	صفحہ ۱۷

صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۰)		صفحہ ۳۶
الارواء الغلیل	رقم الحدیث (۱۷۴۷)	جلد ۶	صفحہ ۱۷۱
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۱۴۳)	جلد ۶	صفحہ ۵۵۸
قال احمد محمد شاکر، حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۷۵۶۰)	جلد ۷	صفحہ ۳۳۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۸۷۹)	جلد ۹	صفحہ ۳۸
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۹۷۰۶)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۳۰۲۳)	جلد ۱۷	صفحہ ۵۰۸
مسند ابی داؤد الطیاسی	رقم الحدیث (۲۴۰۵)		صفحہ ۷۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۷)	جلد ۲	صفحہ ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۳
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۶)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۴
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۵۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۲۷
شرح مشکل الاثار	رقم الحدیث (۵۳۹۵)	جلد ۱۳	صفحہ ۴۳۹
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۵)	جلد ۹	صفحہ ۳۶۳
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۷
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۲۱۴۱۴)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۸۷
قال المحقق:	رواہ البخاری فی الصحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۵۹۵)	جلد ۹	صفحہ ۳۹۶
قال المحقق:	حسن صحیح		
شعب الایمان (للبیھقی)/رقم الحدیث (۷۸۴۶)		جلد ۶	صفحہ ۱۸۲
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۹۳)	جلد ۱	صفحہ ۳۹۱
زادالمعاد		جلد ۵	صفحہ ۱۵۰
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۳۳۹۱)	جلد ۲	صفحہ ۱۰۱۴
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۲۵۳۶)	جلد ۲	صفحہ ۴۸۶
حلیۃ الاولیاء		جلد ۶	صفحہ ۳۴۵
منصف (ابن ابی شیبہ)/رقم الحدیث (۵۴۵۰)		جلد ۸	صفحہ ۳۵۱
تاریخ بغداد		جلد ۱۴	صفحہ ۳۰۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۴۸)	جلد ۳	صفحہ ۲۸۲
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۷۹)		جلد ۲	صفحہ ۶۴۷
قال الالبانی:	صحیح		
الدر المنثور		جلد ۴	صفحہ ۱۷۲

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کوئی بیٹا باپ کو بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ بیٹا اپنے باپ کو مملوک (غلام) پائے تو اسے خرید کر آزاد کردے۔

-☆-

والدین سے حسن سلوک
انکی وفات کے بعد بھی

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ فِیْمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذْجَاءَ ہ' رَجُل'' مِنْ بَنِیْ سَلْمَةَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّالْوَالِدَیْنِ شَیْیء'' اَبَرُّهُمَابِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟قَالَ نَعَمْ اَلصَّلاةُ عَلَیْهِمَا وَالاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُعَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لاتُوْصَلُ اِلاّبِهِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِهِمَا.

نضرۃ النعیم		جلد۳	صفحہ۲۷۷
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۴۲)	جلد۲	صفحہ۷۵۸
صحیح سنن ابی داؤد			
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۶۰۰۴)	جلد۱۲	صفحہ۴۳۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۱۹۷)	جلد۸	صفحہ۳۴۴
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۵)		صفحہ۲۷
صحیح الادب المفرد			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۱۸)	جلد۲	صفحہ۱۶۲

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

ہم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ

کا ایک آدمی آیا اس نے عرض کی

یارسول اللہ! کیا والدین سے حسن سلوک میں سے ان کی موت کے بعد کچھ باقی رہ جاتا

ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں

ان کی صلاۃ الجنازہ ادا کرنا

ان کیلئے استغفار کرنا

ان کے بعد ان کے عہد و پیمان کو پورا کرنا

صلہ رحمی کرنا جس کا وجود انہیں سے وابستہ ہو

ان کے دوست کی عزت و تکریم کرنا

المستدرک (للحاکم)/		جلد۴	صفحہ۱۵۴
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل مستدرک		جلد۴	صفحہ۱۵۴
قال الذھبی:	صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۱۳۱۰)	جلد۱۵	صفحہ۳۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۴)	جلد۱	صفحہ۳۹۹

اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین سے حسن سلوک کرے انکی خیر خواہی انکی خبر گیری اور ان کو راحت و آرام پہنچائے نیز انکی خدمت کرے اولاد پر لازم وضروری ہے۔

یہ نیکی اور خدمت کا سلسلہ صرف اس جہاں تک نہیں کہ جبتک ان کے سانس آتے جاتے رہیں انکی نبض حیات میں حرکت رہے اولاد انکی خدمت میں کمر بستہ رہے بلکہ یہ سلسلہ انکی وفات کے بعد بھی جاری رکھنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا معنی خیز ہے کہ آپ نے والدین کی وفات کے بعد بھی اس سلسلہ کو جاری وساری رکھا۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلَیۡھِمَا

ماں باپ کی صلاۃ الجنازہ کا اہتمام کرنا یہ اولاد پر لازم ہے۔ جب بیٹا اس یہاں میں آیا تھا تو ماں باپ نے اس کی حسب توفیق تربیت کی اب ماں باپ اس جہاں سے رخصت ہو کر ایک اور جہاں کو جا رہے ہیں تو اولاد پر لازم ہے کہ انکے غسل وکفن ودفن کا اہتمام کرے صلاۃ الجنازہ ادا کرے پھر علیم وخبیر اور ستار وغفار اللہ کے سپرد کر دے۔

اَلۡاِسۡتِغۡفَارُ لَھُمَا

ماں باپ کا صرف جنازہ ہی ادا نہیں کرنا بلکہ انکے لیئے استغفار بھی کرنا اولاد کے استغفار سے ماں باپ کو فائدہ پہنچتا ہے اور جب ماں باپ کو اولاد کی طرف سے قبر میں فائدہ پہنچے گا تو وہ یقیناً قبر میں اپنی اولاد سے خوش ہونگے اور ماں باپ کا خوش ہونا اگر چہ عالم برزخ میں ہی کیوں نہ ہو اولاد کیلئے سعادت مندی کی بین دلیل ہے۔

مومن والدین کیلئے استغفار انبیاء کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی دعا ان الفاظ سے موجود ہے

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِناً وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

اے ہمارے رب مغفرت فرما دے میرے لیئے اور میرے والدین کیلئے اور ہر اس آدمی کیلئے جو میرے گھر میں داخل ہوا مومن بن کر اور تمام مومنین اور تمام مومنات کیلئے۔

حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کی دعاء واستغفار کے الفاظ یہ ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب.

اے ہمارے رب مغفرت فرما میرے لیئے اور میرے والدین کیلئے اور تمام مومنین کیلئے اس دن جس دن حساب قائم ہوگا۔

حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعاء سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ آپ کے والدین کریمین مومن تھے کیونکہ موت کے بعد مومنین کیلئے دعائے مغفرت کی اجازت ہے غیر مومن کیلئے استغفار کی قطعاً اجازت نہیں۔

اِنْفَاذُعَهْدِهِمَامِنْ بَعْدِهِمَا

عہد کی پاسداری ایمان کی نشانی ہے اور عہد کو توڑنا نفاق کی علامت ہے اگر ماں باپ نے کسی سے عہد پیمان باندھا اور انکی موت نے اس عہد کو پورا کرنے کی مہلت نہیں دی تو اولاد پر لازم ہے کہ ان کے عہد و پیمان کو پورا کرے تا کہ وہ عالم برزخ میں اللہ کی گرفت سے محفوظ رہ سکیں۔

صِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَاتُوْصَلُ اِلَّابِهِمَا

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلہ رحمی کا بڑا درس دیا ہے اور اپنی امت کو صلہ رحمی کی افادیت سے آگاہ فرمایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں صلہ رحمی مومن کا وصف جمیل ہے خصوصاً اس تعلق کا خیال رکھنا جو تعلق والدین کی وساطت سے ہو اس

سے والدین کی ارواح کو خوشی نصیب ہوگی اور ایک مومن کیلئے یہی چیز وجہ سعادت وافتخار ہے۔

اِكْرَامَ صَدِيْقِهِمَا

والدین سے تعلق رکھنے والوں کو عزت وقدر کی نظر سے دیکھنا والدین سے محبت کی دلیل ہے خصوصاً جب والدین دنیا سے پردہ کر چکے ہوں ان کی وفات کے بعد انکے دوست واحباب کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھنا انکی عزت وتکریم بجالانا علامت سعادت ونجابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نور بھری تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّاَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ اَهْلَ وُدِّابِيْهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد۵	صفحہ۱۳۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد۳	صفحہ۳۶۱
قال الترمذی:	هذا اسنادہ صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۳)	جلد۲	صفحہ۳۴۶
قال الالبانی:	صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۷۲۱)	جلد۵	صفحہ۲۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۳۰)	جلد۲	صفحہ۱۷۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۱)		صفحہ۲۱
صحیح الادب المفرد			

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میں نے سنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے

نیکیوں میں عمدہ نیکی یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے باپ کے اہل محبت سے صلہ رحمی کرے۔

-☆-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِحْفَظْ وُدَّ اَبِيْكَ وَلَا تَقْطَعْهُ فَيُطْفِئَ اللّٰهُ نُوْرَكَ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے والد کی اہل محبت کی حفاظت کرو ان سے قطع تعلق نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے نور کو بجھا دے۔

-☆-

مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۱۳۴۲۷)	جلد ۸	صفحہ ۲۶۹
قال الہیثمی:	رواہ الطبرانی فی الاوسط: اسنادہ حسن		
شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۷۸۹۸)	جلد ۶	صفحہ ۲۰۰
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۰)		صفحہ ۲۱
صحیح الادب المفرد			

حَدَّثَنِیْ اَبُو الطَّاهِرِ اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُوحٍ. اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ اَیُّوْبَ. عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ اَبِی الْوَلِیْدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِیَهٗ بِطَرِیْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَحَمَلَهٗ عَلٰی حِمَارٍ كَانَ یَرْكَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰی رَأْسِهٖ فَقَالَ ابْنُ دِیْنَارٍ فَقُلْنَا لَهٗ. اَصْلَحَكَ اللّٰهُ! إِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ وَاِنَّهُمْ یَرْضَوْنَ مَا یُیَسَّرُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ.

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۳۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۷۲۱)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۱
قال الترمذی:	ھذا اسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۶۱۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۴۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن دینا فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک اعرابی مکہ مکرمہ کی راہ میں ملا تو حضرت عبداللہ نے اسے سلام فرمایا اور اسے اپنی سواری پر سوار کر دیا اور اسے اپنی پگڑی عطا کر دی جوان کے سر انور پر تھی تو عبداللہ بن دینار نے فرمایا:

ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں شادر کھے یہ اعرابی لوگ تو تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں (آپ نے اس پر اس درجہ سخاوت کس وجہ سے کی؟) تو حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیشک اس کا باپ میرے ابا حضرت عمر بن الخطاب سے محبت کیا کرتا ہے اور میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے

نیکیوں میں اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کے اھل محبت سے صلہ رحمی کرے۔

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵۶۵۳)	جلد ۵	صفحہ ۱۶۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۱۷۳
قال المحقق:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۴۳)	جلد ۴	صفحہ ۳۷۴
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۶۳
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۷۲۵۹)	جلد ۵	صفحہ ۴۶۶
قال المحقق:	صحیح		

والدین کے درجات کا بلند ہونا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتَه فِی الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ: اَنّٰی هٰذَا؟ فَیَقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ.

سنن ابن ماجہ (۱)	رقم الحدیث (۳۶۶۰)	جلد۴	صفحہ۲۱۳
قال محمود محمد محمود:	اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات		
سنن ابن ماجہ (۲)	رقم الحدیث (۳۶۶۰)	جلد۵	صفحہ۲۵۰
قال بشار عواد معروف:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۹۶۸)	جلد۳	صفحہ۲۱۴
قال الالبانی:	حسن		
مصنف ابن ابی شیبہ	رقم الحدیث (۹۷۸۹)	جلد۱۰	صفحہ۳۹۶
المسند الجامع	رقم الحدیث (۱۴۰۲۹)	جلد۱۷	صفحہ۵۱۲
الادب المفرد	رقم الحدیث (۳۶)		صفحہ۲۸
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۲۷)		صفحہ۴۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۵۵۹)	جلد۹	صفحہ۵۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ / رقم الحدیث (۱۵۹۸)		جلد۴	صفحہ۱۲۹
قال الالبانی:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک آدمی کا جنت میں درجہ بلند ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ کیسے بلند ہو گیا تو اسے جواباً کہا جاتا ہے: تیرے لیئے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

-☆-

نیک اولاد ماں باپ کیلیئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطیہ ہے جنکی اولاد نیک وصالح ہو وہ دونوں جہاں میں راحت وآرام سے رہتے ہیں۔ان کے لیئے جہانِ دنیا بھی جنت بن جاتا ہے کیونکہ نیک وصالح اولاد ان کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے ان کے آرام کی خاطر اپنا آرام قربان کردیتی ہے ماں باپ کو ذرہ سی تکلیف پہنچ جائے وہ علاج ومعالجہ میں کوتاہی نہیں برتتی۔اپنی جوانی اپنی دولت اپنا راحت وآرام اپنے ماں باپ پر قربان کردیتی ہے۔

یہی اولاد ماں باپ کے رخصت ہونے کے بعد انہیں بھول نہیں جاتی بلکہ دعاء واستغفار سے انہیں یاد رکھتی ہے اس کا فائدہ یہ پہنچتا ہے کہ قبر میں ان کے درجات بلند ہوجاتے ہیں جو قبر

رَوْضَة" مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

کا روپ دھار لیتی ہے اس میں بڑے راحت وآرام سے بیٹھے ہوتے ہیں کہ اچانک انکے درجات میں بلندی واقع ہونا شروع ہوجاتی ہے وہ اللہ ذوالجلال والاکرام کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے ہیں

الٰہی یہ درجات کیسے بلند ہوگئے؟

قبر تو عالم برزخ ہے دارالعمل نہیں اس میں درجات کا بلند ہوجانا باعث حیرت

واستجاب ہے اس لیے وہ عرض گزار ہوتے ہیں

جواباً وحدہ لاشریک فرماتا ہے

بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ

تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کی وجہ سے درجات بلند ہو رہے ہیں۔ اللہ اکبر!
ایک مومن کو یہ عزت وکرامت کہ اسکا بیٹا یا بیٹی اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماتا جاتا ہے اس لیے نیک وصالح اولاد اپنے والدین کو موت کے بعد بھی نہیں بھولتی بلکہ ان کی بھلائی اور رفع درجات کیلئے ہمیشہ دست بہ دعا رہتی ہے۔

پھر نیک نیک میں فرق ہے عام آدمی کی نیکی کی اور نوعیت ہے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیکی اور نوعیت کی ہے بلکہ تمام لوگوں کی نیکیاں کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ایک نیکی کے مقام تک نہیں سکتیں۔

قربان جائیں انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین پر جن کے درجات جب بلند ہوئے ہونگے تو کس درجہ کے بلند ہوئے ہوں گے اور بڑی بڑی شانوں والے انکے درجات کو رشک بھری نظروں سے دیکھتے ہونگے۔

سبحان اللہ! حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کے درجات کو کون پہنچ سکتا ہے جب انکی زبان پاک سے نکلا ہوگا

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَاب

تو اس وقت انکے والدین کریمین کے درجات کس درجہ بلند و بالا ہوئے ہونگے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جنت

حَدَّثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوْبَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ نَصْرِ الْخَوْلَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ زبان بن فائد عَنْ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوْبٰى لَهٗ زَادَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهٖ۔

ترجمۃ الحدیث:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا اس کیلئے "طوبیٰ" ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں زیادتی فرمائی گا۔

المستدرک علی الصحیحین (۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۵۴
قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح الاسناد		
التلخیص بذیل المستدرک	جلد ۴	صفحہ ۱۵۴
قال الذھبی: صحیح		
المستدرک (۲) رقم الحدیث (۷۳۳۹)	جلد ۵	صفحہ ۲۱۳
قال المحقق: قلت لکن للحدیث شواھد		

جنت اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے جنت دائمی انعامات کی جگہ قیامت کو جب سب انسانیت دوبارہ زندہ ہوکر علیم وخبیر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگی تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس جگہ انعامات سے سرفراز فرمائے گا وہ جگہ جنت ہے۔ وہ جہاں ہمیشہ رہے گا اس جہاں کو فنا نہیں وہاں کسی فرد کو موت نہیں آئے گی کوئی پریشانی اور دکھ نہیں ہوگا۔ ابدی وسرمدی راحتیں نصیب ہونگی بہتے چشمے بل کھاتی نہریں عالیشان اور عدیم النظیر محلات سب مومن کیلئے چشم براہ ہونگے۔ کس ایمان والے کا اس جہاں کی ابدی نعمتیں حاصل کرنے کو جی نہیں چاہتا ہر ایک کی خواہش ہے کہ اللہ اسے عذاب سے محفوظ فرما کر اپنی رضا وخوشی کی جگہ جنت میں جگہ عطا فرمائے تو اس ابدی انعامات کے حصول کیلئے ایمان کے بعد کئی ذریعے ہیں ان میں ایک ذریعہ والدین کی خدمت ہے جو والدین سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کی خدمت کر کے قلبی فرحت پاتا ہے تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نوید سنا رہے ہے کہ اس کیلئے جنت ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ خوش وخرم رہے گا۔

جنت میں قراءۃ:

اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُوْصَلِيُّ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ، ثنا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ (كَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ).

المستدرک للحاکم — جلد ۴ — صفحہ ۱۵۱

قال الحاکم: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ

التلخیص بذیل المستدرک — جلد ۴ — صفحہ ۱۵۱

قال الذھبی: علی شرط البخاری ومسلم

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۲۵۰۶۰) — جلد ۱۷ — صفحہ ۵۳۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

مسند الامام احمد — رقم الحدیث (۲۳۹۶۲) — جلد ۱۷ — صفحہ ۲۲۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

المصنف لعبد الرزاق — رقم الحدیث (۲۰۱۱۹) — جلد ۱۱ — صفحہ ۱۳۲

مسند ابی یعلی الموصلی — رقم الحدیث (۴۴۲۵) — جلد ۷ — صفحہ ۳۹۹

قال حسین سلیم اسد: اسنادہ صحیح

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو جواب دیا یہ حارثہ بن نعمان ہے تو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نیکی کا اجرا ایسے ہی ہوا کرتا ہے نیکی کا اجرا ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ وہ اورلوگوں کی نسبت اپنی ماں کا زیادہ خدمت گزار تھا۔

-☆-

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۷۰۱۵) جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۹
قال شعیب الارنوؤط: حدیث صحیح
شرح السنۃ للبغوی رقم الحدیث (۳۴۱۹) جلد ۱۳ صفحہ ۷

نیکی ایمان والے کو جنت لے جاتی ہے پھر نیکی نیکی میں فرق ہے بعض نیکیوں پر ان کے عوض انعامات ملتے ہیں لیکن بعض نیکیاں ایسی ہیں جن پر جب انعام ملتے ہیں تو ان کو احاطہ تحریر نہیں میں لایا جا سکتا۔

ماں سے نیکی کرنا اسے خوش رکھنا اور اسکی فرمانبرداری کر کے اسکا دل جیتنا ایسی نیکی ہے جس کا انعام کون بیان کر سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حارثہ بن نعمان کو جنت میں دیکھا یہ ایک مومن کیلئے تھوڑا شرف نہیں کہ اس کے جنتی ہونے کی گواہی اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے دیں لیکن اس پر مستزاد یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جس حالت میں دیکھا اور اسکی جو کیفیت مشاہدہ کی وہ قابل صد رشک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قرآن کی تلاوت کرتے دیکھا۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے اس مومن کا جسے جنت میں قران کریم کی تلاوت نصیب ہو اور تلاوت کلام الٰہی کے مزے جنت کی بہاروں میں بھی لے رہا ہو۔ یہ سب کچھ ماں کی خدمت کا صلہ ہے اور ماں کی خدمت کے صلہ کو زمینی پیمانوں میں تولا نہیں جا سکتا۔

والدین کی نافرمانی حرام ہے

حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عَقُوْقَ الاُمَّهَاتِ وَمَنْعاً وَهَاتِ وَوَأدَالْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۳
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۰۸)	جلد۲	صفحہ۷۱۸
سنن الکبری للبیھقی	رقم الحدیث (۱۱۳۴۰)	جلد۶	صفحہ۱۰۳
رواہ البخاری فی الصحیح			
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۴۲۶)	جلد۱۳	صفحہ۱۶
قال للبغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۴۰۸)	جلد۵	صفحہ۶۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۹۷۵)	جلد۱۰	صفحہ۴۰۵
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۴۹۱۵)	جلد۳	صفحہ۱۳۷۷
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۳۸۲۱)	جلد۳	صفحہ۳۴۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۷۷)	جلد۳	صفحہ۲۹۵
قال المحقق:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ماؤوں کی نافرمانی کرو۔غیر کا حق روکنے سے اور جس چیز کا حقدار نہ ہو اس کے مانگنے سے اور بچیوں کو زندہ دفن کرنے سے اور ناپسند کیا ہے یوں کہا گیا اور اس نے یوں کہا کہ (یعنی فضول باتیں کرنے کو) اور کثرت سوال کو ناپسند کیا ہے اور اپنا مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزوں کو حرام اور تین چیزوں کو ناپسند فرمایا ہے۔

حرام قرار دی گئی چیزیں درج ذیل ہیں۔

ا۔حقوق الامھات

ماں اللہ تعالیٰ کی رحمت وشفقت کا مظہر ہے۔ماں کا اپنی اولاد سے پیار اور شفقت دیکھ

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۵۰۷) جلد ۲ صفحہ ۲۶۰
قال الالبانی: صحیح
تفسیر القرطبی جلد ۶ صفحہ ۳۳۱
جامع الاصول رقم الحدیث (۹۳۹۴) جلد ۹ صفحہ ۲۰۲

کر بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ نکلتا ہے۔ ماں اس قابل ہے کہ اس کا احترام کیا جائے اور اس کے دل کو خوش کیا جائے ماں کی خدمات اس درجہ ہیں کہ اولاد پر فرض ہے کہ اس پاکیزہ رشتہ کا حد درجہ خیال رکھے اور اسکا دل رنجیدہ نہ کرے۔

ماں بڑھاپے میں ہو اور اپنے بیٹے سے بڑی امیدیں وابستہ کر کے بیٹھی ہو رات اگر وہ دیر سے آئے تو جب تک وہ گھر سے باہر ہو ماں کو نیند نہ آئے بلکہ ہر لحہ اپنے بیٹے کی سلامی کیلئے اللہ ذوالجلال واکرام کی بارگاہ میں دست دعا دراز کرتی رہے اس کا بیٹا ان خدمات کا صلہ یوں دے کہ ماں کا خیال تک نہ رکھے بلکہ اس کو رنجیدہ رکھے طعن وتشنیع سے اس کا دل زخمی کرنے کی کوشش کرے اس کا استہزا اور مذاق اڑانا اپنا شیوہ بنالے حد یہ کہ گالی سے نوازے اور اسکی نافرمانی اپنا مشغلہ بنالے ایسے بیٹے سے اگر اللہ اور اسکا رسول اپنی رضا کی دولت چھین لیں اور اسے سزا کا سزاوار قرار دیں اور اسکے اس عمل کو حرام اور کبیرہ گناہ قرار دیں تو یہ عین عدل ہے اور عدل کہیں بھی غیر محمود نہیں ہوا کرتا۔

۲۔منعاً۔

حقدار کو اس کا حق وصول کرنے سے روکنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ وارثین کا مال وراثت میں حق ہے اور انکا حصہ من جانب اللہ مقرر ہے کسی حیلہ و بہانہ سے ان کو ان کے حق سے محروم کرنا جائز وارث کو مال وراثت نہ دینا شریعت اسلامیہ میں کسی طور جائز و حلال نہیں ہے۔

مزدور کا بروقت اپنی مزدوری لینا اسکا حق ہے مزدور کو کسی حیلہ سے یا جبر سے اس کی مزدوری سے محروم کرنا حرام قرار دیا گیا ہے۔

ایک باپ پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی دیکھ بھال کرے انکی صحیح تربیت کرے انکے بچپن

اور عنفوان شباب کی نگرانی کرے انکو تحصیل علم کی جانب راغب کرے ایسے افراد کے نزدیک نہ جانے دے جوانکی زندگی پر اثرات بد مرتب کریں یہ اولاد کا حق ہے اگر باپ غفلت کا مرتکب ہو یا فضول امور میں خود بخود الجھ کر ان کی طرف عمداً نہ دیکھے اور دیکھ بھال نہ کرے تو اسکا جرم ہے یہ جرم بہت بڑا جرم ہے شریعت نے ایسی غفلت کو حرام قرار دیا ہے۔

تحصیل علم کیلئے کسی استاد کے پاس شاگرد آتے ہیں اور طالبان علم کا اژدھام ہو جاتا ہے۔ اب ان دور دراز سے آئے ہوئے مشاقین علم ودانش کے دامن کو علم حکمت کے موتیوں سے بھرنا ایک معلم پر لازم ہے فقط علم بانٹنا ہی نہیں بلکہ انکی صحیح تربیت کرنا بھی ضروری ہے تاکہ کل وہ ملتِ اسلامیہ کے باوقار افراد کی صورت میں رزم گاہِ حیات میں اپنا کردار ادا کر سکیں اور ملت کے ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کے ناخدا بن سکیں۔ اگر ایک استاد ایک معلم کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے اور عمداً ان شاہین صفت طلبا کی تربیت نہیں کرتا تو وہ انکو انکے حق سے محروم کر رہا ہے وہ معلم و استاد فقط انکا مجرم ہی نہیں بلکہ ملت کا مجرم ہے اور ایسے مجرم کو شریعت اسلامیہ کھلی چھٹی دینے کیلئے تیار نہیں یہ غفلت اور یہ کوتاہی اسکے لیے حرام ہے اور حرام کا مرتکب غضب الٰہی سے نہیں بچ سکتا۔

الغرض زندگی کے مختلف شعبوں میں حقداروں کا انکا حق دینا لازم ہے اور انکو انکے حق سے محروم کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ اسکا مرتکب حرام کا مرتکب ہو کر غضب الٰہی کا سزاوار ہے۔

۳۔ حاتِ

ایک چیز کا حق نہیں بنتا اور اسکا مطالبہ کرنا اور اسکے وصول کیلئے ہر حربہ استعمال کرنا شریعت اسلامیہ میں ہرگز جائز نہیں بلکہ یہ بھی حرام کے زمرہ میں آتا ہے۔

شریعت نے جس آدمی کو کسی کا وارث نہیں بنایا اسکا سینہ زوری سے اسکا وارث ثابت کرنا تا کہ اسکی جائداد سے حصہ لیا جا سکے ہرگز جائز نہیں۔ یہ حرام کے زمرہ میں آتا ہے اور ارتکابِ حرام کسی طور پر بھی فعل محمود نہیں۔

دفتری امور میں کسی جائز کام کو نہ کرنا بلکہ اس سے متعلقہ افراد کو تنگ کرنا تا کہ وہ کچھ رقم تھما دے یہ بھی فعل حرام ہے۔ اس طریقہ سے مال حاصل کرنا ایک وبا کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اس وبا میں بڑے بڑے ذہین وفطین مبتلا ہیں علم ودانش کے مدعی اس عادت قبیحہ میں گرفتار ہیں اور جبہ ودستار میں ملبوس بڑے بڑے صاحبان علم وفضل اسکے عادی ہیں۔ ان سب کو سوچنا چاہیئے کہ فعل حرام ہے اور حرام کا ارتکاب اللہ کو ناراض کرنے کیلئے کافی ہے اگر خالق ومالک ناراض ہو گیا تو پھر ٹھکانہ کہاں ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلاءِ الدُّنْیَاءِ وَعَذَابِ الآخِرَۃِ.

۴۔ وَأدَا البَنَاتِ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس دور میں مبعوث ہوئے اس وقت سرزمین عرب پر شقی القلب افراد کی کمی نہ تھی وہ سنگدل معاشرہ اپنی بچیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتا تھا۔ ان بچیوں کو اپنے لیئے باعث ننگ وعار سمجھتے تھے۔

قرآن کریم نے قیامت کی ہولناکی کا ذکر کرتے ہوئے زندہ دفن کی گئی بچی کا تذکرہ جس طرح فرمایا ہے اس سے اس امر کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَإِذَا النُّفُوسُ

زُوِّجَتْ وَاِذَاالْمَوْءُ وٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ؟

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا جب تارے بکھر جائیں گے جب پہاڑ چلا دیے جائیں گے جب دس ماں کی گابھن اونٹنیاں محض پھریں گی اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے جب سمندر آگ کی نذر کر دیے جائیں گے اور جب جسموں کو روحوں سے جوڑ دیا جائے گا اور جب زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

جب اس بچی سے پوچھا جائے گا تجھے تیرے باپ نے اپنے ہاتھوں زندہ دفن کر دیا تھا بتا تیرا جرم کیا تھا کس غلطی کی پاداش میں تجھے اتنی بڑی سزا دی گئی۔ اس وقت اسکا باپ بھرے مجمع میں کھڑا ہوگا وہ کیا جواب دے سکے گا اسکی زبان گنگ ہوگی اس پر رعشہ کی کیفیت طاری ہوگی پھر اس کے بعد عذاب الٰہی اپنی گرفت میں یوں لے گا کہ الامان الحفیظ

موجودہ معاشرہ میں تو شاید زندہ دفن کرنا ممکن نہ ہو لیکن بچیوں کی صحیح تربیت نہ کرنا انہیں علم کی دولت سے مالا مال نہ کرنا اور حکمت ودانش کے زیورات سے آراستہ نہ کرنا یہ بھی معنوی دفن ہے یہ بھی فعل حرام ہے وسائل ہوتے ہوئے حالات کی موافقت کے باوجود اپنی بچیوں کو نظر انداز کر دینا کہاں کی دانش مندی ہے اور اس غفلت وکوتاہی کو کبھی بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔

اپنی بچیوں کو بغیر سوچے سمجھے انسان نما بھیڑیوں کے سپرد کر دینا فقط اپنی ناک کی خاطر انکا مستقبل تباہ وبرباد کر دینا یقیناً اللہ کے ہاں جرم عظیم ہے۔ اللہ اہل ایمان کو ایسے جرم کے ارتکاب سے محفوظ ومامون فرمائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور کو ناپسند کیا ہے ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جن باتوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند کریں وہ کسی طور پر بھی مومن کو پسند نہیں

ا۔قیل وقال

یوں کہا گیا فلاں نے ایسا کہا فضول ہے اور بے معنی باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنا کون دانا و بینا پسند کرتا ہے؟ کیا ارشاد خداوندی قرآن کریم میں محفوظ نہیں

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثاً وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَاتُرْجَعُوْنَ

کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے تمہیں فضول و بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم نے ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا۔

سب سے قیمتی چیز وقت ہے یہ متاع گراں بہا فضول باتوں میں ضائع نہیں کرنی چاہیئے ایک مومن کا ہر لمحہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں بسر ہونا چاہیئے اور زبان سے ایسے کلمات نکالنے چاہیں کہ جن سے اپنا بھلا ہو یا کسی مسلمان کا بھلا ہو۔ ہاں کسی کا بھلا کرنے والا اللہ کی رحمتوں سے محروم نہیں ہوا کرتا۔

۲۔کثرتِ سوال

سوالات کی کثرت بھی محمود نہیں ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اس حد سے پھلانگنا اچھا نہیں ہوا کرتا۔ بے تکے اور مہمل سوالات کرنا اللہ کے حبیب کو پسند نہیں۔

۳۔اضاعۃ المال

مال اللہ کا عطیہ ہے اس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے جو مال کو ضائع کرتا ہے وہ اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا یہ اللہ کا انعام ہے اس انعام کی قدر کرنی چاہیئے ۔ یہ ارشاد گرامی کتنا واضح ہے

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

پھر تم سے قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

والدین کی نافرمانی۔کبیرہ گناہ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِالْكَبَائِرِ اَنْ یَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ. قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْهِ؟ قَالَ: یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَاالرَّجُلَ فَیَسُبُّ اَبَاهُ وَیَسُبَّ اُمَّهٗ فَیَسُبُّ اُمَّهٗ.

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کبیرہ گناہوں میں بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔عرض کی گئی

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۹۷۳)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۲
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۰۹۸)	جلد۳	صفحہ۲۶۱
صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث(۲۷۸۳)		جلد۳	صفحہ۵۹
قال الالبانی:	صحیح		

یارسول اللہ! آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ جواباً اس کے باپ کو گالی دے آدمی کسی دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔

-☆-

ماں باپ کیلئے غیر شائستہ الفاظ استعمال کرنا ان کو غیر مہذب کلمات سے یاد کرنا انکو گالی گلوچ دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کون بدنصیب ہے جو اپنے والدین کو گالیاں دے اپنے ماں باپ کو سب وشتم کرے اسکی ایک صورت یہ بھی ہے کہ

انسان کسی کے ماں باپ کو گالیاں دے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو گالیاں دے انسان کسی کے ماں باپ پر سب وشتم کرے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو سب شتم کرے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنی عمومی برائی کی طرف نشان دہی فرمائی ہے اور کس عمل کو فعل شنیع ہونے کو اجاگر کیا ہے اور اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔ عام طور پر اسے گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا کہ کسی کے ماں باپ پر لعنت کی جائے اسے گالی دی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے امتیوں کو اپنے ماننے والوں کو اس فعل کے اثرات بد سے محفوظ رکھنے کیلئے اسے کبیرہ قرار دیا ہے تاکہ کلمہ پڑھنے والے کسی کے ماں باپ کو گالیاں نہ دیں کیونکہ آخر وہ بھی انسان ہے وہ بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ہے اور وہ بھی اس معاشرہ میں رہتا ہے وہ جواباً گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالیاں دے گا انہیں سب وشتم کرے گا اور ان پر طرح طرح سے اتہام بازی کرے گا۔ وہ آخر ایسا کیوں کرے گا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ پہلے نے اس کے ماں باپ کو

گالی دی وہ مشتعل ہو کر اس کے ماں باپ کو گالیاں دینے لگا۔تو دراصل قصوروار اور مجرم پہلا شخص ہے جس نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوائی اوران پر سب وشتم کیے جانے کا سبب بنا۔

کیا ماں باپ کی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ انہیں گالیاں دلوائی جائیں کیا اس ماں باپ نے اپنی جوانی کے لمحات ایک بیٹے کی تعلیم وتربیت پر صرف کیے اسے ایک اچھا انسان بنانے کیلئے اپنے خون پسینے کی کمائی نچھاور کی اپنے آپ کو بے آرام کر کے بیٹے کو آرام پہنچایا کیا ان کا اجر یہی ہے کہ کسی کی زبان کو ان پر دراز ہونے کا موقع فراہم کیا جائے اور کوئی غیر ان پر اتہام بازی کرتا پھرے واقعی یہ جرم چھوٹا نہیں بلکہ بڑا جرم ہے اور نا قابل معافی جرم ہے۔اس لیے اسے کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِیْدِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ

سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْکَبَائِرَ اَوْسُئِلَ عَنِ الْکَبَائِرِ فَقَالَ اَلشِّرْکُ بِاللّٰه وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعَقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ فَقَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ، قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِاَوْشَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَاَکْثَرُ ظَنِّیْ اَنَّه' قَالَ: شَهَادَةُ الزُّوْرِ.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۹۷۷)	جلد۴	صفحہ۱۸۹۴
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۲۲۷۶)	جلد۱۰	صفحہ۳۲۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۸۸)	جلد۱	صفحہ۱۲۷

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا یا حضور سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ کے ساتھ شرک کرنا

کسی کو قتل کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

پھر حضور نے فرمایا کیا میں تمہیں اکبرالکبائر (کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ) کی خبر نہ دوں فرمایا جھوٹی بات یا جھوٹی گوائی

حضرت شعبہ روای حدیث نے فرمایا میرا ظن غالب ہے کہ حضور نے جھوٹی گواہی فرمایا ہے۔

حَـدَّثَـنِـىْ اِسْحٰقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِىُّ، عَنِ الْجَرِيْرِعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ

عَـنْ اَبِيْـهِ رَضِـىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلَاُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ثَلاثًا اَلاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعَقُوْقُ الْـوَالِـدَيْـنِ، وَكَـانَ مُتَّـكِاً فَجَلَسَ فَقَالَ اَلاوَقَوْلُ الزُّوْرِ اَوْشَهَادَةُ الزُّوْرِ اَلاوَقَوْلَ الزُّوْرِ شَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَازَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لايَسْكُتُ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اکبر الکبائر کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ضرور خبر دیجئے

شرح السنۃ (للبغوی) رقم الحدیث (۴۳) جلد ۱ صفحہ ۸۳
قال البغوی: ھذا حدیث متفق علی صحتہ
سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۹۰۸) جلد ۳ صفحہ ۳۶۰
قال الترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح
صحیح سنن الترمذی رقم الحدیث (۱۹۰۱) جلد ۲ صفحہ ۳۴۱
قال الالبانی: صحیح

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا

والدین کی نافرمانی کرنا

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو فرمایا خبر دار اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی خبر دار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی حضور لگا تار یہ فرماتے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ حضور اب سکوت نہیں فرمائیں گے۔

-☆-

اس حدیث پاک میں حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین گناہان کبیرہ کا ذکر فرمایا۔ انہیں کبائر نہیں بلکہ اکبر الکبائیر قرار دیا۔

اَلاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ:

سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ مشرک کیلئے بخشش نہیں ہے باقی کبائر تو کبائر ہیں کفر نہیں ان سے انسان ایمان سے خارج نہیں ہوتا لیکن شرک ایسا کبیرہ ہے جس کے سبب انسان کافر قرار پایا ہے بلکہ کفر کی بدترین صورت شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ [1]

بیشک اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور معاف فرما دیتا ہے اس سے کم جسے چاہے۔

کسی کو الہ ماننا شرک ہے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ مستقل بالذات واجب الوجود اور غیر محتاج ہے اسی طرح کسی غیر کو مستقل بالذات واجب الوجود اور غیر محتاج ماننا شرک کہلاتا ہے۔

---

(۱) النساء ۴/۴۸

الحمد للہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت سے ہر کلمہ پڑھنے والا صوم وصلاۃ کا پابند شرک کے داغ سے داغدار نہیں کیونکہ اہل ایمان کسی غیر خدا کو یہ مرتبہ دینے کیلئے تیار نہیں کیونکہ مستقل بالذات اللہ تعالیٰ ہے اس کے علاوہ جو بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہے ہر مخلوق کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود ہے اور اہل ایمان شرک کی آلودگی سے پاک ہیں کیونکہ انکا ایمان ہے کہ جب کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ تھا۔ اللہ کے پیدا کرنے سے باقی مخلوق کا وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں باقی ہر ایک اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے جس کو جو ملا جتنا ملا سب اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔

اہل ایمان مخلوق میں سب سے زیادہ محبت اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہیں لیکن اس محبت میں بھی عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح غلو نہیں کرتے نہ ابن اللہ کہتے ہیں اور اللہ کا کوئی حصہ کہتے ہیں بلکہ ہر سال اللہ کے پیارے حبیب کا یوم میلاد بڑی دھوم دھام سے منا کر یہ اعلان کرتے ہیں جو آمنہ طیبہ وطاہرہ کے گھر پیدا ہوا اور جو حضرت عبداللہ کا نور نظر ہو وہ اور تو سب کچھ ہو سکتا ہے الٰہ نہیں ہو سکتا۔

کوئی بھی مسلمان شرک جیسے قبیح وصف سے متصف نہیں ہو سکتا اس سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ملاحظہ ہو۔ یاد رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات جھٹلانے والا اور اس کی صداقت پر ایمان نہ لانے والا شاید اور تو سب کچھ ہو سکے مومن اور مسلمان نہیں ہو سکتا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِىْ يَزِيْدُ بْنُ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْماً فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهٗ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّىْ فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَاشَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِىَ الْاٰنَ وَاِنِّىْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاللّٰهِ مَااَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِىْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْافِيْهَا.

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۳۴۴)	جلد۱	صفحہ۳۹۹
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۵۹۶)	جلد۳	صفحہ۱۱۱۰
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۳	صفحہ۱۲۴۵
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد۴	صفحہ۲۰۵۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷۲۷۷)	جلد۱۳	صفحہ۳۴۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۳۸۲۳)	جلد۱۴	صفحہ۴۰
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۲۹۶)	جلد۴	صفحہ۳۷۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۰۸۵)	جلد۷	صفحہ۳۷۷
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۵۹۰)	جلد۱۱	صفحہ۴۶۵

ترجمة الحديث:

حضرت عقبہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن نکلے اور شہداء احد کی صلاۃ الجنازہ ادا فرمائی پھر حضور منبر پر تشریف لائے تو حضور نے فرمایا: میں تمہارے لیے فرط (پیش رو) ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور اللہ کی قسم! میں اب اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں یا زمین کی چابیاں عطا کر دی گئیں اللہ کی قسم! مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں تم پر ڈرتا ہوں کہ دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھ جاؤ گے۔

-☆-

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث پاک میں اللہ کی قسم کھا کر یہاں بیان فرما رہے ہیں کہ میری امت شرک نہیں کرے گی۔

الحمد للہ رب العالمین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی اور آپ پر ایمان لانے والے کا دامن شرک کے داغ سے داغدار نہیں بلکہ عقیدہ توحید پر اس درجہ پختہ ہے کہ کوئی بھی کلمہ گو شرک نہیں کر سکتا۔

المعجم الکبیر (للطبرانی) رقم الحدیث (۷۶۷)	جلد ۱۷	صفحہ ۲۷۸
دلائل النبوۃ	جلد ۳	صفحہ ۳۰۷
جامع الاصول رقم الحدیث (۸۴۶۹)	جلد ۹	صفحہ ۴

عَقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ.

اھل لغت عقوق کا معنی ان الفاظ سے کرتے ہیں

اَلْعَقُوْقُ: ھُوَالْعِصْیَانُ وَالْاِسَاءَةُ وَالْاِیْذَاءُ. (۱)

عقوق نافرمانی کرنا، برائی کرنا اور ایذا پہنچانا کہلاتا ہے۔

والدین کی نافرمانی اور انکے شریعت اسلامیہ کے دائرے کے اندر احکامات کو نہ ماننا ان سے برائی سے پیش آنا ہر ایسا کام کرنا یا ان سے دوران گفتگو ایسا لہجہ اختیار کرنا جس سے سننے والے کو احساس ہو کہ یہ بات ماں باپ کے حق میں نامناسب اور غیر موزوں اور برائی کے زمرے میں آتی ہے یہ سب کچھ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح ان کو اذیت دینا انہیں تکلیف پہنچانا اور انہیں دکھ دینا سب کچھ گناہ کبیرہ ہے۔ تکلیف دینے سے مراد جسمانی تکلیف ہی نہیں بلکہ زبان سے تکلیف دینا بھی ہے ان سے ایسی بات کرنا جس سے ان کا دل رنجیدہ ہو انہیں دکھ پہنچے یا کسی مجلس میں ان کے عزت و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے ان سے برتاؤ کرنا سب کا سب گناہ کبیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلم کو اس بدترین گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رکھے۔

اَلَاوَقَوْلَ الزُّوْرِ

خبردار غافل نہ رہنا کبیرہ گناہوں میں سے قولِ زور (جھوٹی بات) بھی ہے آج جھوٹ کو معمولی سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے وہ مسلم جس کی زبان کبھی ذکر الٰہی سے تروتازہ رہا کرتی تھی اس کے جسم سے ذکر الٰہی کے سوتے پھوٹا کرتے تھے

---

(۱) تعلیق التھذیب ۴۲۷

زبانِ قلب وقالب ذکرالٰہی کی مے سے سرشار رہا کرتی تھی آج وہی مسلم اللہ کے ذکر سے غافل ہے اسے شعور ہی نہیں کہ اللہ کے ذکر کا کیف کیا ہے۔ اسے احساس ہی نہیں کہ وحدہ لاشریک کی یاد کا مزہ کیا ہے؟ اب وہ ہر وقت ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا ذریعہ بنتے ہیں اور اسے شعور ہی نہیں کہ یہ باتیں اسے جہنم کی طرف لے جا رہی ہیں اور اسے احساس تک نہیں کہ وہ لحہ بہ لحہ رحمان جل جلالہ سے دور ہو کر شیطان کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔

جھوٹی بات کرنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ جھوٹی گفتگو کرنا رب رحمان کو ناراض کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل انور رنجیدہ کرنا ہے۔ زیرنظر حدیث پاک کے جملے بڑے اہم ہیں۔

كَانَ مُتَّكِاً فَجَلَسَ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے کہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ دیگر کبائر کا ذکر کیا تو ٹیک لگائے تکیہ پر تشریف فرما تھے لیکن جب جھوٹ کا ذکر کرنے لگے بالکل سیدھے ہو گئے آپ کا حالت بدلنا اس فعل قبیح پر مرتب ہونے والی سزا کے ہولناک ہونے کا اظہار ہے۔

حدیث پاک ملاحظہ ہو

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّہٗ مَعَ الْبِرِّ وَھُمَا فِی الْجَنَّۃِ وَاِیَّاکُمْ وَالْکَذِبَ فَاِنَّہٗ مَعَ الْفُجُورِ وَھُمَا فِی النَّارِ.

سنن ابن ماجہ (۱) رقم الحدیث (۳۸۴۹) جلد ۴ صفحہ ۳۱۲

قال محمود محمد محمود: الحدیث صحیح

سنن ابن ماجہ (۲) رقم الحدیث (۳۸۴۹) جلد ۵ صفحہ ۳۶۷

قال بشار عواد معروف: اسنادہ صحیح

صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۹۱۷)	جلد۳	صفحہ ۲۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۲۴)		صفحہ ۱۸۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۷۲۴)		صفحہ ۲۶۸
المسند الحمیدی	رقم الحدیث (۷)	جلد۱	صفحہ ۵
المسند ابی الیعلی الموصلی/رقم الحدیث (۱۲۲)		جلد۱	صفحہ ۱۱۲
قال حسین سلیم اسد:	إسنادہ صحیح		
المسند ابی الیعلی الموصلی/رقم الحدیث (۱۲۳)		جلد۱	صفحہ ۱۱۳
قال حسین سلیم اسد:	إسنادہ صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی			صفحہ ۳
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۸۸۳)		صفحہ ۵۰۲
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۵۷۳۴)	جلد۱	صفحہ ۴۳
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۹۵۲)	جلد۳	صفحہ ۲۳۲
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ قوی		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۵)	جلد۱	صفحہ ۱۶۸
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۳۴)	جلد۱	صفحہ ۱۸۲
قال احمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۷)	جلد۱	صفحہ ۱۷۵
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		
المسند الجامع	رقم الحدیث (۷۱۲۵)	جلد۹	صفحہ ۶۳۶

ترجمة الحديث:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

صدق کولازم پکڑو یہ البر (نیکی و بھلائی) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ فجور (اللہ کی نافرمانی ومعصیت) کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں ہیں۔

صدق کا یارانہ بر کے ساتھ ہے دوست دوست کے ساتھ ہوا کرتا ہے یعنی سچا وصادق نیکی کے ساتھ ہے وہ گویا ہر وقت نیکیاں کر رہا ہے اور اسکے اعمال نامہ میں مسلسل نیکیوں کا اضافہ ہو رہا ہے نیکی وصدق دونوں جنت کے راہی ہیں بلکہ جنت کے باسی ہیں اور سچا آدمی بھی جنتی ہے اس کے برخلاف جھوٹ اور فجور کا یارانہ ہے انکی آشنائی ہم جنس کی آشنائی ہے یہ ایک دوسرے سے جدانہیں ہوتے گویا جھوٹ بولنے والا نافرمانیاں کرتا جاتا ہے اور اسکے نامہ اعمال میں مسلسل گناہوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور جھوٹ اور گناہ دونوں کا وطن جہنم ہے اس لیے لامحالہ جھوٹ بولنے والا بھی جہنمی ہے۔

العیاذ باللہ من ذالک۔

—☆—

عَنْ طَيْسَلَةَ بْنِ مَيَّاسٍ قَالَ

كُنْتُ مَعَ النَّجَدَاتِ فَأَصَبْتُ ذُنُوباً لاَ أَرَاهَا اِلاَّ مِنَ الْكَبَائِرِ. فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَاهِيَ؟ قُلْتُ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَتْ هٰذِهٖ مِنَ الْكَبَائِرِ هُنَّ تِسْعٌ":

اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ نَسَمَةٍ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالْحَاد" فِي الْمَسْجِدِ وَالَّذِيْ يَسْتَسْخِرُ وَبُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ قَالَ لِيَ ابْنُ عُمَرَ اَتَفْرَقُ مِنَ النَّارِ وَتُحِبُّ اَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟ قُلْتَ اَيْ وَاللّٰهِ! قَالَ: اَحَيٌّ" وَالِدَاکَ قُلْتُ عِنْدِيْ اُمِّيْ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَوْ اَلَنْتَ لَهَا الْكَلَامَ اَطْعَمْتَهَا الطَّعَامَ لَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَا اجْتَنَبْتَ الْكَبَائِرَ.

ترجمة الحديث:

طیلسۃ بن مَیّاس فرماتے ہیں

میں نجدات کے ساتھ میں چند گناہوں میں مبتلا ہوا جن کے بارے میں میری رائے یہ تھی کہ یہ کبائر میں سے ہیں۔ تو میں نے اسکا ذکر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تو آپ نے فرمایا وہ کون سے گناہ ہیں میں نے عرض وہ ایسے ایسے گناہ ہیں آپ نے فرمایا یہ گناہ کبائر سے نہیں ہیں۔

کبائر نو ہیں

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا

جان کا قتل کرنا

الادب المفرد رقم الحدیث (۸) صفحہ ۱۲

صحیح الادب المفرد رقم الحدیث (۸) صفحہ ۳۵

قال الالبانی: صحیح

السنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث (۶۷۲۴) جلد ۳ صفحہ ۵۷۳

جہاد سے بھاگ جانا

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا

ربا (سود) کھانا

یتیم کا مال کھانا

مسجد میں بے دینی کرنا

جو کسی کا تمسخر اڑاتا ہے

نافرمانی کے سبب والدین کو رلانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم آگ کے عذاب سے ڈرتے ہو اور چاہتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی ہاں اللہ کی قسم! تو آپ نے فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں تو میں نے کہا میرے پاس میری ماں ہے تو آپ نے فرمایا اگر تو اپنی ماں سے نرمی سے بات کرے اور اسے کھانا کھلائے تو ضرور جنت میں داخل ہو گا تاوقتیکہ تو کبائر سے اجتناب کرتا رہے۔

-☆-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نو کبائر ذکر فرمائے ہیں:

۱۔ **الاشراک باللّٰہ**

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جس خالق و مالک نے پیدا فرمایا جس نے روح کو اس کے جسم سے جوڑا جو رحم مادر میں تھا تو اس وقت بھی اسے زندہ رکھا بچپن میں جب ہزار آفات منہ کھولے نگلنے کیلئے تیار ہوں جس نے اس وقت بھی اس کی حفاظت

کی اب جب انسان بڑا ہوا اسے عقل وشعور کی دولت عطا ہوئی تو اپنے ہی خالق و مالک کا کسی کو شریک ٹھہرا دیا۔ اس جیسا کسی کو بنا لیا بتوں کی پرستش شروع کر دی جو خود بے جان لکڑی یا پتھر ہے جو کسی سنگ تراش کا مرھون منت ہے اسے اللہ کے مقابل لا کھڑا کرنا یقیناً اکبر الکبائر ہے ایسے احسان فراموش کیلئے نجات کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور مشرک کی بخشش کسی صورت بھی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ قتل نسمة

کسی جان کو قتل کرنا

کسی کو جان سے مار دینا بہت بڑا جرم ہے۔ اس فعل شنیع کے اثرات بہت دیر تک رہتے ہیں اور بسا اوقات کسی ایک کے ارتکاب سے کئی کئی خاندان نیست و نابود ہو جاتے ہیں قتل اور جواب قتل کا سلسلہ یوں دراز ہوتا ہے کہ مسلسل کئی سال جنگ وجدال کی نذر ہو جاتے ہیں انسان کو ناحق قتل کرنے کی کبھی بھی اجازت نہیں ملی اور ایسا قاتل صرف ایک خاندان ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا مجرم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاًوَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَاالنَّاسَ جَمِيْعاً.

جس نے کسی ایک جان کو بغیر بدلہ جان قتل کیا یا فساد کی نیت سے قتل کیا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو بچایا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔

گویا ایک انسان قتل پوری انسانیت کا قتل ہے اور یہ قاتل ایک انسان کا ہی نہیں بلکہ

پوری انسانیت کا مجرم ہے۔

۳. اَلْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ

میدان جنگ سے بھاگ جانا

اِعلاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد جاری ہو اھل اسلام پوری قوت کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے برسرپیکار ہوں تو اس وقت جہاد سے بھاگ جانا بڑا گھناونا جرم ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے بھاگنے سے دوسرے بھی دیکھا دیکھی بھاگنا شروع کر دیتے ہیں جس سے فوج میں بد دلی پھیلتی ہے اور اسکا بے جگری سے لڑنا موقوف ہو جاتا ہے اس لیے اسے کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

ویسے بھی زندگی و موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے وہ وقت چاہے میدان جنگ میں پورا ہو یا بستر پر موت وقت مقرر پر آ جانی ہے تو وہ کتنا خوش قسمت ہے جسکا وقت اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے میدان جہاد میں پورا ہو۔

اللہ ہم سب کو دین کی تفہیم کی توفیق عطا فرمائے۔

۴. قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ

پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔

اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاشرہ میں جو عورت کو عزت و تکریم دی ہے وہ کہیں اور نظر نہیں آتی۔ جو عورت حیا کی پیکر ہو اس کا دامن کسی بھی قسم کی الائش سے پاک ہو اور وہ عفت و عصمت کی خوبی سے مالا مال ہو ایسی کریم النفس عورت پر تہمت لگانا کہاں کا انصاف ہے ایسے تہمت لگانے والے کو شریعت اسلامیہ میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا

جاتا یہ دین حق عورت کی عزت کا محافظ ہے اور کوئی اٹھ کر اس صنف نازک کی عزت کو داغدار کرنا چاہے تو شریعت ایسے آدمی کو معاف نہیں کرتی بلکہ اسے کبیرہ کا مرتکب گردانتی ہے اور اس پر حد جاری کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جلال بھرا ارشاد ملاحظہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ.[1]

بے شک جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن انجان اور مومن عورتوں پر ان پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور ان کیلئے عذاب عظیم ہے۔

۵. اکل الربا

سود کھانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا وَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ.[2]

وہ لوگ جو ربوا (سود) کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوسکیں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ کہا کرتے تھے ربیع

(۱) سورۃ نور: ۲۴/۲۳

(۲) البقرہ ۲/۲۷۵

(خرید وفروخت) بھی سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع (خرید وفروخت) کو حلال قرار دیا ہے اور ربوا (سود) کو حرام قرار دیا ہے پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی وہ (ربوا سے) رک گیا تو جائز ہے اس کیلئے جو گزر چکا اور اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اور جو ربوا (سود) کی طرف دوبارہ لوٹ آیا یہ وہ بدنصیب ہیں جو آگ والے ہیں اور اس آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

۶. اکل مال الیتیم

یتیم کا مال کھانا

یتیم کا مال کھانے والے افراد کو قرآن کریم میں یوں یاد کیا گیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا.[1]

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں تو وہ اپنے اپنے پیٹ میں آگ کھا رہے ہیں اور عنقریب انہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

یتیم کا مال کھانے والا یہ سمجھے کہ مجھے کوئی دیکھ نہیں رہا ہے اور یہ بچے کمزور ہیں ان کا سرپرست کوئی نہیں میں جو من مانی چاہوں کروں مجھے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں یہ اسکی خام خیالی ہے۔ اللہ جو سب سے بڑا اور زبردست حاکم ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اسکی پکڑ بڑی سخت ہے وہ ایسا کرنے والے کو جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں کے سپرد کرے گا۔

---

(۱) النساء: ۴/۱۰

۷. "اِلْحَاد" فِی الْمَسْجِد:

مساجد کو بیوت اللہ، اللہ کے گھر کہا جاتا ہے۔ ان کو پاک وصاف رکھنا اھل ایمان پر فرض ہے۔ یہ مسجدیں اس لیے ہیں کہ ان میں صلاۃ باجماعت ادا کیجائے۔ ذکر کی مجلسیں منعقد کی جائیں قرآن کریم کے درس وتدریس کا انتظام کیا جائے تلاوت قرآن کریم سے اسکی رونق کو دوبالا کیا جائے اس کی آبادکاری ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الآخِرِ

بیشک مساجد کو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر (قیامت) پر ایمان لاتے ہیں۔ مسجدیں اس لیے ہیں کہ انسان جب بازار کی رونقوں میں کھو کر اپنے اللہ کو بھول جاتا ہے تو وہ مسجد کا رخ کرے تا کہ اس کا اللہ سے ٹوٹا ہوا رشتہ دوبارہ بحال ہو جائے۔ مسجد سے باہر کی دنیا میں انسان فسق وفجور میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا باطن ظلمات میں گھر جاتا ہے وہ دوبارہ مسجد کا رخ کرے تا کہ اس کے باطن سے فسق وفجور کی تاریکیاں چھٹ جائیں اور نہاں خانۂ دل عبادت کے انوار سے چمک اٹھے۔

جو آدمی مسجد کی آبادکاری کے خلاف اس کی بے آبادی کی تگ ودو کرے اور اس مین بے دینی کو فروغ دینے کی کوشش کرے وہ یقیناً کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے ایسے آدمی کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے ابھی در توبہ کھلا ہے فوراً اللہ ذوالجلال کی بارگاہ میں رجوع کرنا چاہیئے اپنے کیے پر ندامت کرنی چاہیئے تا کہ اس کی رحمتیں واپس آ کر اسے اپنے آغوش میں لیں اگر وہ توبہ نہ کرے بلکہ اپنے عمل پر اترانا شروع کرے تو اسکے ایمان کے رخصت ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی۔

يَامُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ.

۸۔ الذی يَسْتَسْخِرُ:

ٹھٹھااور مذاق کرنے والاکسی بھی معاشرے میں محمود نہیں ہوا کرتا۔استہزاءایک انسان کیلئے بدنما داغ ہے یہ وہ قبیح وصف ہے جوانسان کیلئے کسی طور بھی مناسب نہیں کسی عزت دار کا استہزاکسی صاحب علم سے مذاق کسی پابند صوم صلاۃ سے ٹھٹھا شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس فعل بد سے ہرایک کو محفوظ فرمائے۔

۹۔ نافرمانی کے سبب والدین کورلانا

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخٍ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ

رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ

مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو اس آدمی کا ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو) عرض کی گئی کون؟ یارسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا ان میں سے ایک کو یا دونوں کو تو ان سے حسن سلوک کے سبب اور انکی خدمت کر کے جنت داخل ہوا۔

-☆-

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۵۵۱) جلد صفحہ ۱۳۸

وہ مسلم بڑا خوش بخت ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں اس فضائے نیلگوں نے ایسے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ جن سے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے اور پھر خوشی کے عالم میں انہیں دعاؤں سے نوازا۔

دوسری طرف وہ آدمی کتنا بد بخت ہے کہ جس سے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں ناراض ہی نہیں بلکہ اس کیلئے دعائے قہر وجلال فرمائیں ان افراد میں سے جن پر اللہ کے محبوب ناراض ہیں ایک وہ آدمی ہے جس نے اپنے والدین کو دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا تو ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا کیونکہ ماں باپ کی خدمت سے اور انکی دلجوئی سے اللہ رب العالمین راضی ہوتا ہے اور ماں باپ اپنی اولاد سے خوش ہی رہا کرتے ہیں ہاں اس کے نصیب کس درجہ پست ہیں جس کے ماں باپ اس سے راضی نہیں اور جس سے اس کے ماں باپ راضی نہیں اس سے اس کا خالق و مالک بھی راضی نہیں اور جس سے اللہ ناراض ہو اس آدمی کے ذلیل و رسوا ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

دعاءالوالدین

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ واٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلاثُ دَعواتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لاشَكَّ فِيْهِنَّ؟ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ.

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۳۸۶۲)	جلد۴	صفحہ۳۲۰
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث(۳۹۳۱)	جلد۳	صفحہ۲۶۲
قال الالبانی:	حسن		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ / رقم الحدیث(۵۹۶)		جلد۲	صفحہ۱۴۵
الادب المفرد	رقم الحدیث(۳۲)		صفحہ۱۹
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۳۲)		صفحہ۴۳
قال الالبانی:	حسن		
الادب المفرد	رقم الحدیث(۴۸۱)		صفحہ۱۲۷
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث(۴۸۱)		صفحہ۱۸۱
قال الالبانی:	صحیح		
ابی داوٗد الطیالسی	رقم الحدیث(۲۵۷۱)		صفحہ۳۲۹
مسند الامام احمد	رقم الحدیث(۷۵۰۱)	جلد۷	صفحہ۲۹۹
قال احمد محمد شاکر:	إسنادہ صحیح		

مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۸۵۶۴)	جلد ۸	صفحہ ۳۵۵
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۱۴۹)	جلد ۹	صفحہ ۴۱۴
قال حمزہ احمد الزین:	إسنادہ حسن		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۵۶)	جلد ۹	صفحہ ۵۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	إسنادہ صحیح		
مسند الامام احمد	رقم الحدیث (۱۰۷۱۷)	جلد ۹	صفحہ ۵۶۲
قال حمزہ احمد الزین:	إسنادہ صحیح		
سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۸۰
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۱۵۳۶)	جلد ۱	صفحہ ۴۲۰
قال الالبانی:	حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۶۲
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۹۰۵)	جلد ۲	صفحہ ۳۴۴
قال الالبانی:	حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۶۹۹)	جلد ۶	صفحہ ۴۱۶
قال شعیب الارنوٗوط:	حدیث حسن		
شعب الایمان	رقم الحدیث (۷۴۶۲)	جلد ۶	صفحہ ۴۸
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۳۹۲)	جلد ۳	صفحہ ۴۸۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۸۷۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۳۲
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۳۹۴)	جلد ۵	صفحہ ۱۹۵

ترجمة الحديث:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تین دعائیں مستجاب ہیں ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں

۱۔ مظلوم کی دعا

۲۔ مسافر کی دعا

۳۔ باپ کی دعا اپنے بیٹے پر

درج بالا حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے تین افراد کی دعائیں قبول ہیں وہ رد نہیں جاتیں اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر ایک دعا سنتا ہے اور اس کی شانِ رحیمی ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتی ہے لیکن ان تین افراد کی دعا بلا شک وشبہ قبول ومنظور ہے۔

دعوة المظلوم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دھرتی کو ظلم اور ناانصافی سے بچانے کیلئے مختلف مواقع پر واضح تعلیمات سے نوازا۔ مظلوم کی مدد واعانت کا درس دیا اور ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھنے کیلئے طاقت کے استعمال کی بھی تلقین فرمائی۔ مظلوم پر ظلم کسی طور بھی درست نہیں مظلوم کی آہ میں بڑا اثر ہوتا ہے کہتے ہیں کہ مظلوم کی آہ جب اوپر جاتی ہے تو درمیان کے تمام پردے ختم ہو جاتے ہیں اس کی دعائے قہر سے بچنا چاہیئے۔ مظلوم کی زبان سے نکلے ہوئے دعا کے کلمات صرف دعا کے کلمات ہی نہیں ہوتے بلکہ تقدیر الٰہی کے تیر ہوا کرتے ہیں اور انکی زد میں آیا ہوا کوئی بھی محفوظ نہیں رہتا۔

دعوۃ المسافر

مسافر اپنے اہل وعیال اور اقارب سے حالت سفر میں دور ہوتا ہے۔ سفر کی کلفتیں اس کے نفس کے غرور کو خاک میں ملاتی ہیں دورانِ سفر اسکے نفس کی انانیت کافی حد تک کم ہو چکی ہوتی ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ جب ایک مومن حالتِ سفر میں ہو اپنے اہل وعیال کسے دور ہو اور کوئی عزیز ورشتہ دار بھی نزدیک نہ ہو اس دوران اگر کوئی تنگی یا تکلیف آ جائے تو وہ دل کی گہرائیوں سے اپنے خالق و مالک کو یاد کرتا ہے اور ٹوٹے ہوئے دل سے جو اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ اللہ کے لطف وکرم کو اپنے نزدیک پاتا ہے اور یہی چیز اس کی دعا کی قبولیت کا سبب بنتی ہے۔ حالت سفر میں اگر کوئی اسے تنگ کرے تو مدد واعانت کیلئے اس کے پاس اس کے رشتہ دار اولاد اور بھائی وغیرہ نہیں ہیں اور جب وہ اس ذات کو یاد کرتا ہے جو رگِ جاں سے زیادہ نزدیک ہے تو اس کی دعا فوراً قبول کر لی جاتی ہے۔

دَعْوَۃُ الْوَالِدِعَلَی الْوَلَد

باپ کے اپنے بیٹے پر احسانات ہوا کرتے ہیں اور بڑی تنگی وعسرت کے وقت بھی اس کی پرورش کرتا ہے وہ اپنے اولاد کی بہتری کیلئے دن رات ایک کر دیا کرتا ہے اپنے آرام اور صحت تک کی پرواہ نہیں کرتا اور سب کچھ اولاد کو سنوارنے اسکا مستقبل بنانے کیلئے کرتا ہے جب زمانہ کروٹ لے باپ اولاد کی خدمت کا محتاج ہو اور اسے اس کی محنت کے ثمر ملنے کا موقع ہو بڑھاپے آ چکا ہو جس کیلئے ساری جوانی سلگا دی اب وہی اولاد باپ کی نافرمان ہو جائے اسے سخت سست کہنے لگے اسکے احکامات کو ماننے سے انکار کر دے بلکہ اس کا دل رنجیدہ کرنے لگے وہ باپ جو سراپا شفقت ہے۔

اپنی اولاد کیلئے ایک نرم دل رکھتا ہے اسے اتنا دکھی کر دیا جائے کہ وہ دل کی زبان سے ایسی نا خلف اولاد کیلئے دعائے قہر وجلال کر دے تو سن لیجئے اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

مظلوم کی دعا قبول ہونے میں شک نہیں تو اس باپ سے بڑھ کر کون مظلوم ہوگا جس کی اولاد اس پر ظلم ڈھائے جب باپ سے کی عزت کے محافظ ہی اس کی قبائے عزت وکرامت کو تار تار کرنے کے در پے ہو تو پھر اس سے بڑھ کر مظلوم کون ہوگا۔

مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ وطن اور اعزہ واقارب سے دور ہوتا ہے۔ تو اس باپ کی کیفیت کیا ہوگی وطن میں ہوتے ہوئے اپنی اولاد کے ہاتھوں بے وطن ہو جائے بڑھاپے میں اولاد ہی سہارا ہوا کرتی ہے اگر اولاد دشمن بن جائے تو باپ کے سارے ارمان ختم ہو جاتے ہیں تو پھر وہ بھی اللہ ذوالجلال والاکرام کے قریب بہت قریب ہوا کرتا ہے۔ اس وقت باپ کی دعائے قہر وجلال سے بچنا چاہیئے کیونکہ دعا ہر پردہ کو چیر کر حریم قدس تک رسائی حاصل کرتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِيْ اِمْرَاَةٌ وَكُنْتُ اُحِبُّهَا وَكَانَ يَكْرَهُهَا! فَقَالَ لِيْ: طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَاَتٰى عَمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ "طَلِّقْهَا".

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۸)	جلد۲	صفحہ۷۵۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۵۱۳۸)	جلد۳	صفحہ۲۶۲
قال الالبانی:	صحیح		
مسند ابی داؤد الطیالسی	رقم الحدیث (۱۸۲۲)		صفحہ۲۵۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۶۵۸)	جلد۳	صفحہ۲۸۶
قال المحقق:	صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

میرے تحت ایک عورت تھی اور میں سے محبت کرتا تھا اور (میرے والد گرامی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اسے طلاق دے دو! تو میں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ''اسے طلاق دے دو''

صحیح الترغیب والترھیب/رقم الحدیث (۲۴۸۷)		جلد۲	صفحہ۶۵۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۲۷)	جلد۲	صفحہ۱۷۰
قال شعیب الارنؤط:	إسنادہ صحیح		
السنۃ الکبریٰ	رقم الحدیث (۱۴۸۹۳)	جلد۷	صفحہ۵۲۷
المستدرک (للحاکم)		جلد۲	صفحہ۱۹۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۲	صفحہ۱۹۷
قال الذھبی:	علیٰ شرط مسلم وبخاری		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۶۷۰۱)	جلد۵	صفحہ۳۳۹
شعب الایمان (للبیہقی)/رقم الحدیث (۷۸۴۹)		جلد۶	صفحہ۱۸۳

انسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کے عیوب نظر نہیں آتے بلکہ اس کے عیب بھی خوبی دکھائی دیتے ہیں یہ ایک عمومی قاعدہ ہے انسان جب کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو کبھی اس کی محبت میں اس درجہ ہو جاتی ہے کہ اس کے عیوب بھی دکھائی نہیں دیتے لیکن اس کا یہ مفہوم نہیں کہ وہ عیوب گھر کے بزرگوں سے بھی مخفی رہ جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ظاہر ہے نکاح سے محبت پروان چڑھتی ہے اس محبت میں اس کی شاید کوئی خامی آپ کو دکھائی نہ دی، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہو تھی آپ اس کی حرکات وسکنات سے واقف تھے تو آپ نے اسے اپنے گھر ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے بیٹے سے فرمادیا بیٹا! اسے طلاق دے دو۔

شاید آپ نے پردہ پوشی کرتے ہوئے اس کے عیوب سے مطلع نہیں فرمایا اس کیلئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اسے طلاق دینے سے ہچکچاتے رہے یہاں تک کہ معاملہ حضور سیدالعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کہ اسے طلاق دے دے اس سے یہ بھی درس دینا تھا کہ ایک بیٹے کو اپنا باپ کو مطیع وفرمانبردار ہونا خصوصاً اس باپ کا جس کا تقویٰ وطہارت مسلم ہو اور اسکی پارسائی اور بے نفسی عیاں ہو اور وہ ذاتی عداوت کی بنا پر ایسا نہ کر رہا ہو۔

صبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنْ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ .

یَااَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَارِجَالاً کَثِیْراً وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْباً .

یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْداً ، یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً .

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْاَجْمَلِ وَنَبِیِّکَ الْاَکْرَمِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ وَحَامِلِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَصَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ سَیِّدِنَا وَمَوْلانَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ بُدُوْرِ الدُّجٰی وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ

الْھُدٰی وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۔

حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف النووی الدمشقی المتوفی ۶۷۶ھ کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ کی شہرہ آفاق کتاب ریاض الصالحین ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔ یہ احادیث مبارکہ کا ایک نہایت پیارا مجموعہ ہے جس کے" باب الصبر "کا ترجمہ وتوضیح پیش خدمت ہے۔

یہ ترجمہ وتوضیح حضور فقیہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے افادات کا مجموعہ ہے۔ اس میں جو کمال وخوبی ہے وہ حضور فقیہ عصر زید مجدہ کی وجہ ہے اور اس میں جو کمی وکجی ونقص ہے وہ میری تحریر میں اور میری کم علمی کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صدقے حسنات کو قبول فرمائے اور سیئات سے درگزر فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَشَرِّفْنَا بِخِدْمَةِ الدِّیْنِ الْحَنِیْفِ وَامْلَاْصُدُوْرَنَابِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّةِ وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَابِذِکْرِکَ الْجَمِیْلِ ۔

محمد کریم سلطانی

باب الصبر

قال اللّٰہ تعالٰی :یاَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُ وْاوَصَابِرُوْا.[۱]

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَراتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ.[۲]

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِحِسَابٍ.[۳]

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَاِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْر.[۴]

وَقَالَ تَعَالٰی : اِسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن.[۴]

وَقَالَ تَعَالٰی :وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجَاھِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصَّابِرِیْنَ[۵]

وَالْاٰیاتُ فِی الْاَمْرِ بِالصَّبْرِ وَبَیَانِ فَضْلِہٖ کَثِیْرۃ" مَعْرُوْفَۃ"

---

(۱)سورۃ آل عمران-الآیۃ۲۰۰

(۲)البقرۃ-الآیۃ۱۵۵

(۳)سورۃالزمر-الآیۃ۱۰

(۳)سورۃالشوری-الآیۃ۴۳

(۴)سورۃالبقرہ-الآیۃ۱۵۳

(۵)سورۃمحمد-الآیۃ۳۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَاَكْمَلُ التَّسْلِيْمِ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

صبر کا معنی ہے روکنا۔

نفس انسانی کو ہر اس کام سے روکنا جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہو۔ صبر کہلاتا ہے۔

شریعت اسلامیہ نے ایک مومن وموحد پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اور ان کی فرمانبرداری کو حرز جاں بنائے یہ اطاعت، یہ فرمانبرداری نفس پر شاق گزرتی ہے۔ اس لئے نفس چاہتا ہے کہ میں آزادانہ رہوں مجھ پر کوئی پابندی نہ ہو نہ میں کسی کی اطاعت کروں اور نہ کسی کی فرمانبرداری میں آؤں۔

صبر نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام میں ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے انہیں بجالانا ہے۔ پانچوں وقت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا نفس پر بڑا بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی آزاد طبع کو روک کر اطاعت خدواندی کرنا اور بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہونا صبر کی اعلیٰ قسم ہے۔

نفس یہ چاہتا ہے کہ میں ہر وقت حیوانوں کی طرح چرتا رہوں۔ اسے روزے کی پابندی

گوارانہیں۔اہل ایمان پرلازم ہے کہ وہ ماہِ صیام میں نفس کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیں۔ بلکہ اسے روکیں کہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے وغیرہ سے احتراز کرے۔

نفس کو مال بڑا محبوب ہے وہ اپنا مال سنبھال کر رکھتا ہے۔اور کسی کو دینا اس پر نا گوار گزرتا ہے۔شریعت اسلامیہ نے زکوٰۃ فرض قرار دی ہے۔اب نفس کو قابو میں رکھ کر زکاۃ ادا کرنا صبر ہے۔پھر غرباء و مساکین کو مال دینا بہت بڑا اجر وثواب ہے نفس اس سلسلہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔اس نفس کو روک کر غرباء و مساکین کی خدمت کرنا صبر کہلاتا ہے۔

گھر سے نکلنا،سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا ان سلے کپڑے پہننا یہ تمام امور نفس کے لئے بڑے مشکل ہیں نفس اس کی ادائیگی کی جانب کم مائل ہوتا ہے اس لئے اللہ کا حکم بجالاتے ہوئے نفس کی خواہش کو پس پشت ڈالنا صبر ہے۔

کبھی خوشی کا موقع آئے نفس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور وہ خوشی میں حدودِ شرعیہ کو پامال کرنے ہر زور لگاتا ہے اس وقت نفس کو حدودِ شرعیہ کا پابند کرنا صبر کہلاتا ہے۔

غمی کا موقع آتا ہے نفس اس غم کو برداشت نہیں کرسکتا وہ چاہتا ہے کہ میں واویلا کر کے سر پر آسمان اٹھالوں میں آن و بکار کروں میں اپنا گریبان چاک کردوں اس صورت میں نفس کر قابو میں رکھنا اور اسے شرعی حدود سے تجاوز نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی آدمی طیش دلاتا ہے انسان کو گالی دیتا ہے اب نفس جب تک اسے دو چار گالیاں نہ دے لے اسے چین نہیں آتا اس وقت نفس کو روکنا اور اسے حد سے تجاوز نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

کبھی کوئی آدمی ایسی بات کر جاتا ہے کہ نفس مشتعل ہو جاتا ہے اور اس سے انتقام لینا

چاہتا ہے اس وقت اکثر نفس خونخوار بن جاتا ہے ایسے وقت نفس کو قابو میں رکھنا اس کے طیش کو ختم کرنا اسے آپے سے باہر نہ ہونے دینا صبر کہلاتا ہے۔

الغرض کوئی بھی موقع ہو نفس کو حدودِ شرعیہ کا پابند کرنا اور اسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں تجاوز نہ کرنے دینا صبر کہلاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی صدقے ہم سب کو صحیح صبر کی توفیق عطا فرمائے ار جادہ حق پر چلتے رہنے کی سعادت ارزانی فرمائے۔

صبر-نشانِ بندگی

قال اللّٰہ تعالٰی :یَااَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اصْبِرُ وْاوَصَابِرُوْا۔(۱)

یہ آیت کریمہ سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۲۰۰ ہے اور اس سورۃ مبارکہ کی آخری آیت ہے پوری آیت مع ترجمہ ملاحظہ ہو:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُو اللّٰہَ لَعَلَّکُم تُفلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو! صبر کرو اور دشمن اسلام کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور خدمتِ دین کیلئے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مکمل کامیابی حاصل کرلو۔

اللہ تعالٰی نے اہل ایمان کیلئے چار چیزوں پر مکمل کامیابی کو رکھا ہے گویا فلاح و کامرانی ایک عمارت ہے اور اس آیت کریمہ میں چار ستونوں پر استادہ کیا ہے۔

ا۔صبر:

نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام ڈالنا صبر کہلاتا ہے۔نفس کی سرکشی اور اس کے بدی کی طرف میلان کو ختم کرنا ہے۔یہ نفس جب بے لگام ہو جائے تو انسان ودنیوی واخروی ہلاکت کے گھڑے میں گرا دیتا ہے اس کے زور اور باطل کی طرف میلان کو ختم کرنا اعلی درج کا صبر ہے۔

(۱)سورۃ آل عمران-الآیۃ ۲۰۰

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نفس کی سرکشی سے محفوظ فرمائے اور اس کے نفس کو مطمئنہ کے وصف سے متصف فرمائے۔

۲. مصابرہ یعنی مصابرۃ الاعداء :

دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں ڈٹ جانا اور ان کے عزائم کے سامنے سدِ سکندری بن جانا مصابرہ کہلاتا ہے۔ دشمن اسلام ہر لحہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ دین رحمت سے اس کے ماننے والوں کو برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ میدان جہاد میں اہل اسلام پر تابڑ توڑ حملے کر کے انہیں پسپا کرنا چاہتے ہیں لیکن دین حق کے پیروکار اور اس کے میدان جنگ میں کبھی پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگتے وہ فولادی دیوار بن کر دشمن کے سامنے ڈٹ جاتے ہیں اور ان کی تمام چالوں کو بے مراد کر دیتے ہیں اور ان کے مقدر میں شکست و ہزیمت لکھ دیتے ہیں۔

اے اہل اسلام! یاد رہے دشمن اسلام جب میدانِ جنگ میں شکست کھاتا ہے تو اپنی ہزیمت مٹانے کے لئے علمی میدان میں کود پڑتا ہے لیکن اسے یہ یاد نہیں کہ مسلمانوں پر پہلی وحی کا پہلا نقطہ ہی اقــــراء (پڑھیے) ہے جس قوم کے پاس قرآن کریم علم و حکمت کا ناپیدا کنار سمندر جیسی کتاب ہو اور جس کے پاس معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی جواہر پارے، احادیث مبارکہ کی صورت میں موجود ہوں وہ علمی میدان میں کبھی شکست نہیں کھا سکتے۔

جس دین حق کی سنہری تاریخ میں کہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور کہیں امیر المؤمنین الحدیث حضرت امام بخاری ہوں کہیں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہوں تو کہیں محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوں ایسے دین کو کوئی علمی میدان میں پسپا نہیں کر سکتا۔

اے اہل اسلام! ہوشیار! یہ ابلیسی قوتیں جب عملی میدان میں شکست سے دوچار ہوتی ہیں ت پھر دین حق کے ماننے والوں سے انکی حیا چھیننا چاہتے ہیں اس عزم فاسد کے لئے وہ اپنی دولت اپنا سرمایہ بلکہ اپنی ہر چیز صرف کر دیتے ہیں تا کہ محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے حیائی کی دلدل میں یوں دھنستے جائیں کہ پھر ہم انہیں ہر میدان میں شکست دیتے چلے جائیں۔

اے محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں! اے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فدائیو! کہیں ان کے اس دام نہ پھنس جانا تمہارا دین فطرہ شبنم سے پاکیزہ تر ہے تمہارے اسلاف کا دامن ان معاصی کے داغوں سے بالکل مبرا ہے ان کی اجلی صورتیں اور ان کی روشن سیرتیں تمہارے لئے مشکل راہ ہیں اپنے آباو کے نقش قدم پر چلنا یقیناً یہ راستہ سلامتی کا راستہ ہے۔اس راہ کی زینت شرم دیا ہے اور یہ جادہ حق عفت وعصمت کی جادہ ہے۔اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کی جوان نسل کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ان کے ایمان ایقان کی حفاظت فرمائے۔

۳۔رباط:

حضور ضیاء الامۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلرِّبَاطُ حَمْلُ النَّفْسِ عَلَى النِّيَّةِ الْحَسَنَةِ وَالْجِسْمِ عَلٰى فِعْلِ الطَّاعَةِ وَمِنْ اَعْظَمِهِ ارْتِبَاطُ الْخَيْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَارْتِبَاطُ النَّفْسِ عَلَى الصَّلَاةِ [1]

(۱) ضیاء القرآن ۱/۳۰۹

رباط کا معنی ہے نفس کو نیت حسنہ پر آمادہ رکھنا اور جسم کو عبادت پر کار بند رکھنا اس کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کمت بستہ رہے اور گھوڑا تیار رکھے اور نفس کو نماز کا خوگر بنائے۔

وہ انسان بڑا سعید ہے جسے نیت حسنہ کی توفیق مل جائے جو اپنے ہر کام میں پہلے اپنی نیت کو درست رکھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اگر اس کا جسم عبادات پر کار بند ہے اطاعت خدا و رسول صلّی اللہ علیہ وسلم پر قائم دائم رہے تو یہ بات نور علی نور ہے اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو نیت حسنہ کے ساتھ عبادت کا ذوق وشوق اور سر بندگی جھکانے کی سعادت نصیب فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم۔

صابرین کو بشارت

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ۔[۱]

یہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۵۵ ہے یہ آیت کریمہ اور اس کے بعد والی دو آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِنْ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔

اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی چیز کیساتھ یعنی خوف، بھوک، اموال میں کمی، جانوں میں کمی اور پھلوں میں کمی سے اور بشارت دیجئے صبر کرنے والوں کو جنہیں جب پہنچتی ہے کوئی مصیبت تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (ہم اللہ کیلئے ہیں اور یقیناً ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے رب کی طرف سے نوازشات ہیں اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

---

(۱) البقرۃ - الآیۃ ۱۵۵

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جس طرح نعمتیں دیکر آزماتا ہے اس طرح کبھی کبھی نعمتیں لیکر آزماتا ہے جب کوئی اہل ایمان سے چھن جائے یہ واویلا تو نہیں کرتا یہ آپے سے باہر تو نہیں ہوتا کیا یہ صبر اختیار کرتا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کے مختلف رنگ ہیں۔

کبھی اہل ایمان کو خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہیاس سے یہ دیکھنا مقصود ہے کہ کیا ایمان والا حالت خوف سے دامن شریعت چھوڑ تو نہیں دیتا کیا اس حالت میں وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو پس پشت تو نہیں ڈالتا ہاں ہاں سچے مومن اس حالت میں بھی صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ کبھی بھوک میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اہل ایمان پر کئی کئی دن فاقے آتے ہیں کیا ایسی حالت میں وہ ناجائز ذرائع سے بھوک مٹانے کی کوشش تو نہیں کرتے ہاں سچا مومن فاقے پہ فاقے برداشت کر لیتا ہے لیکن غلط طریقے سے روزی کے حصول کا سوچتا بھی نہیں ہے۔

کبھی مال کی کمی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے پہلے مال کی فراوانی ہوتی ہے دلجمعی سے اہل ایمان عبادت کرتے ہیں خالق و مالک کے حضور سر بندگی جھکاتے ہیں اور اپنے من کی دنیا آباد کرتے ہیں لیکن اچانک ان پر مال کی کمی ہو جاتی ہے کاروبار مندے کا شکار ہو جاتا ہے یا کوئی آفت آتی ہے جس سے ان کے مال میں وہ پہلے والی فراوانی نہیں رہتی اس حالت میں مبتلا کر کے مقصود یہ دیکھنا ہے کہ کیا ایمان والا صبر کا دامن تو نہیں چھوڑ دیتا ہاں حقیقی مومن ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے در سے لو لگائے رکھتا ہے۔ وہ خوشحالی میں ہو یا تنگی میں وامارت میں ہو یا عسرت میں کسی بھی حالت میں اس کے ذوق بندگی میں فرق نہیں آیا کرتا اور وہ پہلے ہی کی طرح عبادت کا مزہ لیا کرتا ہے۔

کبھی جانوں میں کمی میں مبتلا کیا جاتا ہے ہنستا بستا گھر ہوتا ہے اچانک اہل ایمان کا نور نظر اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے اس عالم میں بھی ایمان والے اللہ کا در ترک نہیں کرتے اللہ ذوالجلال والاکرام کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔

کبھی پھلوں میں کمی آ جاتی ہے اس سے بھی ایمان والے کی حلاوت ایمان میں فرق نہیں آیا کرتا۔ بلکہ اسکا ذوق بندگی پہلے کی طرح برقرار رہتا ہے۔ اس کی مناجاتوں کا کیف اور اس کے طویل سجدوں کی لذت حسب سابق برقرار رہتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مال دیتا ہے اللہ جو چاہے وہ کرتا ہے بندہ کا کام صرف بندگی ہے اور بس اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو مصیبت کے وقت صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

بَشِّرِ الصَّابِرِیْن :

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ اہل ایمان جو صبر کے وصف سے متصف ہیں یعنی صابرین کو بشارت دیجئے انہیں خوشی کی خبر سنائے۔ خوشی کی خبر ویسے بھی پہنچ جائے وہ انسان کو خوش کر دیتی ہے۔ لیکن صبر کرنے والوں کے بختوں کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کو خوشی کی خبر من جانب اللہ آ رہی ہے اور خبر دینے والے خود حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیا صبر کے صلہ میں یہی ایک انعام کافی نہیں۔ حضور سید العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک مرتبہ خوش ہو جانا ہزار سالہ زندگی کی عبادت کے صلہ میں پھر بھی یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ سستا ہے اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے بڑھ کر ایک مومن کیلئے اور کوئی چیز اہم نہیں ہے۔

اہل ایمان کو جب کوئی مصیبت و تکلیف آئے کوئی پریشانی یا دکھ آئے تو ان کی زبانوں

پر ایک جملہ جاری ہوتا ہے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

بیشک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اس کی طرف ہم لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس جملہ میں وہ حقیقت ابدی کارفرما ہے جو اہل ایمان کے یقین کامل کا پتہ بتاتی ہے۔

صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے جمیع فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے وہ خوش نصیب ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نوازشات ہیں اور ان پر اللہ کی رحمت کی بارش برستی ہے اور وہ سدا اللہ کے کرم سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہی لوگ راہ جنت کے راہی ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کے مقدر میں ابدی نجات ہے۔

صابرین کو بے حساب اجر

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔[1]

اللہ تعالیٰ کے دینے اور نوازنے کے مختلف انداز ہیں کبھی تو وہ ایک نیکی پر دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ اَلْحَسَنَۃُ بَعَشَرِ اَمْثَالِھَا اس پر گواہ ہے۔

اور کبھی اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے اور کسی کو ان سے بھی دگنی عطا فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مَائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشَاءُ۔

مثال ان لوگوں کی جو فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ (اللہ کی راہ میں) خرج کرتے ہیں دانے کی مثال ہے جس نے سات خوشے اگائے اور ہر خوشہ میں سو دانہ ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے دو گنا کر دیتا ہے۔

لیکن صبر و رضا کا پیکر بننے والوں کی شان میں نرالی ہے جو افراد مصائب و آلام کے آتے وقت صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں خود آپے سے باہر نہیں ہوتے بلکہ حدود شرعیہ میں رہتے

(۱) سورۃ الزمر۔ الآیۃ ۱۰

ہیں اپنے افراد کو اللہ دیتا ہے ایسے خوش قسمت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نوازتا ہے لیکن ان کا صبر وثواب بے حساب ہے یعنی گنتی وشمار سے وراء ہے۔

اے اللہ! اے ذوالجلال والاکرام! اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں اپنی رضا کی دولت ارزانی فرما اور وصف صبر سے ہم سب کو متصف فرما۔

آمین یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔

صبر-عزم الامور سے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی :وَلِمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَاِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ.[1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بیشک یہ عزم الامور سے ہے۔

صبر ایک مومن کا وصف جمیل ہے اور قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی سعادت ہے جس کے بازوں میں قوت و طاقت ہو اور وہ کسی غلطی کرنے والے کی سزا بھی سے سکتا ہے اور یہ سزا اپنا اس معاشہ یں مزموم بھی نہ ہے اس کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی بات ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مرد مومن کو اللہ تعالیٰ نے وسیع کرم نوازیوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔

عزم الامور کسے کہتے ہیں اس سلسلہ میں حضور ضیاء الامۃ کی عبارت ملاحظہ ہو:

لفظ عزم کی تحقیق کرتے ہوئے علماء لغت نے لکھا ہے:

قال الليث مالمقد عليه قلبک من امر انک فاعله ۔ایسے کام پر جس کو تو کرنے والا ہے تیرے دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم کہلاتا ہے۔(لسان الدب)

---

(۱) سورۃ الشوری - الآیۃ ۴۳

علامہ جوھری لکھتے ہیں:

عَزَمْتُ عَلٰی کَذَا اِذَا اَرَدْتَ فِعْلَهٗ وَقَطَعْتَ عَلَيْهِ۔ جب تو کسی کام کا قطعی ارادہ کرلے تو عرب کہتے ہیں عزمت علی کذا۔(الصحاح)

علامہ راغب لکھتے ہیں:

اَلْعَزْمُ وَالْعَزِيْمَةُ عَقْدُ الْقَلْبِ عَلٰی اِمْضَاءِ الْاَمْرِ ۔کسی حکم کی تعمیل پر دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم اور عزیمت کہلاتا ہے۔

آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صبر اور مغفرت ان امور میں سے ہیں جنہیں بندہ کو اپنے نفس پر واجب کرنا چاہے کیونکہ یہ امور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود و پسندیدہ ہیں۔ای من معزومات الامور الی مما یحب العزم علیه منالامور یابجاب العبد علی نفسه مکونه من الامور المحمودة عند الله تعالیٰ۔(روح البیان)[1]

---

(۱)ضیاءالقرآن ۴/۳۸۸

مصائب میں صبر سے استعانت

وَقَالَ تَعَالٰی : اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۔[1]

یہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۵۳ ہے مکمل آیت یوں ہے:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ۔

اے ایمان والو! صبر اور صلاۃ (نماز) کے ذریعے مدد طلب کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

-۞-

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزۃ اہل ایمان سے مخاطب ہے اور انہیں کامیابی و کامرانی کے راز سے آگاہ فرما رہا ہے۔ اے اہل ایمان! جب تم پر مصائب و آلام آجائیں تم کسی پریشانی میں گھیر جاؤ کسی بلا میں گرفتار ہو جاؤ تو ان تمام امور میں سرخرو ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ صبر و صلاۃ سے مدد چاہو۔ یعنی ان مصائب و آلام اور مشکلات پر صبر کا دامن نہ چھوڑو اور اللہ کے حضور سر بندگی جھکا دو جو مرد مومن صبر کا پیکر ہے اور صلاۃ پر مداومت اختیار کرتا ہو وہ کبھی خائب و خاسر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ وہ کامیاب و کامران ہوتا ہے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ - الآیۃ ۱۵۳

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا:

اِسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاۃِ وَ اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ (۱)

صبر اور صلاۃ سے مدد چاہو اور بے شک یہ بھاری ہے مگر خاشعین پرنہیں۔

اس آیت کریمہ میں بھی صبر وصلاۃ کا حکم دیا گیا ہے۔

پریشانی کے وقت اسوہ مبارکہ

حدثنا اسماعیل بن عمر وخلف بن الولید قالا حدثنا یحیی بن زکر — یعنی ابن زائدۃ — عن عکرمۃ بن عمار عن محمد بن عبد اللہ الدؤلی قال عبد العزیز اخو حذیفۃ

قَالَ حُذَیْفَۃُ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَذَبَہٗ اَمْرٌ صَلّٰی۔

حضرت حذیفہ -رضی اللہ عنہ- نے ارشاد فرمایا: حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی والا معاملہ آتا تو صلاۃ ادا فرمادیتے۔ کیونکہ اللہ ذوالجلال کا حکم ہے کہ صبر وصلاۃ سے استعانت کرو تو اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس سے پریشانی لاحق ہوسکتی ہوتو فوراً صلاۃ ادا فرماتے اس لئے بھی کہ صلاۃ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہے اور اس سے مصائب وآلام کے بادل بھی چھٹ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارکہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں شریعت مطہرہ پر کار بند رہنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۲۳۱۹۲) جلد ۱۶ صفحہ ۵۸۳

(۱) البقرۃ ۲/۴۵

صابرین نکھرے لوگ

وَقَالَ تَعَالٰی :وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ (1)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم نکھار دیں تم میں سے مجاہدین کو اور صابرین کو۔

اہل ایمان کی ساری زندگی جہاد سے عبارت ہوتی ہے وہ ظاہری دشمن کے خلاف بھی جہاد کرتا ہے اور خواہشات نفس کے خلاف بھی جہاد میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ظاہری دشمن کے وار سے بھی بچتا ہے اور باطنی دشمن کے کید و مکر سے اپنا دامن بچا لیتا ہے۔

یہی بندہ مومن ساری زندگی شکر و صبر کا پیکر کا رہتا ہے اگر انعام ہے تو شکر کرنا اور اگر آزمائش آجائے تو صبر کا دامن تھام لیتا ہے اگر خوشحالی ہو تو شکر بجالاتا ہے اور اگر تنگدستی آجائے تو صبر کا پیکر بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل ایمان کو شکر و صبر کا پیکر بنائے اور جادو حق پر چلتے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

(1) سورۃ محمد۔ الآیۃ ۳۱

صبر ضیاء ہے

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الاَشْعَرِیِّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلطَّھُوْرُ شَطْرُ الاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِلْءُ الْمِیْزَانِ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ" والزَّکَاۃُ بُرْھَانٌ" وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ" وَالْقُرْآنُ حُجَّۃٌ"لَکَ اَوْعَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُو فَبَائِعٌ" نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْمُوْبِقُھَا۔

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۳۰۱)	جلد۱	صفحہ۲۱۷
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۵۴۷)	جلد۱	صفحہ۳۲۳
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۲۳۰۰)	جلد۲	صفحہ۳۱۱
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۴۹۷۱)	جلد۴	صفحہ۱۶۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۲۲۳)	جلد۱	صفحہ۲۵۹
جامع الاصول	رقم الحدیث(۷۳۰۴)	جلد۷	صفحہ۲۹۱
سنن النسائی	رقم الحدیث(۲۴۳۳)	جلد۵	صفحہ۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث(۲۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۴

ترجمة الحديث :

حضور ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وضوا ایمان کا حصہ ہے، الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے، سبحان اللہ اور الحمدللہ یہ دونوں زمین و آسمان کے مابین کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ (نماز) نور ہے، صدقہ برھان ہے، صبر روشنی ہے، قرآن کریم (اگر تو اس پر عمل کرتو) تیرے حق میں حجت ہے یا (اگر تو اس کی مخالف کرے تو) تیرے خلاف حجت ہے۔

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۸۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۶۶
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۲۲۹)	جلد ۱	صفحہ ۱۰۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۵۳۵
قال الترمذی:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۷۹۱)	جلد ۳	صفحہ ۱۷۰
قال الالبانی:	صحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۳۱۹
قال البغوی:	الحدیث صحیح		

الطھور کا معنی یہاں وضو ہے کیونکہ ایک اور روایت میں صراحۃً الوضو کا لفظ آیا ہے۔

حدثنا اسحاق بن منصور : حدثنا حبان بن هلال : حدثنا ابان – هو ابن يزيد العطار –: حدثنايحيٰى ،ان زيد بن سلام حدثه، ان ابا سلام حدثه ،

عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ ،قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ :

اَلْوُضُوْءُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهُ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ . اَوْ – تَمْلَأُ – مَابَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ . وَا لصَّلَاةُ نُوْر"، وَ ا لصَّدَقَةُ ، بُرْهَان" وَالصَّبْرُ ضِيَاء" وَالْقُرْآنُ حُجَّة" لَكَ اَوْعَلَيْكَ ،كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْفَبَائِع" نَفْسَهٗ ؛ فَمُعْتِقُهَا اَوْمُوْبِقُهَا .

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو شطر الایمان ہے۔ الحمد للہ میزان تو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان بھر دیتا ہے۔ صلاۃ نور ہے۔ صدقہ برھان ہے۔ صبر ضیاء ہے قرآن (اگر تو اس پر عمل کرے تو) تیرے حق میں حجت ہے (اور اگر تو اس کے خلاف چلے) تیرے خلاف حجت ہے ہر آدمی صبح کو اپنے نفس کا سودا کرتا ہے۔

سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۵	صفحہ ۴۹۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۳۵۱۷)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۶
قال الالبانی:	صحیح		

کچھ ایمان بچا کر اسے جہنم سے آزاد کرا لیتے ہیں اور کچھ اپنا ایمان ضائع کر کے اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو جس سے اسباغ الوضوء کے الفاظ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَالتَّسْبِیْحُ وَالتَّکْبِیْرُ یَمْلَأُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَالصَّلَاۃُ نُوْرٌ" ، وَالزَّکَاۃُ بُرْھَانٌ" ، وَالصَّبْرُ ضِیَاءٌ" وَالْقُرْآنُ حُجَّۃٌ" لَکَ اَوْعَلَیْکَ۔

حضرت ابو مالک موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوشدلی سے وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے۔ تسبیح وتکبیر تمام ساوات اور ارض کو بھر دیتے ہیں۔ صلاۃ نور ہے۔ زکاۃ برھان ہے۔ صبر ضیاء ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے (اگر تو اس پر عمل کرے) یا تیرے خلاف حجت ہے (اگر تو اس پر عمل نہ کرے)۔

شطر کا معنی:

علامہ زمخشری شطر کا معنی نصف کرتے ہیں، ملاحظہ ہو ان کی تالیف الفائق فی غریب الحدیث: اَلشَّطْرُ : اَلنِّصْفُ

سنن النسائی		جلد۵	صفحہ۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۴۳۶)	جلد۲	صفحہ۱۷۴

علامہ ابن الاثیر نے النهاية میں بھی یہی لکھا ہے۔

اَلشَطرُ : اَلنِّصفُ

''المحیط فی اللغۃ'' میں بھی اس کا معنی نصف ہی لکھا ہے۔

شَطرُ کُلِّ شَیءٍ نِصفُهٗ۔

لیکن المعجم الوسیط میں مرقوم ہے:

اَلشَّطرُ : نِصفُ الشَّیءِ وَیُستَعمَلُ فِی الْجُزءِ مِنهُ۔

شطر کسی چیز کے نصف کو کہتے ہیں اور شطر کسی چیز کے جزو کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

''الطہور شطر الایمان'' میں اگر شطر کا معنی جزو کریں تو مفہوم بالکل واضح ہے کہ وضو ایمان کا جزو ہے لیکن اگر اس کا معنی نصف کریں تو پھر سوال یہ ہے کہ وضو کو نصف ایمان کس وجہ سے کہا گیا۔

یہاں شطر کا معنی نصف ہی ہے:

یہ بات واضح رہے کہ ایک اور حدیثِ پاک نے شطر کا معنی نصف مُعَیَّن کر دیا ہے کیونکہ احادیث مقدسہ ایک دوسری کی مُفَسِّر ہوتی ہیں ملاحظہ ہو:

حدثنا معاذ بن معاذ : انا شعبه انا ابو اسحق الهمداني عن جرى النهدى

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ : عَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِهٖ اَوْفِیْ یَدِیْ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ

الْمِیْزَانَ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ تَمْلَأُ مَابَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَالطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَان وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ ۔

بنی سلیم کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں یا میرے ہاتھ میں گرہ لگائی پھر ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ نصف المیز ان ہے اور الحمد للہ میزان بھر دیتا ہے۔

اللہ اکبر سماء وارض (زمین وآسمان) کی درمیان بھر دیتا ہے۔

طھور نصف الایمان ہے۔ اور صوم نصف الصبر ہے۔

پہلی حدیث پاک میں **الطھور شطر الایمان** کہا گیا اور اس حدیث پاک میں **الطھور نصف الایمان** کہا گیا۔ تو اس حدیث پاک نے اُس حدیث پاک کے معنی کو مُعیّن کر دیا کہ وہاں شطر کا معنی نصف ہی ہے۔ وضو کو نصف الایمان کس اعتبار سے کہا گیا ہے ملاحظ ہو:

ا

ایمان کا انحصار صلاۃ پر ہے۔ ''اَلصَّلَاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ'' صلاۃ دین کا ستون ہے۔ اس پر واضح دلالت کرتا ہے۔

اب دو چیزیں نظر آتی ہیں:

ا۔ صلاۃ - اصل مقصد

ب۔ وضو - اس کے بغیر صلاۃ نہیں

اس وجہ سے وضو کو شطر الایمان نصف ایمان کہا گیا ہے۔

مسند الاحمد رقم الحدیث (۱۸۲۰۳) جلد ۱۴ صفحہ ۱۲۶

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

۲

ایمان کامل اس شخص کا ایمان ہے جو ہر قسم کی معصیت ونافرامانی سے محفوظ ہو۔ معصیت (گناہ) کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ معصیت صغیرہ

ب۔ معصیت کبیرہ

وضو کرنے سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے وضو کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔

۳

کامل الایمان وہ بھی ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور وہ نیکیوں سے آراستہ ہو وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور صلاۃ نیکیوں سے آراستہ کرتی ہے اس لئے وضو کو شطر الایمان (نصف ایمان) کہا گیا ہے۔

۴

اللہ تعالیٰ جب اجر وثواب سے نوازتا ہے تو اس کی عطا کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ عطاء عام

ب۔ عطاء خاص

اللہ کی وہ عطا جو ہر ایک کو بلا تخصیص ملے اسے عطاء عام کہتے ہیں۔ لیکن اللہ کا وہ کرم جو اللہ تعالیٰ خاص بندوں کو ان کے اخلاص وللّٰہیت کی بنا پر دیتا ہے اسے عطاء خاص کہتے ہیں۔
اللہ ہر وضو کرنیوالے کو بھی اجر دیا ہے۔ یہ اس کا کرم بلا تخصیص ہے لیکن کچھ ایسے افراد

بھی ہیں جو اس خلوص وللہیت سے وضو کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اجر وثواب اس درجہ بڑھا دیتا ہے کہ اس اجر وثواب کو دیکھ کر بجا طور پر عام آدمی کا نصف ایمان کہا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ کا کرم ہے اور اس کے کرم کو کوئی روک نہیں سکتا جیسے اللہ تعالیٰ کسی کو ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں اور کسی کو ایک کے بدلے ستر اور کسی کو ایک کے بدلے سات سو دیتا ہے اور اپنے خاص بندوں کے بارے میں فرمایا: وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۔

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اجر وثواب سات سو گنا سے بھی دگنا کر دیتا ہے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں۔

۵

ایمان لانے سے پہلے کے گناہ ایمان لانے سے مٹ جاتے ہیں اس طرح وضو سے پہلے کے گناہ وضو کرنے سے مٹ جاتے ہیں لیکن ایمان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اس لئے فرمایا گیا:

اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَان ۔

وضو نصف ایمان ہے۔

۶

اس ایمان سے مراد صلاۃ (نماز) ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گامی ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ تمہاری نمازوں کو ضائع کرے چونکہ صحت نماز کے لئے وضو شرط ہے اس لئے اسے نصف ایمان کہا گیا ہے۔

الصلاۃ نور :

صلاۃ نور ہے جو فرزند آدم صلاۃ سے محبت رکھتا ہے اس پر محافظت کرتا ہے اس کے

ظاہری اور باطنی حقوق کا خیال رکھتا ہے تو یہ نور اس کی روح میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کے قلب سے انوار کے سوتے اٹھتے ہیں۔

نور خود روشن ہوتا ہے اور جس پر پڑے اسے بھی روشن کر دیتا ہے۔ صلاۃ کا نور بڑا بابرکت نور ہے۔ جسے یہ نصیب ہو جائے یہ جہاں تو یہ جہاں رہا اس کی قبر بھی منور ہو جاتی ہے۔ قبر تو قبر رہی یہ نور میدانِ حشر میں بھی اس کے کام آ رہا ہوگا۔

الصلاۃ نور :

صلاۃ (نماز) نور ہے۔

ا۔ صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ بارونق ہوتا ہے دو آدمی ایک جیسے حسن والے ہوں ان میں سے ایک رات صلاۃ ادا کرنے میں گزار دے اور دوسرا خرافات میں مگن رہے تو صبح کو صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ زیادہ بارونق اور نورانی نظر آئے گا۔

۲۔ صلاۃ ادا کرنے والے کا چہرہ قیامت کو نور والا ہوگا۔

۳۔ صلاۃ بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے گناہوں سے متنفر کر دیتی ہے۔

حسنات سے رغبت دلاتی ہے نیکیوں کی طرف مائل کرتی ہے اس وجہ سے یہ نور ہے کیونکہ نور روشنی پھیلاتا ہے اور تاریکی دور کرتا ہے اس طرح نماز نیکیوں کو پھیلاتی ہے اور برائیوں کو مٹاتی ہے۔

اَلصَّدَقَةُ بُرْهَان" :

ا۔ برھان روشن دلیل کو کہتے ہیں۔ جو آدمی صدقہ و خیرات کا عادی ہو اور رضائے الٰہی کے لئے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کے ایمان کی قوی دلیل ہے اور یہ عمل اس

کے مومن ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔

۲۔ قیامت کے دن جب انسان سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے یہ اللہ کا دیا ہوا مال کہاں خرچ کیا ہے تو یہی صدقات اس کے لئے اس دن برھان ودلیل بن جائیں گے گویا اسے بولنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی بلکہ یہ صدقہ وخیرات اس کے اس عمل صالح کی واضح دلیل ہوں گے۔

اَلصَّبْرُ ضِیَاء'' :

ضیاء اس روشنی کو کہتے ہیں جس میں تپش ہو۔ضیاء اس نور کو کہا جاتا ہے جس میں حرارت ہو۔چونکہ صبر میں حرارت ہے اس لئے اس کے صلہ میں جو نور ملتا ہے اس میں بھی حرارت ہے۔

پھر جتنا زیادہ صبر ہوگا اتنا زیادہ نور ہوگا اور پھر جس مقدار کا صبر ہوگا اس مقدار کا نور عطا کیا جائے گا۔نور باعث خیر وبرکت ہوتا ہے نور سے ظلمات دور ہو جاتی ہیں۔نور کے سبب اجالا ہی اجالا ہوتا ہے لیکن صبر کے صلہ میں مرحمت فرمایا گیا نور وہ ہے جس میں حرارت بھی ہے۔ حرارت جب بڑھتی ہے تو جلا دیتی ہے اس نور صبر میں جب اضافہ ہوتا ہے تو یہ بھی گناہوں کو جلا دیتا ہے۔معصیتوں کے داغ جلا کر خاکستر کر دیتا ہے۔

جب گناہ جل جائیں گے۔جب معصیتوں نے نشانات معدوم ہو جائیں گے تو اس صاحب صبر کے ہاں صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی اور حسنات کی فراوانی ہو گی جس خوش نصیب کے پاس حسنات ہوں،جس کا دامن نیکیوں سے بھرا ہوا ہو اسے مزید نیکیوں کی طرف خود بخود رغبت ہوتی ہے حسنات سے محبت ہوتی ہے پھر وہ اپنے امور سرانجام دیتے ہوئے بھی حسنات کو مدنظر رکھتا ہے اور نیکیوں سے اپنا دامن مزید معمور کرتا جاتا ہے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جو آدمی صبر کرتا ہے وہ رقیق القلب ہوتا ہے اور رقیق القلب خود بخود نیکیوں کی طرف مائل ہوتا ہے پھر اس کے قدم ارادی وغیر ارادی طور پر حصول رضائے الٰہی کے لئے اٹھتے رہتے ہیں۔ یہ دراصل اس نور کی برکت ہے جو صبر کے صلہ میں میسر آتا ہے۔

یہ نور صبر دنیا تو سنوارتا ہی ہے قبر میں بھی سامان راحت پہنچاتا ہے۔ صبر کرنیوالے کی قبر بقعہ انوار بن جاتی ہے گویا صبر کے صلہ میں اللہ ذوالجلال نے اس کا قبر والا جہاں بھی رحمات و برکات سے معمور کر دیا ہے پھر یہ رحمات و نوازشات صرف قبر تک نہیں رہتی بلکہ یہ دار آخرت میں کام آئیں گی۔ انشاء اللہ صبر کا دامن تھامنے والا قیامت کے دن نجات ابدی کا پروانہ حاصل کر رہا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں سے شادکام ہو رہا ہوگا۔

صبر اختیار کرنے والے کو توفیق صبر مل جاتی ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِکِ بْنِ سَنَانِ الْخُدْرِیِّ – رَضِیَ اللّٰہُ عنہما – اَنَّ نَاساً مِنَ الْاَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰہِ – صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ – فَاَعْطَاھُمْ ، ثُمَّ سَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ حَتّٰی نَفِدَمَاعِنْدَہُ فَقَالَ لَھُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْیءٍ بِیَدِہٖ مَایَکُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہُ عَنْکُمْ وَمَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُوَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ ، وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْراً وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۴۶۹)	جلد۱	صفحہ۴۳۹
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۰۵۳)	جلد۷	صفحہ۱۲۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۴)	جلد۱	صفحہ۵۱۷
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۱۶۴۴)	جلد۱	صفحہ۴۵۷
قال الالبانی:	صحیح		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۳۱)	جلد۳	صفحہ۴۱۲
قال ابوعیسٰی:	ہذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۴)	جلد۲	صفحہ۳۸۷
السنن الکبری (للبیھقی)	رقم الحدیث (۷۸۶۶)	جلد۴	صفحہ۳۲۷
قال البیھقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
سنن الدارمی		جلد۱	صفحہ۳۸۷

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابو سعید سعد بن سنان بن مالک خُدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:
کچھ انصاری لوگوں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے مانگا۔ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرما دیا۔ انہوں نے پھر مانگا حضور نے پھر عنایت فرما دیا یہ سلسلہ جاری رہا حتی کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا۔
جب ہر چیز جو آپ کے ہاتھ مبارک تھی آپ نے (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دی تو آپ نے ان سے فرمایا میرے پاس جو بھی مال ہوتا ہے وہ میں تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھتا۔

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۴۰۰)	جلد ۸	صفحہ ۱۹۳
قال شعیب الارنوط:	اسنادہ صحیح علی شرطهما		
شرح السنۃ (للبغوی)	رقم الحدیث (۱۶۱۳)	جلد ۶	صفحہ ۱۱۰
قال البغوی:	ہذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
الموطا امام مالک		جلد ۲	صفحہ ۷۶۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۴۷۰)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۳۰
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۱۳۵۲)	جلد ۲	صفحہ ۵۰۵
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
سنن النسائی		جلد ۵	صفحہ ۹۵-۹۶
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۵۸۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۲۴
قال الالبانی: صحیح			

اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال کرنے سے بچا لیتا ہے اور جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور کسی شخص کو ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

مصنف عبدالرزاق کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اخبرنا عبد الرزاق ، عن لعمر ، عن الزهری ، عن عطاء ابن یزید اللیشی

عَنْ اَبِی سَعِیْد الْخُدْرِیّ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : جَاءَ نَاس'' مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ قَالَ : فَجَعَلَ لَا یَسْأَلُ اَحَد''مِنْهُمْ اِلَّا اَعْطَاهُ حَتّٰی نَفِدَمَا عِنْدَهٗ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ کُلَّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ : مَایَکُنْ عِنْدَنَامِنْ خَیْرٍ فَلَنْ فَدَّخِرَهٗ عَنْکُمْ ، وَاِنَّهٗ مَنْ یَسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ یَسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ ، وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَیْراً وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

حضرت ابوسعید الخدری – رضی اللہ عنہ – نے ارشاد فرمایا:

انصار کے چند آدمی آئے تو انہوں نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مال مانگا تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا۔

المصنف لعبد الرزاق — رقم الحدیث (۲۰۰۱۴) — جلد ۱۱ — صفحہ ۹۲

راوی کا بیان ہے۔

ان میں سے جو بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا جاتا آپ اسے عطا فرماتے جاتے حتی کہ جو مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا۔ جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں دے دیا ہر وہ مال جو آپ کے پاس تھا تو ارشاد فرمایا ہمارے پاس جو بھی مال ہے وہ ہم تم سے بچا کر ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے (سن لیجئے) جو سوال کرنے سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو بتکلف صبر اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حقیقی صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور تمہیں کسی عطیہ سے نہیں نوازا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔

تو اللہ تعالیٰ اس صابر کیلئے جنت میں ایک مکان بنانے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔ یہ فرشتے، یہ نوری مخلوق اس آدمی کیلئے جنت میں ایک حکم الٰہی سے محل بناتے ہیں اور اس کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس صابر کو انعام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بشارت ہے کہ اس کا خالق و مالک اس سے ناراض نہیں بلکہ اللہ الکریم اس سے خوش ہے۔ یاد رکھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بہت بڑی دولت ہے۔

ومن یتصبر یصبرہ اللہ :

۱۔ جو بتکلف صبر کرتا ہے اللہ اسے حقیقی صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔

۲۔ جو صبر کرتا ہے اللہ اسے صبر کا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لطف و کرم والا ہے اس کی عنایات لامتناہی ہیں وہ صبر کرنے والے کو نوازتا ہے تو خوب نوازتا ہے اس کے نوازنے کا

ایک انداز درج ذیل ہے حدیثِ پاک میں ملاحظہ ہو:

وَعَنْ اَبِیْ مُوسَی –رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ– قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰه – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ– : اِذا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سافَرَ کُتِبَ لَهُ مِثْلُ ما کانَ یَعْمَلُ مُقِیماً صَحِیحاً.

المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۳۴۱
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجھا		
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۵۴۷)	جلد۳	صفحہ۵۲۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۲۹)	جلد۷	صفحہ۱۹۳
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۳۰۹۱)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
صحیح سنن ابی داوٗد	رقم الحدیث (۳۰۹۱)	جلد۲	صفحہ۲۷۱
قال الالبانی:	حسن		
ارواالغلیل	رقم الحدیث (۵۶۰)	جلد۲	صفحہ۳۴۵
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۱۳)	جلد۴	صفحہ۱۸۴
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۲۰)	جلد۳	صفحہ۳۳۶
قال الالبانی:	لغیرہٖ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۴۴)	جلد	صفحہ
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۵۶۷)	جلد۱۴	صفحہ۵۴۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۲۹۹۶)	جلد۲	صفحہ۹۲۱
کنزالعمال	رقم الحدیث (۶۶۶۳)	جلد۳	صفحہ۳۰۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۲۹۹۶)	جلد۷	صفحہ۱۶۸

ترجمة الحديث:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: عبدِ مومن جب بیمار ہوتا ہے یا سفر پر روانہ ہوتا ہے تو اس کیلئے اتنے ہی اعمال صالحہ کا اجر و ثواب رکھا جاتا ہے جو وہ مقیم و صحت مند ہونے پر کیا کرتا تھا۔

-۞-

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے اس امت پر اللہ ذوالجلال والکرام کا کتنا فضل و کرم ہے بندہ مومن حالت صحت میں روانہ فرائض کے علاوہ کثرت سے نوافل ادا کرتا ہے۔ ذکر الٰہی سے اپنی روح کو تر و تازہ کرتا ہے مشاغلِ دنیا سے رخ موڑ کر مساجد کا رُخ کرتا ہے وہاں بیٹھ کر اللہ کی یاد کے مزے لوٹتا ہے تلاوت قرآن کریم کرتا ہے تسبیح و تقدیس سے اپنے من کو اجلا کرتا ہے الغرض ہر وقت وہ کسی فعل خیر میں مگن رہتا ہے اسے اگر بیماری آ جائے یا اسے کسی سفر پر جانا پڑ جائے تو حالت بیماری میں صبر کا دامن تھامنے والا مصائب سفر کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے والا نسبت غلامی رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل کسی درجہ فیروز بخت ہے کہ جو امور وہ حالت صحت میں اور اپنے وطن میں کرتا تھا اگر بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے وہ نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب فرشتوں سے لکھواتا رہتا ہے کیونکہ بیماری کا یہ عارضہ اللہ کی طرف سے ہے اگر وہ صحیح و صحت مند ہوتا تو یقیناً یہ امور بجا لاتا چونکہ اب وہ بیمار ہے اور بیماری من جانب اللہ ہے اللہ تعالیٰ اس حالت بیماری میں اس کی تلاوتِ قرآن اس کی تسبیحات، اس کے نوافل و جمیع فصلِ خیرات کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھوتا رہتا ہے یہ ایک صابر پر نسبتِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کو انسانی پیمانوں پر نہیں تولا جا سکتا۔

مومن ہر حالت میں بہتر ہے

عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی ، صُهَیْبِ بْنِ سِنَانٍ –رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ– قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ– صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ–عَجَباً لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، اِنَّ أَمْرَهُ کُلَّهُ لَهُ خَیْر" ، وَلَیْسَ ذَالِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ : اِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْراً لَهُ وَاِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْراً لَهُ.

مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۲۹۷)	جلد ۳	صفحہ ۱۳۲
مصابیح السنہ	رقم الحدیث (۴۰۹۰)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۹۹۹)	جلد ۱۱	صفحہ ۷۲۷۸
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۸	صفحہ ۱۴۰
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۹۷۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۱
قال المحقق: صحیح			
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۸۹۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۵
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۵۴)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۶
المعجم الکبیر للطبرانی	رقم الحدیث (۷۳۱۶)	جلد ۸	صفحہ ۴۷
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۸۸۳۶)	جلد ۱۴	صفحہ ۳۲۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
کنز العمال	رقم الحدیث (۷۱۰)	جلد ۱	صفحہ ۱۴۵

ترجمة الحديث:

حضرت ابویحیی صہیب بن سنان -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ- صلّی اللہ علیہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

مومن کے تمام معاملات عجیب ہیں اس کے ہر کام میں اس کے لئے بہتری ہے اور یہ چیز مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی حالی نصیب ہو، تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اگر اسے تنگی پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

-۞-

یہی حدیث پاک صحیح ابن حبان میں ملاحظہ ہو:

اخبرنا ابو یعلٰی ، قال حدثنا شیبانُ بن فَرُّوخ ، قال حدثنا سلیما ن بن المغیرة ، عن ثابت عن عبدالرحمٰن بن ابی یعلٰی

عَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ" ، اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَوَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ وَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ ۔

حضرت صہیب -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صحیح ابن حبان   رقم الحدیث (۲۸۹۶)   جلد ۷   صفحہ ۱۵۵

قال الارنووط: اسنادہ صحیح علی شرط مسلم

مومن کا معاملہ حیران کن ہے اس کے تمام امور سراپا خیر ہیں اگر اسے خوشحالی ہو تو شکر کرتا ہے اور اگر اسے تنگدستی آئے تو صبر کرتا ہے یہ (اس کا شکر و صبر کرنا) اس کیلئے خیر و بھلائی ہے یہ سعادت صرف مومن کیلئے ہی ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل کے کلمات ملاحظہ ہوں:

حدثنا بهز و حجاج قالا حدثنا سليما ن بن المغيرة عن ثابت عن عبد الرحمٰن بن ابی یعلٰی عن صهیب . قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم عَجِبْتُ مِنْ اَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَ الْمُؤْمِنِ كُلَّهُ لَهُ خَيرٌ" وَلَيْسَ ذَالِکَ لِاَحَدٍ اِلَّالِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ كَانَ ذَالِکَ لَهُ خَيْراً وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ فَصَبَرَ كَانَ ذَالِکَ لَهُ خَيْراً ۔

حضرت صہیب - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دین کے معاملات سے تعجب ہوا کہ اس کے تمام معاملات اس کیلئے بھلائی ہی بھلائی ہیں اور یہ سعادت سوائے مومن کے کسی اور کیلئے نہیں ہے۔

اگر اسے خوشحالی پہنچے تو شکر کرتا ہے یہ شکر کرنا اس کیلئے بہتر ہے اور اگر اسے تنگدستی پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اسکا صبر کرنا اس کے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایک مومن و مسلم پر کس درجہ کرم فرمایا ہے اس کے تمام معاملات خیر کی خیرات سے لبریز کر دیے وہ کسی بھی عالم میں اور

مسند الامام احمد رقم الحدیث (۱۸۸۳۶) جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۳
قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

کسی بھی حالت میں خیر و بھلائی سے دور نہیں بلکہ اللہ ذوالجلال کی رحمتیں ہر وقت اس پر سایہ فگن رہتی ہیں۔

خوشحالی و فارغ بالی میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا شیوۂ مسلمانی ہے۔ ایک مسلم و موحد پر جب اللہ تعالیٰ کی عنایات کی برسات ہوتی ہے تو اس کی زبان قلب و قالب ہر لحہ شکر سے تر و تازہ رہتی ہے۔ کبھی صلاۃ ادا کر کے، کبھی روزہ رکھ کر، کبھی صدقہ خیرات کر کے، کبھی امر بالمعروف سے اور کبھی نہی عن المنکر سے اور کبھی تسبیح و مناجات سے اور کبھی رات کے استغفار اور دعاء سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اس کا شکر ادا کرنا بھی اس کی کرم نوازی سے ہے اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق بھی منجانبِ اللہ ہے۔

مومن کو اگر تنگی کے دن دیکھنے پڑیں، پریشانیاں اور مصیبتیں اسے گھیر لیں تو وہ جزع وفزع نہیں کرتا جس سے اس کا خالق و مالک ناراض ہو بلکہ وہ صبر کا پیکر بن کر ان حالات کی تنگی سے سرخرو ہو کر نکلتا ہے اس کا یہ صبر کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا محبوب ہے اور یہ صبر خیر و برکت سے لبریز ہے اس میں بھلائی اور بہتری ہے۔ بندہ بندہ ہے اسے مالک و خالق کی رضا پر راضی رہنا ہی زیب دیتا ہے۔ اور یہی اس کے سعید ہونے کی علامت ہے۔

اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ لہ خَیرٌ":

مومن ہر حالت میں بہتر ہے اگر وہ بیمار ہے اور حالت بیماری میں بھی اللہ کی حمد کرتا ہے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے ملاحظہ ہو:

عَنْ عَطَا اِبْنِ بَسَارٍ - رَضی اللّٰہ عنہ - اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ -صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم - قَالَ :اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اِلَیہِ مَلَکَیْنِ فَقَالَ : اُنْظُرُوا مَاذَا یَقُوْلُ

لِعُوَّادِهٖ فَاِنْ هُوَاِذْ جَاؤُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَالِكَ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَا عَلَمُ فَيَقُوْلَ اِنّ لِعَبْدِىْ عَلَّى اِنْ تَوَ فَّيْتُهٗ اِنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَاِنْ شَفَيْتُهٗ اَنْ اُبَدِّلَهٗ لَحْماً خَيْرًا مِنْ لَحْمِهٖ،وَدَماً خَيْراً مِنْ دَمِهٖ وَاَنْ اُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَا تِهٖ .

ترجمة الحديث :

حضرت عطا بن بسار-رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ-صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم- نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے تو ان سے فرماتا ہے دیکھو میرا یہ بندہ تیمارداری کرنے والوں سے کیا کہتا ہے۔ پس اگر وہ تیمارداری کرنے والے اس کے پاس آئیں تو وہ بیمار اللہ کی حمد کرے اور اس کی ثناء کرے تو یہ دونوں فرشتے اللہ کی بارگاہ میں اس کو لیکر بلند ہوتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس میرے بندے کیلئے میرے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر میں اسے اس بیماری میں وفات دوں تو اسے جنت داخل کروں گا اور اگر اسے شفاء عطا کروں تو میں اس کے لحم (گوشت) کے بدلے بہتر لحم (گوشت) عطا فرماوں گا اور اس کے دم خون کے بدلے بہتر دم خون عطا فرماوں گا اور میں اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ معاف کردونگا۔

الموطا امام مالک		جلد۲	صفحہ۹۴۰
کنز العمال	رقم الحدیث (۶۷۰۴)	جلد۳	صفحہ۳۱۰
اتحاف السادۃ المتقین		جلد۹	صفحہ۵۲۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۴۶۳۰)	جلد۵	صفحہ۵۵۹

سبحان اللہ! مومن ہر حال میں خیر و بھلائی سے لبریز ہے۔ اگر وہ بیمار بھی ہو جائے پھر بھی اس کیلئے گھاٹے کا سوا نہیں ہے۔ حالتِ بیماری میں پہلا کرم تو یہ ہوتا ہے کہ حالت صحت میں وہ جو جو اعمال صالحہ سر انجام دیتا تھا اس کا مسلسل اجر و ثواب ملتا ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔ کیا مومن کے لئے اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے یہی انعام کافی نہیں لیکن اللہ الکریم کا کرم جو بن پر ہے اس نے مزید یہ انعام دیا کہ اگر اس کی زندگی کی سانسیں پوری ہو چکی ہیں تو اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ دائمی و ابدی راحتوں میں پہنچا تا جائے گا اور اگر اس کی زندگی باقی ہے اور اسے دوبارہ صحت مند ہونا ہے تو اللہ الکریم اس کے گوشت کے بدلے بہتر گوشت اور اس کے خون کے بدلے بہتر خون عطا فرمائے گا اب جب بہتر گوشت و خون والا ہو گا تو پھر اس کی بقیہ زندگی مزید عبادت و ریاضت میں بسر ہو گی اور تقوی و خوفِ خدا کی مزید سعادت سے ہمکنا ہو گا۔

اور اس مرد مومن کیلئے تیسرا اکرم یہ ہو گا کہ اس کی سیئات کو مٹا دیا جائے گا اس کے گناہ ختم کر دے جائیں گے اور اسکا باطن معصیتوں کے داغوں سے مبرا ہو گا۔

فلک الحمد یا اللہ مل السموات والارض۔

وَعَنْ أَنَسِ ابْنِ مالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلّى اللّٰه عليه و آلهٖ وسلم : ((إِذا ابْتَلَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ بِبَلاءٍ فِي جَسَدِهٖ ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمَلَكِ : اكْتُبْ لَهُ صالِحَ عَمَلِهِ الَّذِى كانَ يَعْمَلُ ، وإِنْ شَفاهُ غَسَلَهُ وَطَهَّرَهُ ، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَلَهُ وَرَحِمَهُ)).

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۵
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۲۲)	جلد۳	صفحہ۳۳۶
قال الالبانی:	ھذا حدیث حسن صحیح		

ترجمة الحديث:

حضرت انس بن مالک -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ -صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی کو جسمانی تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو عزت و جلال والا اللہ فرشتے سے فرماتا ہے۔ اس مریض کے وہ تمام نیک اعمال لکھتے جاؤ (جو وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا) گر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے شفاء عطا کرے تو اسے دھو دیتا ہے۔ اور اسے طیب و طاہر کر دیتا ہے اور اگر اس بیماری میں اس کی جان لے لے تو اس کی مغفرت فرماتا ہے اور اس پر رحم فرماتا ہے۔

مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۳)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۲
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث (۴۲۳۵)	جلد ۷	صفحہ ۲۳۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۳۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۳۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۱
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۴۴۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۳۶۴۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		

ایک عبد مسلم کو اس عالمِ ناپائیدار کے گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے اسے حالتِ صحت وعافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا کیف لینا چاہیے حسن خلق کا پیکر ہو چاہیے اور سخاوت کو شعار بنانا چاہیے۔

اللہ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ مومن کو آزماتا ہے اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں دلچسپی لی اور بھلائی کے کام بڑھ چڑھ کر کئے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آ جاتا ہے لیکن اللہ کے عبد مطیع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالت صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔

تو گویا یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اھل ایمان کیلئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہیے یا پاک کرنا چاہیے پھر بھی وہ کما حقہ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک و صاف کرنے والا اور دھونے والا خود ربّ العالمین ہو تو پھر لوحِ دل ہر قسم کی میل وظلمت سے پاک ہوگی۔

اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا، نارِ جہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی ودائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللّٰه – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَنْزِلَةُ فَما یَبْلُغُها بِعَمَلٍ : فَما یَزالُ اللّٰهُ یَبْتَلِیه بِما یَکْرَهُ حَتَّی یُبَلِّغَهٗ اِیَّا ها.

المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسنادہ ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۱	صفحہ۳۴۴
قال الذھبی:	صحیح الاسنادہ		
صحیح الجامع للالبانی	رقم الحدیث (۱۶۲۵)	جلد۱	صفحہ۳۳۵
قال الالبانی:	حسن		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۵۹۹)	جلد۶	صفحہ۱۸۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۹۹۲)	جلد۴	صفحہ۱۷۷
قال المحقق:	حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۰۹۵)	جلد۱۰	صفحہ۴۸۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۸)	جلد۷	صفحہ۱۶۹
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		

ترجمة الحديث :

بندۂ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

المطالب العالیۃ	رقم الحدیث (۲۴۲۰)	جلد۲	صفحہ۳۳۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد۲	صفحہ۲۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۳)		صفحہ۱۷۹

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک پر

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کیفیت

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: وَاكَرْبَ أَبَتَاهُ ! فَقَالَ : ((لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْب" بَعْدَ الْيَوْمِ))فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ : يا أَبَتَاهُ ! أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ، يا أَبَتَاهُ ! جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ ، يا أَبَتَاهُ ! اِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ ؛ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرابَ ؟.

صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۶۱۳)	جلد ۱۴	صفحہ ۵۸۲
صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۴۴۶۲)	جلد ۸	صفحہ ۱۴۹
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۶۲۹)	جلد ۲	صفحہ ۳۰۰
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۳۳۰)	جلد ۲	صفحہ ۵۳
قال الالبانی:	حسن صحیح		
قال محمود محمد محمود:	الحدیث صحیح (با الفاظ مختلفہ)		
مشکاۃ مع المرقاۃ	رقم الحدیث (۵۹۶۱)	جلد ۱۱	صفحہ ۱۰۷
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۳۷۴) جلد ۱۰	صفحہ ۴۵۶	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ پر کرب و اضطراب چھانے لگا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پکار اٹھیں ہائے ابا جان کی تکلیف! حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تمہارے ابا پر کرب و تکلیف نہیں ہوگی، جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے ابا جان! رب تعالیٰ نے انہیں بلایا تو انہوں نے رب کے بلانے پر لبیک کہا ہائے ابا جان! جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہے ہائے ابا جان! جبریل امین کو ہم آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں۔

جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

کیا تمہارے نفسوں نے گوارا کیا ہے کہ تم حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر مٹی ڈالو۔

صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد ۲	صفحہ ۱۳
قال الالبانی:	صحیح		
دلائل النبوۃ (الفاظ مختلفہ)		جلد ۷	صفحہ ۲۱۲
المعجم الکبیر	رقم الحدیث (۴۱۷)	جلد ۲۲	صفحہ ۱۰۲۹
مسند دارمی	رقم الحدیث (۸۸)	جلد ۱	صفحہ ۲۲۳
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۷۱۶۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۱۸

سنن ابن ماجہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا نصر بن علی ، ثنا عبد اللّٰہ بن الزبیر ابو الزبیر :ثنا ثابت البنائی عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ – رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ – قَالَ

لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ کَرْبِ الْمَوْتِ مَاوَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ :

وَاکَرْبَ اَبَتَاہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَاکَرْبَ عَلٰی اَبِیْکِ بَعْدَ الْیَوْمِ اِنَّہُ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِیْکِ مَالَیْسَ بِتَارِکٍ مِنْہُ اَحداً اَلْمُوَا فَاۃُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے وقت وصال جتنا کرب پانا تھا پایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (یہ دیکھ کر بولیں) ہائے ابا جان کا کرب واضطراب! تو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تیرے ابا پر آج کے بعد کوئی کرب نہیں تیرے ابا کے پاس وہ آیا ہے جو کسی کو بھی چھوڑنے والا نہیں۔اب ملاقات قیامت کو ہوگئی۔

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۶۲۹) جلد۲ صفحہ۳۰۰

حدثنا علي بن محمد ، ثنا ابو اسامة ، حدثني حماد بن زيد ، حدثني ثابت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ :

قَالَتْ لِيْ فَاطِمَةُ – رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا – يَا اَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – ؟

حضرت انس بن مالک – رضی اللہ عنہ – نے فرمایا:

حضرت فاطمۃ الزہراء – رضی اللہ عنہا – نے مجھ سے فرمایا:

اے انس! تمہاری جانوں نے کیسا گوارا کیا کہ تم حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر مٹی ڈالو۔

-۞-

یہ جہان دار فانی ہے یہ جہاں قیام گاہ نہیں بلکہ گزرگاہ ہے اس جہاں میں جو بھی آیا اسے ایک دن جانا ہی ہے بڑے بڑے باجبروت حکمران آئے بڑے کروفر والے بادشاہ آئے اس جہاں میں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی لیکن آج تک کسی کے پاؤں نہ جم سکے۔
جس ذات اقدس واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سارا جہاں پیدا کیا گیا جن کے سر انور پر رحمۃ للعالمین کا تاج پوری آب وتاب کے ساتھ چمکا جن کا سحابِ کرم جب برسا تو خوب برسا جن کی نگاہ کرم جب اس عالم رنگ وبو پر پڑی تو یہ عالم نغمہ توحید سے گونج اٹھا لیکن جب ان

سنن ابن ماجہ — رقم الحدیث (۱۶۳۰) — جلد ۲ — صفحہ ۳۰۱

قال محمود محمد نصار: الحدیث صحیح

کے جانے کا وقت آیا وہ بھی اس جہاں کو خیر باد کہہ گئے جب حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے چلے گئے تو آپ کے بعد کسی کی کیا حیثیت ہے یہاں جو آیا اسے ایک دن جانا ہے۔

حضور سیّد الرسل صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ۔

لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء کرام پر نازل ہوئیں جس کا جتنا بڑا مرتبہ ہے اتنی ہی زیادہ اسے تکلیفیں پہنچیں چونکہ اس بھری کائنات میں سب سے افضل واعلیٰ اور سب سے برتر ذات، ذات خیر الوری صلّی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے سب سے زیادہ تکالیف بھی آپ کے حصے میں آئیں۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے کوچ کا وقت ہے اس وقت آپ کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے یہ تکلیف میں شدت اس لئے کہ یہ آپ کے علو درجہ پر دلالت کرے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کل اگر کسی کو تکلیف ہو، جان کنی کے وقت اضطراب میں اضافہ ہو تو اس کے بارے میں کسی بدگمانی میں مبتلا نہ ہوا جائے بلکہ یہ اضطراب و بے چینی بسا اوقات مرتبہ کے بلند ہونے پر دلالت کرتی ہے اور جو خوش نصیب سنتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا فدائی ہے اور ذاتِ حبیب کبریا میں فانی ہے جب اس کا آخری وقت آتا ہے تو کرب و اضطراب ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت فاطمہ الزہراء جگر گوشہ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم اس کیفیت کو دیکھ کر خود مضطرب ہو جاتی ہیں۔ اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکلتا ہے:

وَاکَرْبَ اَبَتَاہ۔

ہائے میرے ابا کا کرب واضطراب۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر بھی صبر کی تلقین کرتے ہیں اور اپنی جگر پارہ کو بایں الفاظ وضاحت کرتے ہیں کہ:

لَیۡسَ عَلٰی اَبِیۡکِ کَرُب" بَعۡدَ الۡیَوۡم ۔

آج کے بعد تیرے ابا پر کرب واضطراب نہیں۔

یعنی آج کا دن جانکنی کا دن ہے اس دن کرب واضطراب ان لوگوں کی تسلی وتشفی کے لئے ہے جو اس عالم سے رخصت ہوتے کرب میں مبتلا ہوتے ہیں ورنہ یہاں کرب کا کیا کام۔ اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم تو اپنے مزار پر انوار کے اندر، اپنے روضہ مقدسہ میں محو استراحت ہیں کیونکہ انہیں ان کے حي وقیوم اللہ نے حیاتِ جاودانی عطا فرمائی ہے۔

اَلۡاَنۡبِیَاءُ اَحۡیَاء" فِیۡ قُبُوۡرِهِمۡ یُصَلُّوۡنَ۔

انبیاء کرام اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور صلوٰت (نمازیں) بھی ادا فرماتے ہیں۔اس حدیث پاک کی صحت کے بارے میں سرزمین عرب کے مشہور نقاد علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

وَقَدۡ کُنۡتُ بُرۡهَةً مِنَ الدَّهۡرِ أَرَیٰ اَنَّ هَذَا الۡحَدِیۡثَ ضَعِیۡف" لِظَنِّیۡ اَنَّهٗ مِمَّا تَفَرَّدَ بِهٖ ابۡنُ قُتَیۡبَةَ –کَمَا قَالَ الۡبَیۡهَقِیُّ–وَلَمۡ اَکُنۡ قَدۡ وَقَفۡتُ عَلَیۡهِ فِیۡ (مُسۡنَدِ اَبِیۡ یَعۡلٰی وَاَخۡبَارِ اصبهَان)فَلَمَّا وَقَفۡتُ عَلٰی اِسۡنَادِهٖ فِیۡهِمَا تَبَیَّنَ لِیۡ اَنَّهٗ اِسۡنَاد" قَوِیّ" وَاَنَّ التَّفَرُّدَ الۡمَذۡکُوۡرَ غَیۡرُ صَحِیۡح وَلِذَالِکَ بَادَرۡتُ اِلٰی اِخۡرَاجِهٖ فِیۡ هَذَا الۡکِتَابِ تَبۡرِئَةً لِلذِّمَّةِ وَاَدَاءً لِلۡأَمَانَةِ الۡعِلۡمِیَّةِ ، وَلَوۡاَنَّ ذَالِکَ قَدۡ یَفۡتَحُ الطَّرِیۡقَ

لِجَاهِلٍ اَوْحَاقِدٍ اِلَى الطَّعْنِ وَالْغَمْزِ وَاللَّمْزِ فَلَسْتُ اُبَالِيْ بِذَالِكَ مَادُمْتُ اَنِّيْ اَقُوْمُ بِوَاجِبِ دِيْنِيْ اَرْجُوْثَوَابَهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَحْدَهٗ - فَاِذَارَاَيْتَ اَيُّهَا الْقَارِئُ الْكَرِيْمُ فِيْ شَيْئٍ مِنَ تَالِيْفِي خِلَافَ هٰذَا التَّحْقِيْقِ فَاضْرِبْ عَلَيْهِ وَاعْتَمِدْ هٰذَا وَعُضَّ عَلَيْهِ بِالنَّوَاجِذِ - فَاِنِّي لَااَظُنُّ اَنَّهٗ يَتَيَسَّرُلَكَ الْوُقُوْفُ عَلٰى مِثْلِهٖ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ[1]

عرصہ دراز تک میں اس حدیث کو ضعیف کہتا رہا کیونکہ میرا گمان تھا کہ اس حدیث کی روایت میں ابن قتیبہ متفرد ہے۔ جیسے امام بیہقی نے فرمایا ہے میں مسند ابی یعلی موصلی اور اخبار اصفہاں میں روایت شدہ اس حدیث پاک سے مطلع نہ تھا۔ جب میں نے ان دونوں کتابوں میں اس کی سند کو ملاحظہ کیا تو یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ اس کی سند قوی ہے اور صرف ابن قتیبہ کا تفرد درست نہیں اس لئے میں نے اس کتاب سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ میں اس کی بسرعت تخریج کردی ہے تاکہ ذمہ داری سے براءت حاصل کروں اور علمی امانت کو ادا کروں اگر چہ یہ بات جاہل اور کینہ پرور شخص کو طعن و تشنیع اور اتہام کا موقع فراہم کرے گی لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں جب تک میں اپنے دینی فرائض سرانجام دیتا رہوں گا اور اللہ وحدہ لاشریک سے اجر وثواب کا امیدوار رہوں گا۔

محترم قارئین کرام !اگر آپ میری تالیفات میں اس تحقیق کے خلاف کوئی بات دیکھیں تو اسے پرے پھینک دیجئے اور اس پر اعتماد کیجئے اور اس تحقیق کو مضبوطی سے تھام لیجئے۔ میرے گمان میں ایسی تحقیق آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ۔

---

(۱) سلسلۃ الاحدیث الصحیحہ از البانی ۲/۱۹۰

نواسے کے وصال کے وقت حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے

وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحِبِّهٖ وَابْنِ حِبِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا ، فَاَرْسَلَ یُقْرِیءُ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ : ((اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ ، وَلَهٗ مَا اَعْطٰی ، وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ تُقْسِمُ عَلَیْهِ لَیَاْتِیَنَّهَا . فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ ، وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَرِجَالٌ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ – فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ ، فَاَقْعَدَهٗ فِیْ حِجْرِهٖ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ ، فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ ، فَقَالَ سَعْدٌ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا هٰذَا ؟ فَقَالَ : ((هٰذِهٖ رَحْمَةٌ" جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فِی قُلُوْبِ عِبَادِهٖ))وَفِیْ رِوَایَةٍ :((فِیْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)). مُتَّفَقٌ" عَلَیْهِ.

وَمَعْنٰی ((تَقَعْقَعُ)):تَتَحَرَّکُ وَتَضْطَرِبُ ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۲۳)	جلد۲	صفحہ۴۶
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۴۴۸)	جلد۴	صفحہ۲۳۲۶

ترجمۃ الحدیث:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے پیغام بھیجا میرے بیٹے کا آخری وقت ہے آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے جواباً پیغام بھیجا کہ آپ سلام

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۱۲۸۵)	جلد۱	صفحہ۴۸۳
ریاض الصالحین	رقم الحدیث (۲۹۱)		صفحہ۷۰
مسند الاحمد	رقم الحدیث (۲۱۶۷۳)	جلد۱۶	صفحہ۹۲
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۲۵)	جلد۲	صفحہ۲۱۰
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد۳	صفحہ۱۵۱
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد۲	صفحہ۲۷۵
قال محمود محمد محمود:	الحدیث متفق علیہ		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۸۸)	جلد۲	صفحہ۲۷۵
السنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۷۱۴۹)	جلد۴	صفحہ۱۱۴
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
سنن النسائی		جلد۴	صفحہ۲۲
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۷)	جلد۲	صفحہ۲۰
قال الالبانی:	صحیح		
مصنف عبد الرزاق	رقم الحدیث (۶۶۷۰)	جلد۳	صفحہ۵۵۱
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۸)	جلد۱	صفحہ۴۸

فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں:

جو اللہ تعالیٰ لے وہ اسی کا ہے اور جو دے وہ بھی اسی کا اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مقررہ وقت تک ہے اس لئے انہیں (میری صاحبزادی کو) صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھنی چاہے۔

آپ کی صاحبزادی صاحبہ نے دوبارہ آپ کی طرف پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے عرض کی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور چند دیگر افراد اٹھے (حضور صلّی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ کی معیت میں ان کے گھر تشریف لے گئے) بچہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا تو اسے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود مبارک میں بٹھا لیا جبکہ اس بچے کی جان بے چین ومضطرب تھی تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ رحمت وشفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرماتا ہے

اور ایک روایت میں ہے:

یہ رحمت وشفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ جن بندوں کے دلوں میں چاہتا ہے رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انہیں پر رحم فرماتا ہے جو خود رحم کے وصف سے متصف ہوتے ہیں۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

تَقَعْقَعُ کا معنی ہے متحرک ومضطرب ہونا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے پر جان کنی کا وقت ہے میرے ہاں تشریف لائیے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف پیغام لے جانے والے سے فرمایا پہلے میرا سلام کہنا پھر کہنا:

''اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ''۔

بیشک اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز اس کے ہاں ایک مقررہ مدت تک ہے پس میری لخت جگر کو چاہیے کہ وہ صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھے۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ لَہٗ مَا اَعْطٰی :

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور وہ کائنات کے ہر ذرے کا حقیقی مالک ومختار ہے۔ مالک مالک ہوتا ہے وہ اپنی مملوکہ چیز جس کو چاہے جتنے وقت کے لئے دے دے اور جب چاہے اس سے لے لے جب مالک اپنی چیز کو واپس لے تو جزع وفزع نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جس کی چیز تھی اس نے لے لی۔

انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کی اپنی جان اس کی اولاد اس کی دولت اس کی جائیداد، غرضیکہ ہر چھوٹی چیز یا بڑی چیز سب کا حقیقی مالک اللہ جل جلالہٗ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَاٰتُوْ هُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰكُمْ (1)

اور انہیں اللہ کے اس مال سے دو جو اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔

یہ مال و دولت یہ اولاد و اطفال یہ علم و ہنر یہ جسم و جاں سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے۔ وہ جب چاہے لے لے یہ اس کی مرضی بندہ کو دائرہ بندگی میں رہتے ہوئے اس کے لے جانے پر واویلا نہیں کرنا چاہے۔ اور آپے سے باہر نہیں ہونا چاہے۔ بلکہ اس وقت ایسے کلمات زبان سے ادا کرنے چاہیں جن سے اس خالق و مالک کے حقیقی مالک و ربّ ہونے کا اظہار واعلان ہوتا ہو۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ" قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اور بشارت دیجئے ان صابرین کو کہ جب ان تک کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کیلئے ہیں اور ہم نے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

كُلُّ شَیْئٍ عِنْدَهٗ بَاَجَلٍ مُّسَمًّى :

یہ دنیا عرضی ہے دائمی نہیں یہ دنیا زوال پذیر ہے ابدی نہیں یہاں کی ہر چیز فنا کے داغ سے داغدار ہے یہاں کسی چیز کو دوام نہیں ہے۔ بقا و دوام صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے اس دنیا

(۱) سورۃ النور ۲۴/۳۳

میں جو آیا اسے ایک دن یہاں سے جانا ہے ہر تعمیر ہونے والی عمارت ایک دن گرنے والی ہے ہر بننے والا مکان تباہ ہونے والا ہے۔ اور ہر بستا شہر اجڑنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن کریم میں ان الفاظ مبارک میں بھی ذکر فرمایا:

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ ۔(۱)

ہر چیز اللہ کے ہاں ایک مقدار تک ہے۔

پھر ہر قوم ایک معین مدت تک ہے ہر قوم کا ایک وقت مقرر ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۔(۲)

ہر قوم کی ایک مدت مقرر ہے جب ان کی مقررہ مدت آئے گی تو وہ نہ ایک لمحہ پیچھے ہو سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

اب زیر نظر حدیث پاک میں غور کیجئے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا ایک نواسہ اگلے جہاں کی تیاری میں ہے اس پر وقت نزع آچکا ہے۔ آپ کی صاحبزادی اور اس بچے کی ماں آپ کو بلا رہی ہے آپ جواباً پہلے پیغام بھیجتے ہیں کہ ہر چیز اللہ کی ہے وہ خالق و مالک جب اپنی چیز واپس لے لے تو اس پر صبر ہی کیا کرتے ہیں اور بس، پھر ایک قانون کی وضاحت فرمائی کہ ہر چیز اس جہاں میں ایک مقررہ وقت تک ہے جب وہ وقت آجائے گا تو اسے یہاں سے کوچ کر جانا ہوگا۔

---

(۱) سورۃ الرعد/۸

(۲) سورۃ یونس/۴۹

یہ وہ تعلیمات نبویہ ہیں جو ہر ایک کے لئے یکساں ہیں یہ نہیں کہ اوروں کو تو صبر کا درس دیا جائے لیکن جب اپنی باری آئے تو صبر کا دامن تار تار کر دیا جائے اوروں کو تو جزع وفزع اور واویلا سے منع کیا جائے لیکن جب اپنے خاندان کی باری آئے تو تمام حدود و قیود کو توڑ دیا جائے۔ ایسا انداز کسی اور کا تو ہوسکتا ہے سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کا نہیں۔ جہاں سب آپ کی نگاہ پاک میں یکساں ہیں اور ہر ایک کو اسلام کی سچی تعلیمات سے آگاہ کیا جارہا ہے۔

فَارْسَلَتْ اِلَیْهِ تُقْسِمُ عَلَیْهِ لَیَأْتِیَنَّهَا :

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ دوبارہ پیغام بھیجتی ہیں اور آپ کو قسم دیتی ہیں کہ میری ہاں ضرور تشریف لائیں۔ وہ سراپا رحم وکرم نبی صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی جگر گوشہ کی اس التجا کو شرف قبولیت سے نوازتے ہیں اور اپنے چند اصحاب کے ہمراہ ان کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ بچہ کی حالت نازک ہے اس پر جانکنی کی حالت ہے اس عالم میں بچہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں دے دیا جاتا ہے اب بچہ مضطرب ہے اس کا سانس اکھڑ رہا ہے یہ کیفیت دیکھ امت کے والی صلّی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے ان کے ذہن میں یہ تھا کہ ایسے موقع پر شاید آنسو بہانا بھی جائز نہیں عرض کی یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ بھی رو رہے ہیں؟

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هٰذِهٖ رَحْمَةٌ" جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ۔

یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ودیعت فرمایا ہے۔

آنسوؤں کا نکلنا اندرونی جذبات کا آئینہ دار ہے۔آنسو کا آجانا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے دل میں محبت والفت کے جذبات ہیں اور یہ محبت والفت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے جو وہ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی قریبی کا انتقال ہو جائے کوئی عزیز اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس پر آنسو بہانا شریعت میں منع نہیں ہے بلکہ آنسوؤں کا نکل آنا اندرونی رحمت کا آئینہ دار ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت مطہرہ پر عمل کی سعادت نصیب فرمائے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی رکھنے والے کس درجہ فیروز بخت ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو حضور رحمت العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم خود ان کی تیمارداری کرتے ہیں وہ انسان کتنا سعید ہے جس کی تیمارداری خود نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اور اس مرض و بیماری پر ہزار صحت قربان کر دی جائے جس کے نتیجے میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم عیادت فرمائیں۔

حضور رحمت العالمین صرف اس دور کے افراد کے نبی نہ تھے بلکہ قیامت تک آنے والے مسلم کے نبی ہیں اور حضور فداہ ابی وامی صلّی اللہ علیہ وسلم کا لطف و کرم صرف خیر القرون میں بسنے والوں پر نہ تھا بلکہ یہ محشر تک آنے والے ہر امتی پر ہے۔اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اس دور میں بیماروں کی عیادت کرتے تھے تو اے مومن! مایوس نہ ہو وہ کرم والے نبی ہیں تو ذرا دِل کے ہاتھوں سے ان کے در رحمت پر دستک دے تو سہی ہو سکتا ہے تیری دستک سے پہلے دستگیری ہو جائے وہاں ظاہری سج دھج نہیں دیکھی جاتی وہاں ظاہر و جسم پر نظر نہیں وہاں تو دِل دیکھا جاتا ہے

دِل میں ایمان کی بہاروں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ وہ آج بھی کرم فرماتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک لطف وکرم فرماتے رہیں گے۔

حضور رحمۃ العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم آج بھی اپنی امت کی خبر گیری فرماتے ہیں اور اپنے احباب کو ان کی حالت بیماری میں شرف عیادت سے مشرف فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ایک بار مجھے بخار نے آ لیا اور بیماری نے طول پکڑا یہاں تک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا اس دوران مجھ پر غنودگی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عبدالعزیز سامنے موجود ہیں اور فرماتے ہیں:

بیٹے! حضرت پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید تیری پائینتی کی طرف سے تشریف لائیں۔ اس لئے چار پائی کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف تمہارے پاؤں نہ ہوں۔ یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا قوت گویائی نہ تھی حاضرین نے میرے اشارے پر چار پائی کا روخ پھیر دیا۔ اسی وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ ؟ (اے میرے پیارے بیٹے کیسے ہو؟)

اس کلام کی لذت اس قدر غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ وبکا اور وجد واضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس انداز سے اپنی بغل میں لیا کہ آپ کی داڑھی مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا سینہ میری آنکھوں سے تر ہو گیا پھر آہستہ آہستہ یہ وجد واضطراب کی کیفیت حالت سکون میں بدل گئی۔ اس وقت میرے دِل میں خیال

آیا کہ ایک مدت سے موئے مبارک کے حصول آرزو رکھتا ہوں کیا ہی کرم ہو کہ اس وقت تبرک عنایت فرمادیں میرے اس خیال سے آپ مطلع ہوئے اور داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو مقدس بال میرے ہاتھ میں تھمادے پھر میرے دِل میں خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہیں گے یا نہیں اس کھٹکے پر مطلع ہوکر آپ نے فرمایا یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی باقی رہے گے۔ اس کے بعد آپ نے صحت کل اور طویل عمر کی خوشخبری سنائی اس وقت مرض سے افاقہ ہوگیا۔

سبحان اللہ! یہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم ہے اور اللہ کی حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے لطف وکرم کو کسی زبان ومکان کی حدتیں مقید نہیں کیا جاسکتا۔ آج بھی جو اس سعادت عظمٰی سے بہرہ ور ہوتا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی نسبتِ غلامی استوار کرے انشاء اللہ کسی دن کرم والے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کرم فرمادیں گے۔

بچے کی وفات:

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں آپ کا نواسہ اللہ کو پیارا ہوجاتا ہے اس موقع پر خود حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے صبر فرمایا اور آپ کی صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بھی خصوصی صبر کا مظاہرہ کیا۔ کوئی واویلا نہیں مچایا آہ وفغاں سے اجتناب کیا اور اللہ کی رضا پر راضی وشاکر رہیں۔

ایک حدیثِ پاک ملاحظہ ہو جس میں بچہ کی وفات پر بندہ مومن کیلئے انعام کا ذکر ہے اور صبر کرنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا واضح ذکر ہے۔

عن ابی موسٰی الا شعری – رضی اللّٰه عنه – قال : قال رسول اللّٰه –

صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلّم – :

اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ . قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ ، فَيَقُوْلُ ، قَبَضْتُمْ ثَمْرَةَ فُؤَادِهِ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ. فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِیْ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ ، فَيَقُوْلُ : ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتاً فِی الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ.

ترجمة الحديث :

حضرت ابوموسیٰ اشعری – رضی اللہ عنہ – سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ – صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم – نے ارشاد فرمایا:

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۰۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۹۸
مسند احمد	رقم الحدیث (۱۹۶۱۳)	جلد ۱۵	صفحہ ۱۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۱۰۲۱)	جلد ۱	صفحہ ۵۱۹
قال الالبانی:	حسن		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۷۲۶)		صفحہ ۱۸۵
عمل الیوم واللیلۃ	رقم الحدیث (۵۸۱)		صفحہ ۵۳۳
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴۹)	جلد ۵	صفحہ ۴۵۶
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن غریب		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۰۰۵)	جلد ۶	صفحہ ۴۲۰

جب بندہ مومن کا بیٹا انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ (فرشتوں) سے فرماتا ہے۔ تم نے میرے عبد کا بیٹا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں یا اللہ! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم نے میرے عبد کے دل کا ٹکڑا لے لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں یا اللہ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب تم نے بیٹا لیا تو میرا بندہ کیا کہتا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں (یا اللہ) اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو تو وہ فرشتے اس تعمیر شدہ گھر کا نام بیت الحمد رکھتے ہیں۔

-۞-

جس شخص کو پریشانیاں گھِر لیں۔ مصائب و آلام جس پر نازل ہوں اسے ہی ان کی شدت کا احساس ہوتا ہے پھر جتنا گہرا تعلق ہوتا ہے اتنا ہی رنج والم زیادہ ہوا کرتا ہے۔

انسان کا بعض چیزوں سے تعلق و رشتہ بڑا گہرا ہوا کرتا ہے ان میں سے اگر کوئی چیز کھو جائے تو اتنا ہی زیادہ دکھ اور اتنی ہی زیادہ تکلیف ہوا کرتی ہے۔ باپ اور بیٹے کا رشتہ، ماں اور بیٹے کا رشتہ بڑا گہرا اور پیارا ہوا کرتا ہے۔ بیٹے کو انسان کے جگر کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک کہا جاتا ہے بیٹا دل کا چین اور آنکھوں کا نور ہوا کرتا ہے۔ جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے وہ جگر کا ٹکڑا اس جہاں فانی کو خیر باد کہہ جائے تو اس کا دکھ اس کے والدین کو بات زیادہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات بعض لوگ بیٹے کی وفات پر اپنا توازن کھو جاتے ہیں۔

اھل ایمان کو یہ مصیبت اور رنج پر صبر کا حکم ہے بیٹے کے انتقال پر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے اور جو خوش نصیب اللہ کا حکم جان کر بیٹے کے انتقال پر رونے سے واویلا کرنے سے گریز کرتا ہے صبر و ثبات کا بے مثال مظاہرہ کرتا ہے صرف زبان پر یہ کلمات

لاتا ہے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

تو اللہ الکریم کا کرم ملاحظہ ہو کہ اس کیلئے جنت میں ایک گر بنایا جاتا ہے اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے والدین کیلئے کتنی بڑی نوید ہے کہ ادھر ان کا جگر پارہ ان سے جدا ہوا ادھر انہیں جنتی بنا دیا گیا۔ اور یہ وہ چلتے پھرتے جنتی ہیں کہ ان کا محل جنت میں تعمیر ہو چکا ہے۔

پہلی امتوں کا صاحبِ کرامات بچہ

وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((كَانَ مَلِكٌ" فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ" ، فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ : اِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَيَّ غُلامًا اُعَلِّمْهُ السِّحْرَ ؛ فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلامًا يُعَلِّمُهُ ، وَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهِ اِذَا سَلَكَ ، رَاهِبٌ ، فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلامَهُ فَاَعْجَبَهُ ، وَكَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَ مَرَّبِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَضَرَبَهُ ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ فَقَالَ : اِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ فَقُلْ : حَبَسَنِيْ اَهْلِيْ ، وَاِذَا خَشِيْتَ اَهْلَكَ فَقُلْ : حَبَسَنِي السَّاحِرُ. فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ اِذْ اَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ فَقَالَ : اَلْيَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ ؟ فَاَخَذَ حَجَرًا فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ ، فَاَتَى الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهُ . فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ : اَيْ بُنَيَّ اَنْتَ الْيَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّيْ ، قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرَى ، وَاِنَّكَ سَتُبْتَلَى ، فَاِنِ ابْتُلِيْتَ فَلا تَدُلَّ عَلَيَّ ؛ وَكَانَ الْغُلامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيْسُ الْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ ، فَاَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ فَقَالَ :

مَاهَا هُنَا لَکَ اَجْمَعُ اِنْ اَنْتَ شَفَیْتَنِی ، فَقَالَ : اِنِّی لا اَشْفِی اَحَدًا ، اِنَّمَا یَشْفِی اللّٰہُ تَعَالٰی، فَاِنْ آمَنْتَ بِاللّٰہ تَعَالٰی دَعَوْتُ اللّٰہَ فَشَفَاکَ ، فَآمَنَ بِاللّٰہ تَعَالٰی فَشَفَاہُ اللّٰہ تَعَالٰی ، فَاَتَی الْمَلِکَ فَجَلَسَ اِلَیْہِ کَمَا کَانَ یَجْلِسُ فَقَالَ لَہُ الْمَلِکُ: مَنْ رَدَّ عَلَیْکَ بَصَرَکَ ؟ قَالَ : رَبِّی ،قَالَ : اَوَ لَکَ رَبٌّ غَیْرِی ؟! قَالَ : رَبِّی وَرَبُّکَ اللّٰہُ ، فَاَخَذَہُ فَلَمْ یَزَلْ یُعَذِّبُہُ حَتّٰی دَلَّ عَلَی الْغُلَامِ ، فَجِیْءَ بِالْغُلَامِ فَقَالَ لَہُ الْمَلِکُ:اَیْ بُنَیَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِکَ مَا تُبْرِیءُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ ؟! فَقَالَ : اِنِّی لا اَشْفِی اَحَدًا، اِنَّمَا یَشْفِی اللّٰہُ تَعَالٰی ، فَاَخَذَہُ فَلَمْ یَزَلْ یُعَذِّبُہُ حَتّٰی دَلَّ عَلَی الرَّاھِبِ ؛ فَجِیْءَ بِالرَّاھِبِ فَقِیلَ لَہُ : ارْجِعْ عَنْ دِینِکَ ، فَاَبَی، فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِی مَفْرِقِ رَاْسِہِ ، فَشَقَّہُ حَتّٰی وَقَعَ شِقَّاہُ ثُمَّ جِیْءَ بِجَلِیسِ الْمَلِکِ فَقِیلَ لَہُ : ارْجِعْ عَنْ دِینِکَ فَاَبَی ، فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِی مَفْرِقِ رَاْسِہِ ، فَشَقَّہُ بِہِ حَتّٰی وَقَعَ شِقَّاہُ ، ثُمَّ جِیْءَ بِالْغُلَامِ فَقِیلَ لَہُ : ارْجِعْ عَنْ دِینِکَ فَاَبَیْ ، فَدَفَعَہُ اِلَی نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِہِ فَقَالَ : اذْھَبُوا بِہِ اِلَی جَبَلِ کَذَا وَکَذا فَاصْعَدُوا بِہِ الْجَبَلَ ،فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَہُ فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِینِہِ وَاِلَّا فَاطْرَحُوہُ ، فَذَھَبُوا بِہِ فَصَعِدُوا بِہِ الْجَبَلَ فَقَالَ : اللّٰھُمَّ اکْفِنِیھِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَرَجَفَ بِھِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا ، وَجَاءَ یَمْشِی اِلَی الْمَلِکِ ، فَقَالَ لَہُ الْمَلِکُ : مَا فَعَلَ اَصْحَابُکَ ؟ فَقَالَ : کَفَانِیھِمُ اللّٰہُ تَعَالٰی ، فَدَفَعَہُ اِلَی نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِہِ فَقَالَ: اذْھَبُوا بِہِ فَاحْمِلُوہُ فِی قُرْقُورٍ وَتَوَسَّطُوا بِہِ الْبَحْرَ ، فَاِنْ رَجَعَ عَنْ دِینِہِ وَاِلَّا فَاقْذِفُوہُ ، فَذَھَبُوا بِہِ فَقَالَ : اللّٰھُمَّ اکْفِنِیھِمْ بِمَا شِئْتَ ، فَانْکَفَاَتْ بِھِمُ السَّفِینَۃُ

فَغَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ . فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ : مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ ؟ فَقَالَ : كَفَانِيهِمُ اللّٰه تَعَالٰى . فَقَالَ لِلْمَلِكِ : إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ . قَالَ : مَا هُوَ ؟ قَالَ : تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ : بِسْمِ اللّٰه رَبِّ الْغُلَامِ ثُمَّ ارْمِ ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِي . فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فَمَاتَ . فَقَالَ النَّاسُ : آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ ، فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ : أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ ! نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ. فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأُضْرِمَ فِيهَا النِّيرَانُ وَقَالَ : مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَاقْحِمُوهُ فِيهَا أَوْقِيلَ لَهُ: اقْتَحِمْ ، فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَ مَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا ، فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا ، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ : يَا أُمَّاهُ ! اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ)).

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

((ذِرْوَةُ الْجَبَلِ)) أَعْلَاهُ ، وَهِيَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا وَ((الْقُرْقُورُ))بِضَمِّ الْقَافَيْنِ : نَوْعٌ مِنَ السُّفُنِ وَ((الصَّعِيْدُ))هُنَا : الْأَرْضُ الْبَارِزَةُ وُ((الْأَخْدُودُ)): الشُّقُوقُ فِي الْأَرْضِ كَالنَّهْرِ الصَّغِيرِ وَ((أُضْرِمَ)) أُوقِدَ ((وَانْكَفَأَتْ))أي: انْقَلَبَتْ وَ ((تَقَاعَسَتْ)): تَوَقَّفَتْ وَجَبُنَتْ۔

ترجمة الحديث:

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلی امتوں میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا (جو اس کو مشورے دیتا تھا) جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا بیشک میں بوڑھا ہو چکا ہوں پس اب میری طرف ایک بچہ بھیجو تا کہ میں اسے (جادو) سکھاوؤں۔

بادشاہ نے اس جادوگر کے پاس ایک بچہ بھیجا جس کو اس نے جادو سکھانا شروع کر دیا۔ اس بچہ کے راستہ میں جس راستہ پر وہ چل کر جادوگر کے پاس جاتا تھا ایک راہب تھا۔ تو وہ لڑکا اس راھب کے پاس بیٹھتا اور اس کے کلام کو سنتا تو اس لڑکے کو اس راھب کی باتیں بھلی معلوم ہوتیں جب وہ جادوگر کے پاس جاتا تو (دیر ہونے کی وجہ سے) اسے جادوگر مارتا۔

اس نے اس بات کی شکایت راھب سے کر دی تو راھب نے اسے کہا جب تو جادوگر سے ڈرے (کہ وہ دیر ہونے کی وجہ سے تجھے مارے گا) تو اسے کہہ دینا مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تو گھر والوں سے ڈرے (کہ وہ دیر ہونے کی وجہ سے ماریں گے) تو انہیں کہہ دینا کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۳۰۰۵)	جلد ۶	صفحہ ۴۱۰
مسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۲۳۸۱۵)	جلد ۱۷	صفحہ ۱۷۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

چنانچہ اس کی اس عادت پر دن گزرتے گئے کہ ایک دن لڑکے نے اپنے راستہ میں ایک بہت بڑا جانور دیکھا جس نے لوگوں کو (گزرنے سے) روک رکھا تھا۔ تو بچے نے کہا آج میں جان لوں گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب تو اس بچے نے ایک پتھر پکڑا اور اللہ سے عرض کی! اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تجھے زیادہ محبوب ہے جادوگر کے معاملہ سے تو اس جانور کو (اس پتھر سے) ہلاک کر دے تاکہ (راستہ کھل جائے اور) لوگ گزر جائیں۔

تو اس بچے نے وہ پتھر مارا جس نے اس جانور کو ہلاک کر دیا پس وہ راہب کے پاس آیا اور اسے ساری بات بتا دی۔ راہب نے اس سے کہا۔ اے میرے پیارے بیٹے! آج تم مجھ سے افضل و برتر ہو۔ تیرا معاملہ بہت دور پہنچ چکا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ عنقریب تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے۔ جب تم پر آزمائش آئے تو میرے متعلق لوگوں کو نہ بتانا۔

وہ بچہ مادرزاد اندھے اور کوڑھ والے کو تندرست کر دیتا تھا (باذن اللہ) اور دیگر تمام بیماریوں میں بھی لوگوں کا علاج کرتا تھا۔

بادشاہ کے ایک جلیس و درباری نے (اس بچے کے بارے میں) سنا خود اندھا ہو چکا تھا وہ بہت سے تحائف لے کر بچے کے پاس آیا اس نے کہا:

اگر تم مجھے شفاء دے دو تو یہ سارے کے سارے تحفے تمہارے لئے اس بچے نے کہا میں کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ تو اللہ سے تمہارے لئے دعا کروں گا وہ اللہ تمہیں شفاء عطا فرمائے گا۔ پس وہ (بادشاہ کا درباری) اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرما دی۔

وہ (درباری) بادشاہ کے پاس آیا تو اس کے دربار میں ایسے بیٹھا جیسے وہ (پہلے) بیٹھا

کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا:

تیری آنکھیں کس نے ٹھیک کی ہیں؟ تو اس نے کہا۔ میرے ربّ نے بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی ربّ ہے؟

اس نے کہا میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ ہے۔

بادشاہ نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے مسلسل سزا دیتا رہا حتی کہ اس نے بچے کا پتہ بتادیا۔ بچے کو بادشاہ کے پاس حاضر کیا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے میرے پیارے بیٹے! تیرے جادو کا کمال اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ تو مادرزاد اندھوں اور کوڑھ والوں کو تندرست کرتا ہے اور تو ایسا ایسا کرتا ہے۔ بچے نے کہا میں کسی کو شفاء نہیں دیتا شفاء تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

بادشاہ نے اسے بھی گرفتار کرلیا اسے بھی مسلسل سزا دینی شروع کر دی حتی کہ اس نے راھب کا پتہ بتادیا راھب کو بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا گیا اسے حکم دیا گیا اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے اپنا دین ترک کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ نے آرہ منگوایا اور اس آراہ کو اس کے سر کے درمیان مانگ والے مقام پر رکھ دیا گیا تو اس آرہ کے ذریعے اس راھب کے چیر دیا گیا یہاںتک کہ اس کے دو حصّے ہو گئے۔

پھر بادشاہ کے جلیس و درباری کو لایا گیا اسے حکم دیا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ اس نے انکار کر دیا تو اس کے سر کے عین وسط میں مانگ والی جگہ آرہ رکھ کر اسے چیر دیا گیا حتی کہ اس کے بھی دو حصّے ہو گئے۔ پھر بچے کو حاضر کیا گیا اسے حکم دیا گیا کہ اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اسے اپنے چند خاص اصحاب کے سپرد کر دیا اور کہا اس بچے کو فلاں فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اس پہاڑ پر اسے چڑھاؤ۔ پس جب تم اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ (تو اسے

کے دین کے بارے میں سوائی کرو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے وہاں سے نیچے پھینک دو۔

وہ (بادشاہ کے آدمی) اس بچے کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو بچے نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔ اے اللہ! تو ان کے مقابلہ میں جیسے چاہے مجھے کافی ہو جا۔

تو پہاڑ ان کے ساتھ تھرتھرایا تو وہ سب نیچے گر گئے (اور مر گئے) لڑکا (پھر) چل کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تجھے لیکر جانیوالے آدمیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ بچے نے جواب دیا اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں مجھے کافی ہو گیا (ان کے مقابلہ میں میری مدد و اعانت کی اور اللہ نے انہیں مار دیا) پھر اس (بادشاہ) نے اپنے چند (اور) اصحاب کے سپرد کیا اور کہا اس بچے کو لے جاؤ اور کشتی میں سوار کردو اور اسے سمندر کے درمیان لے جاؤ (پھر اس کے اس دین کے بارے میں استفسار کرو) اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہت بہتر ورنہ اسے سمندر کے وسط میں پھینک دو (تاکہ یہ ڈوب کر مر جائے) پس وہ اسے لیکر (سمندر کے وسط میں) چلے گئے تو اس بچے نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْھِمْ بِمَا شِئْتَ۔

اے اللہ! ان کے مقابلہ میں تو جیسے چاہے مجھے کافی ہو جا۔

تو کشتی ان (بادشاہ کے) آدمیوں سمیت الٹ گئی تو وہ سب غرق ہو گئے۔ وہ بچہ پھر چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے استفسار کیا تجھے لیکر جانے والے آدمیوں کے ساتھ کیا ہوا؟ تو بچے نے جواب دیا ان کے مقابلہ میں مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہو گیا (یعنی میری مدد فرمائی اور انہیں غرق کر دیا)۔

پھراس بچے نے بادشاہ سے کہا:

تو مجھے اس وقت تک قتل نہیں کر سکتا جب تک تو وہ نہ کرے جو میں تجھے بتاؤں۔ بادشاہ نے کہا وہ طریقہ کیا ہے! اس بچے نے کہا:

تو لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کر لے اور سولی دینے کے لئے مجھے ایک تنے پر چڑھا پھر میری ترکش سے ایک تیر لے لے پھر اس تیر کو کمان کے وسط میں رکھ پھر کہہ

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔

اللہ کے نام سے تیر چلاتا ہوں جو اس بچے کا ربّ ہے۔

پھر مجھ پر تیر چلا۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تو مجھے قتل کر سکے گا (ورنہ نہیں) بادشاہ نے لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کیا اور اسے سولی دینے کے لئے تنے پر چڑھایا پھر اس بچے کے ترکش سے ایک تیر لیا پھر تیر کو کمان کے وسط میں رکھا پھر کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ۔

اللہ کے نام سے تیر چلاتا ہوں جو بچے کا ربّ ہے۔

پھر اس نے تیر بچے کی طرف پھینکا تو تیر اس کی کنپٹی پر لگا تو اس نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور شہید ہو گیا۔

(لوگوں نے یہ منظر دیکھا) تو کہا ہم بچے کے ربّ پر ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ کے خاص آدمیوں کو بادشاہ کے دربار حاضر کیا گیا تو اس سے کہا گیا۔

اے بادشاہ! آپ جس چیز سے ڈرتے تھے وہی ہوا اللہ کی قسم! آپ کا اندیشہ درست ثابت ہوا۔ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔

پس بادشاہ نے حکم دیا گلیوں کے کناروں میں خندقیں کھودی جائیں خندقیں کھود دی گئیں اوران میں آگ مشتعل کر دی گئی اور اس نے حکم دیا جو اپنے پہلے دین کی طرف نہ لوٹے اسے اس آگ میں جھونک دو یا اس سے کہا جائے اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا حتی کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا تو وہ عورت آگ میں داخل ہونے کے لئے ہچکچائی تو اس کے بچے نے اس سے کہا اے ماں! (راہ حق میں آنے والی مصیبت پر) صبر کرو (آگ میں داخل ہو جاؤ) بیشک تو حق پر ہے۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

ذِرْوَۃُ الْجَبَل :ذال معجمہ کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ، پہاڑ کا بلند حصّہ یعنی چوٹی۔

اَلقُرْقُوْر :دونوں قاف کے ضمہ کے ساتھ، کشتی کی ایک قسم۔

اَلصَّعِیْد:اس جگہ اس کا معنی کھلی زمین۔

اَلْاُخْدُوْد:زمین میں کھائیاں جیسے چھوٹی نہر۔

اُضْرِم :جلایا گیا۔

اِنْکَفَأَتْ:الٹ گئی۔

تَقَاعَسَتْ :توقف کیا اور بزدلی دکھائی۔

اس حدیث پاک کو حضرت امام نوری رحمۃ اللہ نے باب صبر میں ذکر کیا ہے اور یہ پہلی امتوں کے ایک عجیب تذکرہ پر مشتمل ہے۔

ایک بادشاہ اپنی بادشاہت کو استحکام بخشنے کے لئے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے

لئے ایک جادوگر کا سہارا لیتا ہے۔ ظالم حکمران جتنے اوپر سے مضبوط دکھائی دیتے ہیں اندر سے اتنے ہی کھوکھلے ہوتے ہیں۔ یہ اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے کچھ اس قسم کے افراد کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے شعبدوں سے اپنے ہاتھ کی صفائی سے رعایا کو مرعوب کرنے کی سعی میں لگے رہتے ہیں۔ جس سے بادشاہ کو مزید ظلم وزیادتی کا موقع مل جاتا ہے ظالم وجابر حکمران مخلوق خدا کو اپنا عبد (غلام) بنانے والے حکمران قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے تو وہاں ان کے ساتھ ان افراد کو جو خفیہ طور پر ان کے معاون ہوتے ہیں بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور ظالمین کی سزا میں یہ بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

یہ جادوگر ایک سن رسیدہ اور جہاں دیدہ آدمی تھا جس کی ساری زندگی تجربات میں گزری تھی اور اب ایک مستند تجربہ کار روپ میں نظر آرہا تھا۔ پھر اسے معلوم تھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری موت کا وقت قریب ہے مجھے اپنا علم اپنے تجربات کسی ذہین وفطین آدمی کے سپرد کرنے چاہیں تاکہ میرے بعد بھی وہ ان تجربات کی روشنی میں بادشاہ کے کام آتا رہے۔ اس نے اس کام کے لئے بادشاہ سے مطالبہ کیا مجھے ایک ذہین وفطین بچہ دیا جائے تاکہ میں بچپن ہی سے اسے علم سے آشنا کروں۔

ظاہر ہے بچپن کے علم میں اور بڑھاپے کے علم میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ بچپن میں سیکھا گیا علم ساری عمر نہیں بھولتا بڑھاپے میں حاصل کردہ علم اکثر نسیان کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر پڑھا نہ پڑھا برابر ہو جاتے ہیں۔

بچپن میں انسان کو مشاغل کم ہوتے ہیں بلکہ دیگر مشاغل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس لئے ساری توجہ حصول علم پر صرف ہوتی ہے۔ لیکن بڑھاپے میں ڈھیروں مشاغل انسان کو

سکون نہیں لینے دیتے۔ یہ مصروفیات، یہ پریشانیاں انسان کے یکسو ہونے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں علم میں جب یکسوئی نہ ہو تو وہ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے اسی لئے تو کہتے ہیں۔

اِنَّ الْعِلْمَ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ۔

بچپن میں علم حاصل کرنا ایسے ہے جیسے پتھر میں نقش۔

پتھر کا نقش نقش ہوتا اس پہ پڑا ہوا نشان صدیوں تک برقرار رہتا ہے اس طرح بچپن کا علم ماند نہیں پڑتا بلکہ زندگی کے آخری سانس تک رہتا ہے۔

ہمیں بھی چاہے کہ ہم اپنی اولاد کو بچپن ہی سے علم کی طرف راغب کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری ذرا سی غفلت کے باعث عمر کا یہ قیمتی حصہ ضائع ہو جائے بعد میں کفِ افسوس ملنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

جن احباب نے بچپن میں علم کی طرف توجہ دی یا جن والدین نے اپنی اولاد بچپن میں ہی علم کے موتی حاصل کرنے پر لگا دیا تاریخ گواہ ہے کہ ایسے افراد اس دنیا میں یگانہ روزگار ٹھہرے اور ان کے علم کا ماہتاب یوں چمکا کہ ایک جہاں کو اپنی لطافتوں سے مستفیض کر گیا۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی ذہن نشین رہنا چاہے۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ۔

جھولے سے لیکر لحد تک علم کے موتی چنتے رہو۔

کہ جیسے جیسے تمہاری عمر بڑھتی جائے تمہارے پاس علم کا ذخیرہ بڑھتا چلا جانا چاہیے۔ قومیں ترقی مال و دولت سے نہیں کرتیں بلکہ قوموں کی ترقی کا راز علم میں ہے۔ اسلام کے ماننے والے جب تک علم کے دلدادہ رہے عالم پر حکمرانی کرتے رہے جب تک مسلمانوں کی درسگاہیں

علم کا نور بکھیرتی رہیں کائنات کی سیاءت مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہی جب مسلمان علم کے کنارہ کش ہو گے اور انہوں نے علم کو چھوڑ کر دنیاوی عیش وعشرت کو حاصل زندگی سمجھ لیا تو اس کا حشر سب کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو علم سے محبت کی توفیق دے اور ہماری درسگاہوں کو گہوارہ علم وادب بنائے اور ہمارے مراکز تعلیم کو علم کے نور سے مالا مال کرے۔

اپنے مشن سے وفاداری:

اس بوڑھے جادوگر کے عمل میں ہمارے لئے بھی سامان نصیحت ہے۔ یہ جادوگر اگرچہ باطل پر ہے اس کا یہ عمل جادوحق سے دور بہت دور ہے لیکن اس کے باوجود یہ اپنے مشن میں مخلص ہے اس نے جب محسوس کیا کہ اب میرا دنیا سے کوچ کا وقت قریب ہے تو اس نے اس علم کو منتقل کرنے کے بارے میں سوچا اور پھر اس پر عمل بھی کیا۔

اسلام کے ماننے والے اہل علم حضرات کو اس کے اس طرز عمل پر غور کرنا چاہیے کہ اگر باطل کا پرستار اپنے باطل کی اشاعت کے لئے اپنا نائب تیار کرتا ہے تو حق کے ماننے والے اور نور حق پھیلانے والے ایسے افراد کیوں نہ تیار کریں جو نور حق سے آراستہ ہو کر باطل کے ظلمت کدوں میں حق کا اجالا کر دیں۔

تاریخ شاہد ہے ہمارے اسلاف نے نور حق کو منتقل کرنے کے لئے ہر مناسب طریقہ استعمال فرمایا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے زندگی کے آخری ایام تک درس وتدریس ترک نہ کیا۔ بلکہ اس نور اسلام کو پھیلاتے رہے اور اس شمع حق کی لو سے ایسی مزید کئی شمعیں فروزاں کر گئے جو ان کے وصال کے بعد بھی اسلام کے نور سے عالم کو نور کرتی تھیں۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے نورحق پھیلانے کے لئے اور اپنے ان انوار کو منتقل کرنے کے لئے بے شمار تصانیف یارگار چھوڑیں جو آج تک اسلام کی روشنی سے عالم کو بقعۂ انوار بنائے ہوئے ہیں۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کا سینہ علم وحکمت کا گنجینہ تھا اور آپ کا دل انورنور اسلام سے تابندہ ودرخشندہ تھا آپ نے اس نور کو اس جہاں میں بطور یادگار پھیلایا اور وقیع تصانیف کی صورت میں اس شمع کو یوں فروزاں کیا کہ انشاء اللہ رہتی دنیا تک نورغزالی باطل کی ظلمات سے ٹکراتا رہے گا اور ہر میدان میں اسے عبرتناک شکست دیتا رہے گا۔

محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ بے نظیر نور عطا فرمایا جس کی مثال پیش کرنے سے یہ عالم قاصر ہے اس نور نے یوں اجالا کیا کہ ہرطرف اسلام، دین حق کے صحیح خدوخال نظر آنے لگے۔صدیوں سے محیط اسلام کے چہرہ نورافزاء پر سے داغ ودھبے دور کیے اور پھر اسے نئی توانائی ارزانی فرمادی۔ یہ مردحق آگاہ اور مردخود آگاہ اس عالم آب وگل میں آرام کرنے نہیں آیا تھا بلکہ ایسی انتھک کوشش کی کہ جب آپ کا وصال ہوا تو ہزاروں دلوں میں یہ نور منتقل ہو چکا تھا۔ پھر آپ نے اپنے مکتوبات مقدسہ کی صورت میں وہ آفاق گیرنور بکھیرا یہ نور انشاء اللہ قیام قیامت تک اہل ایمان کو راہ حق بتاتا رہے گا۔اس اللہ کے سپاہی نے اس پر اکتفانہ کیا بلکہ اپنی اولاد قدسی صفات اور اپنے خلفاء ذوی الاحتشام کی صورت میں ایک بہت بڑی مردانِ حق کی فوج چھوڑ گیا کو جورزم گاہ حیات میں باطل سے ٹکراتی رہی اور اسلام کی ضیاباریوں سے عالم کو جگمگاتی رہی پھر یہ نورمبین آج بھی ہزاروں دلوں میں پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے اور اسلام کی صداقت کا اعلان کررہا ہے۔

جادو:

شریعت اسلامیہ میں جادو سیکھنے، جادو سیکھانے اور جادو کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اس جادو کو کبائر (بڑے گناہوں) میں شمار کیا ہے۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَاهُنَّ؟ قَالَ: اَلشِّرْکُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ ، وَقَتْلُ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَاَکْلُ الرِّبَاء وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔

حضرت ابو ہریرہ – رضی اللہ عنہ – سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کردینے والے کبیرہ گناہوں سے بچو۔

عرض کی یا رسول اللہ! وہ سات کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

۲۔ سحر (جادو)

۳۔ اس نفس کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔

۴۔ یتیم کا مال کھانا۔

صحیح البخاری رقم الحدیث (۵۷۶۴)

مسلم رقم الحدیث (۸۹)

۵۔ ربوا (سود) کھانا۔

۶۔ جہاد کے دن میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا۔

۷۔ پاک دامن فاسقین کے شر سے غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔

-۞-

یہ جادو کبائر سے ہے۔ اس جادو کا دلدادہ اور جادو پر عمل کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دو بیٹھتا ہے۔ اس لئے اہل اسلام کو اس کے شر سے بچنے کیلئے پر خصوصی توجہ دینی چاہے اور اپنے ایمان وایمان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

جادوگر کے پاس جانے کی قباحت اس فرمان سے عیاں ہے ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ:

مَنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ سَاحِراً اَوْ کَاهِناً یُوْمِنُ بِمَا یَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

جو کسی عراف، کسی جادوگر یا کسی کاہن کے پاس آیا اور جو وہ کہتا ہے اس پر یقین کر گیا تو اس نے حضور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر جو نازل کیا گیا اس کا کفر کیا۔ العیاذ باللّٰہ من ذالک۔

اہل اسلام نہ کسی جادوگر کے پاس جاتے ہیں اور نہ کسی کاہن سے راہ روسم رکھتے ہی۔ ان کی سب سے قیمتی متاع ان کا ایمان ہے اور جہاں جانے سے ایمان خطرے میں ہو اہل

سنن ابی داود رقم الحدیث (۳۸۶۸)

اسلام اس راہ پہ نہیں چلا کرتے۔ اللہ ذوالجلال اپنا رحمت خاصہ کا صدقہ ہم سب کو اسلام کی سچی بہاروں سے آشنا فرمائے اور ہر اس آدمی سے قطع تعلقات کی توفیق دے جس کے پاس جانے سے ایمان کی بربادی کا ڈر ہو۔

خلافِ واقعہ بات کہنا:

بچہ ساحر کے پاس جاتا ہے اور ساحر (جادوگر) اسے جادو سکھانے کی کوشش کرتا لیکن یہ بچے کی خوشی قسمتی تھی کہ راستہ میں ایک راھب سے ملاقات ہوگئی۔ اور راھب کی باتیں اسے پسند آنے لگیں وہ کچھ وقت راھب کے پاس بھی بیٹھ جاتا اور اس کا دل نشیں کلام سنتا جب وہ ساحر کے پاس تاخیر سے پہنچتا تو ساحر اسے مارتا اس معاملہ کی شکایت بچے نے راھب سے کردی۔

راھب نے اسے کہا

جب تو ساحر کے پاس دیر سے پہنچے اور وہ تجھ سے پوچھے کہ لیٹ کیوں آئے تو اسے کہہ دینا کہ گھر والوں نے روک لیا تھا اس طرح گھر والے پوچھیں تو انہیں کہہ دینا ساحر نے دیر سے چھوڑا تھا۔

سوال یہ ہے راھب نے اسے ایسا کرنے کی تعلیم کیوں دی۔

اسکا سادہ سا جواب ہے کہ راھب نے اسے جس بھی مصلحت کے لئے تعلیم دی ہو بہر حال وہ ہماری اس امت محمدیہ علی صاحبھا الف الصلوۃ والتحیہ کا فرد نہ تھا اس کے کسی عمل کو ہمارے سامنے بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

اسلام کا شعار اور علماء اسلام کی پہچان صدق سے وابستہ ہے۔ یہی سچ ہمارے دین کا

نور ہے۔

ہوسکتا ہے کہ راھب نے سوچا ہو کہ بچہ آہستہ آہستہ آغوش اسلام میں آ رہا ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب اسلام کا نور اس کے باطن کو مکمل طور پر منور کر دے گا۔ اور اگر اب یہ میرے پاس آنے سے رک گیا تو ہوسکتا ہے یہ نعمت ایمان سے محروم رہ جائے اس بچہ کے ایمان کیساتھ پوری قوم کا ایمان وابستہ ہے اس لئے ایسا راستہ تلاش کیا جس سے اس بچہ کی اس کے ہاں آمدورفت متاثر نہ ہو۔ اس راھب نے ایک عظیم فائدہ کے لئے ایسی اجازت دی ہے۔

ہوسکتا ہے اس نے سوچا ہو کہ بچہ تو ابھی مسلمان ہی نہیں ہے۔ اور یہ احکام اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب اسلام میں آ جائے گا تو اس سچ کا خود بخود پابند ہو جائے گا۔

طلب ھدایت:

ایک دن بچہ جارہا تھا کہ اسے معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا جانور راستہ میں حائل ہے جس نے لوگوں کو گزرنے سے روک رکھا ہے یعنی کوئی درندہ راہ میں ہے۔ اگر کوئی اس کے پاس گیا تو وہ درندہ اسے چیز پھاڑ کھائے گا۔ حدیث پاک میں اس جانور، اس درندہ کا نام مذکور نہیں ہے۔

بہرحال بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا آج میں جاننا چاہوں گا کہ ساحر افضل ہے یا راھب ساحر حق پر ہے یا راھب اس نے وہ اٹھایا ہوا پتھر اس جانور پر مارا اور مارتے ہوئے کہا اے اللہ اگر راھب تیرے ہاں ساحر سے زیادہ محبوب ہے تو اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے۔ وہ پتھر اس جانور کو لگا اور وہ جانور اس پتھر کے سبب ہلاک ہو گیا۔ اس جانور کی ہلاکت سے بچے کو علم ہو گیا اور یقین کامل ہو گیا کہ راھب حق پر ہے۔ اور اس کی تعلیمات سچ پر مبنی ہیں۔

بچہ کے سامنے دو معاملہ تھے بچہ بذات خود فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھا کہ ان دو

میں سے حق کس کے ساتھ ہے اس نے اللہ سے دعا مانگی اور اپنے طور ایک طریقہ اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقِ دل کی لاج رکھی اور اس پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دیا۔

آج ہمارے سامنے بھی کئی مرتبہ ایسے معاملات آ جاتے ہیں جس کے بارے میں ہم بذات خود فیصلہ نہیں کر پاتے کہ ان میں ہمارے حق میں کونسا معاملہ بہتر اور مفید ہے۔اس سلسلہ میں زیرِ نظر حدیث پاک راہنمائی کرتی ہے کہ ایسی صورت میں احکم الحاکمین جل جلالہ کے حضور دعا مانگی جائے اور اس ذات سے خیر و بھلائی طلب کی جائے انشاءاللہ وہ کسی مانگنے والے کو محروم نہیں کرتا ۔اس بچہ نے اپنی طرح سے یہ ایک طریقہ اختیار کیا تھا اللہ نے اس کے اس طریقہ کے ذریعے اسے مقصد میں کامیاب کیا۔اور نور ھدایت سے اس کا باطن فروزاں کر دیا لیکن ہمارے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں واضح ہدایت موجود ہے اور کتب احادیث میں اس دعا کو محفوظ رکھا گیا ہے۔اور جو آج بھی دعاء استخارہ کے نام سے مشہور ہے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حدثنا قتیبة قال حدثنا عبد الرحمٰن بن ابی الموالی عن محمد بن المنکدر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ:

اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ

كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ "لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ "لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْقَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ .

قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور رسول اللہ۔صلّی اللہ علیہ وسلم۔ہمیں تمام امور میں استخارہ کی یوں تعلیم دیا کرتے تھے جیسے وہ ہمیں قرآن کریم کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے حضور فرماتے ہیں:

جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے فرض صلاۃ (نماز) کے علاوہ دو رکعت ادا کرے پھر اللہ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگے۔

اللھم انی استخیرک بقدرتک ....ثم ارضنی

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت و طاقت کے ذریعے تجھ سے طاقت کا طلبگار ہوں اور تجھ سے تیرے فضلِ عظیم کا سوالی ہوں بیشک تو قدرت و طاقت رکھتا ہے۔اور میں (تیری عطا کردہ طاقت کے بغیر) طاقت سے محروم ہوں تو ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔اور میں (تیرے عطا کردہ علم کے علاوہ) کچھ نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیوب کو خوب جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین، میری معاش

صحیح البخاری مع العمرۃ　　رقم الحدیث (۱۱۶۲)　　جلد ۷　　صفحہ ۳۲۲

اور میرے انجام کے اعتبار سے بہتر ہے یا حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے (عاقبة امری کی بجائے) فرمایا ''میرے کام کے جلدی یا دیر ہونے کے اعتبار سے بہتر ہے''۔ تو اس کام کو میرے مقدر میں کر دے اور اس کو میرے لئے سھل و آسان بنا دے۔ پھر میرے لئے اس کام میں برکت فرما دے۔

اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں برا ہے میرے دین، میری معاش اور میرے انجام کے اعتبار سے برا ہے۔ یا (عاقبة امری کی بجائے) فرمایا ''میرے کام کے جلدی یا دیر ہونے کے اعتبار سے برا ہے'' تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی جہاں بھی ہو اسے میرے مقدر میں کر دے پھر مجھے اس کام پر راضی کر دے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر (اتنی دعا مانگنے کے بعد) اپنی حاجت کا نام لے۔

کرامات کا صدور:

بچہ نے پتھر مارا اور پتھر سے وہ بڑا جانور ہلاک ہو گیا اس سے بچہ کے لئے بات بالکل واضح ہو گئی کہ حق اور سچ راھب کے ساتھ ہے۔ اور ساحر باطل کا پرستار ہے۔ اس بچہ کے دل میں ایمان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور ایمان کا نور اس کے جملہ اعضاء سے ظاہر ہونے لگا۔

اس واقعہ کے بعد لوگ اپنے مریضوں کو اس بچہ کے پاس لاتے بچہ اس کے لئے دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان مریضوں کو شفا عطا فرما دیتا۔ مادر زاد نابینا لائے جاتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ ان کی بینائی بحال کر دیتا کوڑھ جیسی کریه المنظر بیماری میں مبتلا لائے جاتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ انہیں شفا سے نوازتا اب اس بچہ سے کرامات کا صدور ہونے لگا۔

مقرب بارگاہ الٰہی غیر نبی سے خرق عادت کا ظہور کرامت کہلاتا ہے۔

راھب کی تعلیمات پر عمل کرنے والے بچے کو اللہ تعالیٰ یہ مقام و مرتبہ عطا فرماتا ہے کہ اس کے ہاتھ سے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔

جب گزشتہ امتوں میں سے کسی راھب کے پاس بیٹھنے والا بچہ اور راھب کے فیض سے معمور لڑکا مقرب بارگاہ ایزدی بن جاتا ہے اور کرامات اس سے صادر ہوتی ہیں تو وہ خوش نصیب جو اس خیر الامم کے کسی مرد حق آ گاہ کی بارگاہ میں بیٹھ کر اس کی تعلیمات سے بہرہ ور ہو اور اس کے فیوض و برکات سے اپنے سینے کو معمور کرے تو اس سے کرامات کا صدور کیونکر نہ ہو گا۔ یہ امت بحمدہ تعالیٰ تمام امتوں سے افضل واعلیٰ ہے اس طرح اس امت کے اولیاء بھی شرف و فضل میں دیگر امتوں سے ممتاز ہیں۔

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے تذکرہ کے ضمن میں ایک اللہ والے کا تذکرہ ملتا ہے جس سے خرق عادت کا ظہور ہوا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ امتوں میں بھی ایسے اولیاء کرام موجود تھے جو صاحب کرامات تھے اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات سے مالا مال تھے۔ ملاحظہ ہو۔

ملکہ سبا بلقیس حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کی بارگاہ میں حاضری کے لئے اپنے وطن سے چل پڑی ہے اور ادھر حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام نے اپنے دربار میں ارشاد فرمایا :اَیُّکُمۡ یَاۡتِیۡنِیۡ بِعَرۡشِهَا کون ہے جو اس کا تخت لائے گا؟ قَالَ عِفۡرِیۡتٌ" مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِکَ وَاِنِّیۡ عَلَیۡهِ لَقَوِیٌّ" حَفِیۡظ :ایک طاقت ور جن نے کہا میں اس تخت کو آپ کی بارگاہ میں لے آؤں گا آپ کی مجلس برخواست ہونے سے پہلے

اور بے شک میں اس پر قوی وحفیظ ہوں۔

اس کے بعد قرانی کلمات طیبات سنیے۔

وَقَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ" مِنَ الْكِتَابِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۔

اور جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی۔ میں اس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے جب آپ نے اس تخت کو اپنے ہاں دیکھا تو فرمایا یہ میرے ربّ تعالیٰ کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ کیا میں اس کا شکرادا کرتا ہوں یا ناشکری۔

غور کیجئے حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کی بارگاہ میں بیٹھنے والا آپ کا ایک امتی کس قدر کرم الٰہی سے سرفراز ہے جو کام ایک طاقت ور جن کئی گھنٹے صرف کر کے کرتا ہے وہ اللہ والا ایک سیکنڈ میں کر کے دکھاتا ہے یہ اس کی کرامت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کا امتی جس کے پاس آپ کی کتاب کا علم ہے اسے یہ طاقت ہے کہ وہ تخت بلقیس کو چشم زدن میں سیکڑوں میل دور سے اٹھا کر لے آتا ہے تو جس مرد حق آگاہ کے پاس بھی کتاب کا علم ہو پھر وہ کتاب حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام پر نازل شدہ نہیں ہیں بلکہ حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ السلام کے بھی نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے پھر وہ کتاب قیامت تک باقی رہنے والی ہے۔ ایسا عالمِ قرآن کن کن قوتوں کا مالک ہوگا اور اس کے ہاتھوں کون کونسی کرامات کا صدور ہوگا اللہ اکبر! پھر ایسا صاحب کرامات خیر الامم کا فرد خیر الانام صلّی اللہ علیہ وسلم کا امتی اگر اس سے بھی بڑے بڑے کام کر دکھائے تو جائے تعجب نہیں یہ اللہ کا فضل وکرم ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عنایات کریمانہ سے سرفراز فرمادیا کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانیوں سے سرفراز فرمایا تھا وہ نبی نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو مقام نبوت پر سرفراز نہیں فرمایا ابھی وہ حضرت مریم بچی ہیں حضرت زکریا علیہ الصلاۃ السلام ان کے کفیل ہیں وہ انہیں محراب-عبادت خانہ مین بٹھا کر باہر سے تالا لگا کر چلے جاتے جب وہ واپس آتے تو دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ مریم کے پاس بے موسم پھل ہے حالانکہ اس عبادت خانہ کی کوئی کھڑکی اور کوئی روشن دان نہ تھا پھر بے موسم پھل کا آ جانا باعث تعجب ہے آپ نے حضرت مریم سے پوچھا یہ پھل کہاں سے آیا تو آپ نے فرمایا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔

یہ اللہ کی طرف سے ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق فرماتا ہے۔

یہ کرامت حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عفیفہ پر بڑی مہربانی فرمائی اگر اس خاتون پر لطف و کرم ہو سکتا ہے تو ان کی جلالت شان کے معترف اس خیر الامم کے کسی ولی پر بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ السلام کی ولادت باسعادت کا ذکر قرآن کریم میں ہے جب آپ کی ولادت ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے فرمایا:

وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِزْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۔

اور حرکت دو رکھجور کے تنے کو تم پر پکی ہوئی تازہ کھجوریں گرنے لگیں گی۔

یہ دست مریم کی برکت تھی کہ خشک کھجور کے درخت کو ہاتھ لگایا وہ فوراً ہو ہرا بھرا ہو گیا پھر اس درخت سے تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے لبریز تھیں اور ان کے دل کی ڈھرکنیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈھرک رہیں تھیں۔انہوں نے اس جلوہ حق نما اور اپنے عشق حق آ گاہ کی لاج رکھ لی اور اپنی جانوں کا نذارنہ پیش کر کے قرب الٰہی کی لذتوں سے سیراب ہو گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صبر، صدمہ کے شروع میں

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَۃٍ تَبْکِی عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ : ((اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ)) فَقَالَتْ : اِلَیْکَ عَنِّی ، فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیبَتِیْ ، وَلَمْ تَعْرِفْہُ ، فَقِیلَ لَھَا : اِنَّہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہُ بَوَّابِینَ ، فَقَالَتْ : لَمْ اَعْرِفْکَ ، فَقَالَ : ((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی)) .متفق علیہ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۹۲۶)	جلد۲	صفحہ۴۷
ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۲۴)	جلد۲	صفحہ۲۱۰
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۸۷)	جلد۱	صفحہ۵۰۴
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۱۲۸۳)	جلد۱	صفحہ۱۳۸
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۱۸۶۸)	جلد۲	صفحہ۲۰
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۹۶)	جلد۴	صفحہ۱۸۴
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۱۵۹۶)	جلد۲	صفحہ۲۸۰
قال محمود محمد محمود:	متفق علیہ		
المسند احمد بن جنبل (مختصر)	رقم الحدیث (۱۲۲۵۷)	جلد۱۰	صفحہ۴۲۰
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔

اس عورت نے کہا:

مجھ سے دور ہو جاؤ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے اس عورت نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا نہیں تھا (اس لئے ایسے کلمات کہہ دے) بعد میں اس عورت سے کہا گیا کہ یہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم تھے۔

پس وہ عورت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر حاضر ہوئی وہاں اس نے دربانوں کو نہ پایا

اس عورت نے کہا:

(یارسول اللہ!) میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسے (نصیحت فرماتے ہوئے) فرمایا:

صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے (بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے)

اور امام مسلم کی روایت میں ہے وہ عورت اپنے بچے کی قبر پر رو رہی تھی۔

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم امین امت پر کس قدر شفیق و رحیم ہے آپ کا دل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انور اپنی امت کی بھلائی کے لئے ہر وقت سراپا شفقت ہے۔ زیرنظر حدیث پاک میں ایک عورت اپنے کسی فوت شدہ عزیز کی قبر پر پہنچی ہے اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عزیز اس کا اپنا جگر پارہ ہے۔ ماں کی مامتا بے قرار ہو جاتی ہے قبر پر پہنچ کر روتی ہے اسی دوران حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بھی قریب سے گزرتے ہیں آپ اسے فرماتے ہیں:

اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ۔

اللہ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔

یہ الفاظ مبارک بتاتے میں شاید وہ عورت رونے میں حدودِ شرعیہ سے تجاوز کر گئی تھی۔ چیخ و پکار کر رہی تھی اپنے جگر پارے کے غم میں بے حال ہو رہی تھی۔ والی دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلم اس سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں تقوی اختیار کرو۔ اور صبر کا دامن نہ چھوڑو۔

اللہ سے ڈرتی رہو جب اللہ تعالیٰ سے ڈرو گی تو پھر حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ کو گی۔ اس کے احکامات کو دل و جان سے قبل کرو گی۔ اس کیا احکامات پر عمل کی برکات تمہارے شامل حال ہوں گی۔ جس کے لئے اللہ کی برکات وخیرات ہوں اس کیلئے نازل ہونیوالی مصیبتیں مصیبتیں نہیں رہتیں بلکے وہ بھی اخروی فلاح کی ضامن ٹھہرتی ہیں اور صبر کا دامن نہ چھوڑو۔ جس انسان کو صبر نصیب ہو جائے وہ انسان اللہ تعالیٰ کی عنایات کریمانہ کا مستحق ہوا کرتا ہے۔ اور جو مرد مسلم صبر کا پیکر ہوتا ہے خداء بزوگ و برتر اس پر اپنی کرم کی برسات نازل کرتا ہے۔

وہ عورت اس وقت شدت غم سے بے حال تھی اسے خبر ہی نہ ہو سکی کہ ماں باپ سے بڑھ پر اتنی پیاری نصیحتیں کرنیوالا کون ہے یہ شفقتوں سے لبریز کلمات کسی کی زبان سے نکل رہے ہیں یہ پیکر خلوص و وفا کون ہے یہ کونسی ہستی ہے جو دکھی دلوں کو سکون کی دولت دیتی ہے۔ اور یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کونسی ذات ہے جس کا سراپا خیرات و برکات سے لبریز ہے۔

اس عورت نے بے خبری میں سخت جملہ نکال دیا۔ پیکر خلق عظیم صلّی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہ فرمایا اور اپنے کاشانہ اقدس تشریف لے آئے۔

بعد میں اس عورت کو کسی نے بتایا کہ جس کو تم نے سخت لفظ کہے وہ تو اللہ کے محبوب سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم تھے یہ تو وہ ہستی تھے جس کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار ہے وہ عورت مسلم تھی وہ عورت منافق نہ تھی اگر منافق ہوتی تو وہ کبھی بھی بارگاہِ خیرالوری صلّی اللہ علیہ وسلم میں نہ آتی۔

وَاِذَاقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ۔

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور آؤ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ دیکھیں کہ یہ منافق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے اعراض برتتے ہیں۔

وہ عورت بحمد اللہ کلمہ گو بھی اور نعمت ایمان سے مالا مال تھی فوراً بارگاہ خیرالوری صلّی اللہ علیہ وسلم حاضری دیتی ہے۔ اور اپنے جرم کی معافی کی خواہشگار ہے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اس کی بات، کو اس کے اعتذار کو سنا اَن سنا کر دیتے ہیں کیوں یہ اس لئے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے انتقام لیتے ہی نہیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا ظرف بہت بڑا ہے۔ بڑے بڑے مشرکین و کافرین کی باتیں برداشت کیں انہیں کبھی اس کا احساس تک نہ ہونے دیا یہ تو پھر بھی ایک مسلم تھی خدائے وحدہ لاشریک کی بندی تھی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی تھی۔

اس نے تو بے خبری میں کلمات کہہ دے تھے پھر وہ نادم وشرمسار ہو کر آئی تھی۔ یہ رحیم اللہ کے رحیم نبی ہیں ان کی بارگاہ میں جو ندامت لے کر آتا ہے اسے مزید شرمسار نہیں کیا کرتے۔

سنا ہے شرم والوں کو وہ شرمایا نہیں کرتے۔

اس موقع پر بھی آپ نے وعظ ونصیحت سے اسے عورت کو سرفراز فرمایا اور اس کے دل کی اجڑی بستی کو پھر سے باغ و بہار کر دیا۔

فرمایا: صبر تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔

یعنی جو ہونا تھا وہ ہو گیا آئندہ سے بھی خیال رکھنا اگر کہیں کوئی مصیبت آجائے واویلا نہ کرنا، کوئی تکلیف آئے تو آپے سے بار نہ ہونا شروع ہی سے صبر کرنا کیونکہ حقیقی صبر وہی ہے جو مصیبت کی ابتداء میں کیا جائے بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے۔

جزع وفزع سے شریعت نے منع فرمایا ویسے بھی واویلا کرنے سے میت کو کوئی نفع نہیں ہے۔ میت کو نفع تو تب ہوگا جب اسے دعا واستغفار میں یاد رکھا جائے جس میت کے لئے دعا واستغفار کی جائے اسے قبر میں اس کا نفع ہوتا ہے وہ میت خوش قسمت ہے جس کے بعد اسکے اعزہ واقارب اس کیلئے دعا کا اہتمام کریں اور صدقہ وخیرات کر کے اس کا ثواب اسے پہنچائیں۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

حدثنا هشام بن عمار، ثنا اسماعیل بن عباس، ثنا ثابت بن عجلان عن القاسم،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ : یَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ : ابْنَ آدَمَ اِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی لَمْ اَرْضَ لَکَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ۔

حضرت ابوامامہ الباھلی – رضی اللہ عنہ – سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے آدم کے بیٹے! اگر تو صدمہ وتکلیف کے شروع ہی میں صبر کرے اور ثواب کی تمنا کرے تو میں تیرے لئے جنت سے کم ثواب پر راضی ہی نہ ہوں گا۔

اس حدیث پاک میں کریم اللہ کے کرم کا جوبن ملاحظہ ہو براہِ راست فرزند آدم سے مخاطب ہے کیا یہی ایک شرف کافی نہیں ہے اس خطاب کی عظمت وبزرگی پر کائنات فدا کردی جائے تو حق ادا نہیں ہوا۔

انسان پر مصائب وآلام آتے رہتے ہیں یہ دنیا دارالسرور نہیں ہے پریشانیاں اس جہاں کا خاصہ ہیں۔ اہل ایمان ان تکالیف سے گھبراتے نہیں ہیں وہ صبر کرتے ہیں۔ پھر صبر صبر میں فرق ہے۔ کسی نے تکلیف کی ابتداء میں صبر کیا۔ حقیقی صبر یہی ہے اس پر وعدہ جنت ہے ورنہ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے صبر آتا جاتا ہے۔

صدمہ آتے ہی صبر کا دامن نہ چھوڑا اللہ کی رضا، اس کی خوشنودی اور اس کے حق بندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر کیا جائے تو خالق ومالک کا وعدہ ہے جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔

سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (۱۵۹۷) جلد۲ صفحہ ۲۸۰

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ صرف یہی فرمادینا میں اسے جنت دوں گا یہ بھی بہت بڑی نوید تھی لیکن وہ رحیم وکریم یوں فرماتا ہے کہ جنت سے کم ثواب پر راضی نہ ہوں گا، ان کلمات طیبات کا مزاوہی جانتا ہے جو رَمز آشنا محبت ہے ان کلمات کی حلاوت اسے ہی نصیب ہے جس نے باری تعالیٰ کی محبت وچاہت کے جام پیے ہیں۔

اللہ ذوالجلال ہم سب کواپنی لازوال محبت نصیب فرمائے اوراپنی رضا پر زندگی گزارنے کے سعادت ارزانی فرمائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صابر کیلئے جنت

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالٰى : مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاء" اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّة)) . رواه البخاری ۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مسند امام احمد	رقم الحدیث (۹۳۶۱)	جلد ۹	صفحہ ۱۹۶
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۰۰۴) جلد ۹	صفحہ ۳۸۳	
صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۶۴۲۴)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۱
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۵۴۷)	جلد ۴	صفحہ ۲۰۱۸
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۹۸۶۲)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۶
موارد الظمآن (بالفاظ مختلف)	رقم الحدیث (۷۰۷)		صفحہ ۱۸۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرا وہ مومن بندہ کہ جس کے اہل دنیا میں سے محبوب ترین فرد کو میں لے لوں پھر وہ اس پر ثواب کی نیت (سے صبر) کرے تو میرے ہاں اس (صبر کرنے والے) کے لئے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں۔

-۞-

یہ حدیث پاک حدیث قدسی کہلاتی ہے جس حدیثِ پاک میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے حدیثِ پاک کو حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔

ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کی مخلوق ہیں اس نے ہمیں پیدا فرمایا ہے تو ہم پیدا ہوئے ہیں اگر وہ پیدا نہ فرماتا تو کون پیدا ہوتا۔ تمام کائنات کا، کائنات کے ہر فرد کا وجود اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے اور اس کے لطف و کرم سے ہے۔ وہ جب چاہے کسی کو دے اور جب چاہے کسی سے لے لے یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے آپ کی امت پر کتنا مہربان ہے سبحان اللہ! اگر کسی کو دیتا ہے اور پھر اس کا پیارا اس سے لے لیتا ہے وہ آدمی اس لینے پر صبر کرے، ثواب کی امید رکھے تو رحیم و کریم اللہ اس صبر و رضا کے عوض اسے عذاب جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ دائمی آرام و سکون دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔

صَفَا کا معنی صاف ہونا ہے اور صَفِیّ "خالص چہیتے کو کہتے ہیں۔

بیٹے سے اور اپنے جگر پارے سے انسان کوٹ کوٹ کر محبت کرتا ہے اس کی محبت خالص ہوا کرتی ہے اگر کسی کا بیٹا اللہ تعالیٰ لے لے اور اس پر وہ صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرماتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح کسی کو اپنے بھائی سے بہت محبت ہوتی ہے یہ محبت خلوص پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ آدمی اپنے بھائی کے بغیر رہ نہیں سکتا اچانک اللہ تعالیٰ اس کے بھائی کو اٹھالیتا ہے اس پر اگر وہ صبر کرے اللہ کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے میں جنت عطا کروں گا۔

بعض احباب کو اپنے والدین سے انس ہوتا ہے اور یہ انس اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہوتا ہے جب تک وہ اپنے والدین کی زیارت نہ کرلیں انہیں سکون نہیں ملتا وہ ہر وقت والدین کی خدمت میں لگے رہتے ہیں یہ خدمت وہ بوجھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ دل و جان سے کرتے ہیں ان کے والدین جب دار فانی کو چھوڑ جائیں اور اس پر وہ صبر کا دامن تھامے رکھیں جزع وفزع سے اعراض کریں تو اللہ الکریم کا وعدہ ہے کہ انہیں جنت دائمی انعامات کی جگہ سے نوازے گ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صرف خونی رشتوں تک ہی نہیں بلکہ ہر اس تعلق تک ہے جو خلوص پر مبنی ہے جس میں کسی لالچ کسی مفاد کا شائبہ تک نہ ہو۔

کبھی کبھی کسی مسلم بھائی سے دوستی ہو جاتی ہے وہ دوستی بڑھتے بڑھتے بھائی چارہ تک پہنچ جاتی ہے پھر وہ بھائیوں کی طرح رہتے ہیں دکھ درد میں برابر شریک ہوتے ہیں۔ جب تعلقات کی نوعیت غرض سے وراء ہو تو وہاں عجب سماں ہوتا ہے تکلیف ایک کو دکھ دوسرے کو مصیبت ایک پر نازل ہوتی کرب دوسرے کو جب ایسے دوست کی جدائی کا وقت آئے وہ اپنے ہی گھرے اور مخلص دوست کے ہاتھوں میں اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کردے اور وہ دوست اس پر صبر کا دامن تھامے رکھے تو یقیناً ایسے دوست کے لئے ہی وعدہ الٰہی جنت کا ہے۔

کبھی انسان اپنے استاد سے محبت کرتا ہے یہ محبت محبت ہوا کرتی ہے اس میں کوئی لالچ پنہاں نہیں ہوتی جب یہ محبت نقطہ کمال تک پہنچتی ہے تو پھر اس استاد کے بغیر چین نہیں آتا اگر وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا سے چلا جائے، اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا یہ شاگرد یہ سمجھتا ہے کہ میرا سب کچھ لٹ گیا اب میں اپنی علمی پیاس کس کے پاس جا کر بجھایا کروں گا اور کون سے جو میرے سر پر دست شفقت رکھے گا کون ہے جو محبت بھرے انداز میں مجھے راہ حق بتائے گا اس کا اندر اس کے غم میں چھلنی ہے لیکن وہ ظاہری طور پر اطمینان وسکون کا پہاڑ نظر آتا ہے۔ وہ ایسا صرف اور صرف حکم خداوندی سے کرتا ہے تو ایسے ہونہار شاگرد کے لئے در جنت کشادہ ہے وعدہ الٰہی ہے۔ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہید کا اجر

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ ، فَاَخْبَرَهَا ((اَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ يَشَاءُ ، فَجَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ فِى الطَّاعُوْنِ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِراً مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يُصِيْبُهُ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِ الشَّهِيْدِ)).رواه البخاری۔

ترجمة الحديث :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں استفسار کیا۔ حضور نے حضرت عائشہ کو خبر دی کہ یہ (طاعون) عذاب تھا جس فرد (یا قوم) پر اللہ چاہتا اسے نازل فرماتا پس اللہ تعالی نے اسے (اب) مومنین کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ پس جو آدمی طاعون میں مبتلا ہو جائے پھر

فتح الباری	رقم الحدیث (۵۷۳۴) جلد ۱۰		صفحہ ۱۹۲
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۲۴۲۳۹) جلد ۱۷		صفحہ ۳۵۷
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
صحیح مسلم (بالفاظ مختلف)	رقم الحدیث (۲۲۱۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۶۳
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۴۷۳) جلد ۶		صفحہ ۵۱۳

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ اپنے ہی شہر میں ٹھہرا رہے صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی نیت رکھتے ہوئے (اور) وہ جانتا ہو (اسے یقین ہو) کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے (اگر وہ اس طاعون میں وفات پا جائے) تو اس کے لئے شہید کی مثل اجر و ثواب ہے۔

اسے روایت کیا ہے بخاری نے۔

طاعون ایک بیماری ہے جسے اللہ تعالیٰ پہلی امتوں پر بطور عذاب نازل کرتا تھا یعنی پہلی امتوں میں سے اگر کوئی امت اللہ کی نافرمائی کرتی اللہ کے احکامات کا مذاق اڑاتی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ناروا سلوک کرتی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو مٹانے کا ارادہ فرما دیتا اس قوم کو نیست و نابود کرنے کے لئے کبھی پتھروں کی بارش ہوتی تو کبھی کڑک و گرج ان کا کام تمام کر دیتی کبھی اسی بستی کو غرق کر دیا جاتا تو کبھی اس نافران بستی کو تہہ و بالا کر دیا جاتا۔

یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مختلف صورتیں تھیں انہیں صورتوں میں ایک یہ بھی تھی کہ جب کوئی قوم نافرمانی کرتی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ جاتی احکامات خداوندی کو پسِ پشت ڈالتی، شرک و کفر جیسی قبیح عادات کی مرتکب ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ اسے نیست و نابود کرنے کیلئے طاعون کا عذاب نازل کرتا جب یہ بیماری عذاب کی صورت میں آتی تو پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی جس سے کوئی بھی کافر و مشرک بچ نہ سکتا بلکہ تمام کفار و مشرکین کو نیستِ و نابود کر دیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم پر کس درجہ مہربان ہے اور آپ کے صدقے آپ کی امت پر کس درجہ لطف و کرم فرماتا ہے جو چیز پہلی اُمتوں پر عذاب تھی اس نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے وہ اس اُمت کے لئے رحمت بن گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب اگر کسی جگہ کسی بستی وشہر میں طاعون کی بیماری حملہ کردے تو وہاں موجود اہل اسلام صبر کا دامن نہ چھوڑیں اور نہ جزع وفزع کریں بلکہ نہایت اطمینان سے اس بستی میں رہیں اور یہ یقین وایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہوگا حکم خداوندی پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنے علاقہ میں فروکش رہیں اگر انہیں بیماری آئے تو صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔ اللہ ذوالجلال والاکرام کا وعدہ ہے ایسے صابر ومحتسب کو شہید کا اجر وثواب ملے گا۔

غور کیجئے کہاں مرتبہ شہادت کہ دشمن خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نبرآزما ہونا اس کی للکار پر میدان میں نکلتا اور اپنی جان کو راہ حق میں قربان کردینا کس دل گردے کا کام ہے یہ وہی کرسکتا جس کا باطن نور ایمان سے منور ہے اور جس کا سینہ مھبط انوار وبانیہ ہو شہید کے لئے جنت ہے بلکہ شہید اپنی تربت میں زندہ وجاوید ہے اور اللہ کا رزق کھاتا ہے اس طرح جو صابر ومحتسب طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر اس دارِفانی کو خیر باد کہہ گیا وہ بھی شہید کا اجر پاتا ہے۔ گویا کریم اللہ اسے بھی اپنے لطف وکرم سے حیات جاودانی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی قبر میں رزق الٰہی سے مسرور ہوتا ہے اور ان مزید انعامات اور کرم نوازیوں سے سرفراز ہورتا ہے جو انسان سوچ وفکر سے وراء ہیں کریم جب دیتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔

طاعون سے متعلق نبوی ہدایت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ عُمَرَ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاَخْبَرَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:

اِذَا سَمِعْتُمْ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ، وَاِذَاوَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَخْرُجُوا فِرَاراً مِنْهُ۔

ترجمہ الحدیث:

عبداللہ بن عامر کا بیان ہے کہ:

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب آپ مقام سَرغ پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا کہ میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے تھے:

جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی ایسے علاقے میں وبا پھیل گئی ہے کہ تم اس علاقہ میں موجود ہو تو اب اس طاعون سے بھاگتے ہوئے اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔

یہ کتنی واضح نبوی تعلیم ہے کہ جہاں طاعون کی وبا پھیلی ہو اس علاقہ میں ہرگز داخل نہ ہو اور جہاں تم رہ رہے ہو اگر وہاں طاعون پھیل گئی ہے تو اب اس علاقہ سے باہر نہ نکلو۔

یہ ایک بندہ مومن کو تعلیم ہے کہ سب کچھ دست قدرت میں ہے اگر کسی علاقہ وبستی میں تم موجود ہو اور وہاں طاعون پھوٹ پڑی ہے تو اس علاقہ سے باہر نہ نکلو یہ تمہارا یقین کامل اور ایمان کامل ہونا چاہے کہ زندگی وموت اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔ اگر اس نے موت لکھ دی ہے تو وہاں سے بھاگنے کا فائدہ نہیں اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا تو ہزار طاعون آتی رہے تمہارا کچھ بھی نہ بگڑے گا۔

صحیح بخاری مع الفتح　　رقم الحدیث (۵۷۳۰)　　جلد ۱۰　　صفحہ ۱۷۹

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھیں جانے پر صبر کے عوض جنت

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ : ((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ : اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِی بِحَبِیبَتَیہِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُہُ مِنْھُمَا الجَنَّۃَ))یُرِیدُ عَیْنَیْہِ رواہ البخاری۔

ترجمة الحديث :

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں (آنکھوں) کے ذریعے آزماوؤں پس وہ اس پر صبر کرے تو میں ان دونوں آنکھوں کے بدلے اسے جنت عطا فرمادوں گا۔

جبیبتیه سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

اسے بخاری نے روایت فرمایا۔

صحیح البخاری مع الفتح	رقم الحدیث (۵۶۵۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۶
مشکوۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۴۹۴)	جلد ۲	صفحہ ۱۶۲
سنن الکبری	رقم الحدیث (۶۵۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۶
اتحاد السادۃ المتقین		جلد ۹	صفحہ ۲۸
فتح الباری		جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۶
اتحاد السادۃ المتقین	رقم الحدیث (۲۵۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ عالم دنیا یہ جہاں رنگ و بو نور میں ڈھلا ہوا ہے ہر طرف اللہ تعالیٰ کی صنعت دکھائی دیتی ہے۔ کہیں نور برساتا سورج طلوع ہو رہا ہے تو کہیں تاروں بھری رات دعوت نظارہ دیتی ہے۔ کہیں چودھویں کا چاند اپنی جانب راغب کرتا تو کہیں سپیدہ سحر انسان کو مسحور بناتا ہے کہیں رنگ برنگے پھول ہیں تو کہیں لہلہاتے کھیت، کہیں دریاؤں کی روانی ہے تو کہیں سمندر کی اُٹھتی موجیں کہیں گرتی آبشاریں ہیں تو کہیں اُبلتے چشمے فلک بوس پہاڑ ہوں یا برف سے ڈھکی چوٹیاں سب اللہ جل جلالہٗ کی قدرت اور اس کی ربوبیت کا برملا اظہار کر رہی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ سب نظارے آنکھ سے ہیں آنکھ ہے تو جہاں ہے اور آنکھ کا نور نہیں تو جہاں بھی بے نور معلوم ہوتا ہے۔

آنکھ اللہ تعالیٰ کا وہ عطیہ ہے جس سے انسان اپنے ماں باپ کے چہروں کی زیارت کرتا ہے۔ غمگین انسان جب اپنے پھول جیسے بیٹے کے چہرے کو دیکھتا ہے تو اس کو سارے غم بھول جاتے ہیں۔

یہ آنکھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمانے کے لئے کبھی اس کی آنکھیں لے لیتا ہے جوان آنکھوں کے جانے سے آپے سے باہر نہ ہو بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھے اللہ القادر کی رضا پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں ان آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔

یہ عارضی نور چلا گیا لیکن صبر کرنے والا دائمی نور لے گیا یہ مخلوق کو دیکھنے والا نور نہ رہا تو صبر و رضا کا پیکر ابدالآباد تک خالق کے نور کے جلوے اپنے مقدر میں کر گیا۔ یہ سودا مہنگا نہیں بلکہ بڑا سستا سودا ہے پوچھے عشاق سے پوچھے اللہ تعالیٰ کے دیوانوں سے اگر انکا سب کچھ چھین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائے اوراس کے بدلے انہیں جلوہ الٰہی نصیب ہوتو یہ جلوہ ان کے سب دکھوں کا مداوا بلکہ تمام کدوکاوش کا حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر اہل ایمان کو صبر کی دولت نصیب فرمائے۔

حضور سیّد الانبیاء والرسل صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھی لوگ آنکھوں کا مسئلہ لے کر آتے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں راہ جنت بتاتے تھے لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرمِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم سے جنت بھی لے لیتے اور آنکھیں بھی لے لیتے۔

سنن ابن ماجہ کی روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا احمد بن منصور بن سيار ، ثنا عثمان بن عمر، ثنا شعبة ، عن ابى جعفر المدنى ، عن عمارة بن خزيمة بن ثابت :

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلاً ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ : اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يُعَافِيَنِيْ، فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ" وَاِنْ شِئْتَ دَعَوْتَ فَقَالَ اُدْعُهُ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَوَضَّا فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهٗ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ .

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ ۔

سیّدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سنن ابی ماجہ رقم الحدیث (۱۳۸۵) جلد ۲ صفحہ ۱۷۲

قال ابواسحاق: ھذا حدیث صحیح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی (یارسول اللہ!) میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت عطا فرمائے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے موخر کر دیتا ہوں یہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں تو اس آدمی نے عرض کی دعا کر دیجئے!

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کرے اور احسن طریقے سے وضو کرے اور دو رکعت صلاۃ (نماز) ادا کرے پھر یہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ ۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں رحمت والے نبی (حضرت) محمد (مصطفیٰ) صلّی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے یا محمد! (اے سراپا حمد وخوبی) میں آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے کریم کی طرف متوجہ ہوا ہوں اپنی اس حاجت میں تاکہ میری اس حاجت کو پورا کیا جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنتی عورت

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِی رَبَاحٍ قَالَ : قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَلا اُرِیکَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْتُ : بَلٰی ، قَالَ : هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : اِنِّی اُصْرَعُ ، وَاِنِّی اَتَکَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰی لِی قَالَ : ((اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یُعَافِیَکِ)) فَقَالَتْ : اَصْبِرُ ، فَقَالَتْ : اِنِّی اَتَکَشَّفُ ، فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لا اَتَکَشَّفَ فَدَعَا لَهَا . متفق علیہ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۲
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۵۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۵۹۵۲)	جلد ۵	صفحہ ۹۷
سنن الکبری للنسائی	رقم الحدیث (۷۴۴۷)	جلد ۷	صفحہ ۴۹
شرح سنن للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۳)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۵
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۵۶)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۴
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۲۴۰)	جلد ۳	صفحہ ۳۸۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت عطاء ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس-رضی اللہ عنہما- نے فرمایا:

کیا میں تجھے اہل جنت سے ایک عورت نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کی ضرور دکھایئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ سیاہ رنگ والی عورت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی تو عرض کی:

میں صبر کرتی ہوں (تاہم) میں اس مرگی کے دوران بے لباس ہوجاتی ہوں میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کردیجئے کہ میرا استر نہ کھلا کرے پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمادی۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

-۞-

حضور سیّد العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا سحابِ جود وکرم جب برستا ہے تو کھل کر برستا ہے۔ نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم کے جود وسخا کا سمندر موجزن ہے اور قیامت تک موجزن رہے گا رحمت کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم کا دربارِ اقدس ہر کس و ناکس کے لئے کھلا ہے اس درِ اقدس پر جو بھی آیا اپنا دامن مراد بھر کر واپس گیا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات اقدس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو کوئی پریشانی کوئی دکھ آتا تو فوراً بارگاہِ خیر الوریٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتے حضور صلّی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ علیہ وسلم کی ایک نگاہِ کریمانہ سے ان کے بخت سنور جاتے اور من کی مراد پاتے۔

زیرِ نظر حدیث پاک میں

ایک بیمار عورت بارگاہِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم کا رخ کرتی ہے حالانکہ بیمار کسی معالج یا طبیب کا رخ کرتے ہیں کسی ماہر ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا وطیرہ ہی نرالا ہے انہیں کوئی تکلیف کوئی پریشانی کوئی مرض لاحق ہو تو فوراً نبی عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ میں حاضری دیتے ہیں۔

بارگاہِ خیر الوری میں حاضری کا دوہرا فائدہ ہے ایک حاضر ہونے کا اجر وثواب ملتا ہے دوسرا وہ تکلیف وہ بیماری آپ کی توجہ وبرکت سے رفع ہو جاتی ہے۔

یہ حاضر ہونے والی عورت شدید بیماری میں مبتلا ہے اسے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ جب یہ دورہ پڑتا ہے تو اس کے ہوش وحواس سلامت نہیں رہتے اس کا ستر کھل جاتا ہے ایک بیماری بڑی شدید ہے اور دوسرا ستر کا کھل جانا یہ دونوں چیزیں صنف نازک کے لئے نا قابل برداشت ہیں یہ عورت عرض کرتی یا رسول اللہ میرے لئے دعا کر دیجئے اللہ ربّ العزۃ مجھے شفاء عطا فرمائے۔

قاسم انعامات الٰہیہ صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ان جملوں پر غور کیا اس کے دل نے گواہی دی کہ یہ چند روزہ زندگی تو گزر جائے گی اگر آج اللہ کے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم جنت دے رہے ہیں تو یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہے فوراً جنت کی ہاں کر دینی چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ عورت بولی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یارسول اللہ! میں اپنی اس بیماری، اس تکلیف پر صبر کرلوں گی ہاں میرے لئے دعا کر دیجئے کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ اللہ کے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمادی۔

یہ عورت ہوکر مردوں سے زیادہ عقل والی ثابت ہوئی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اپنے آپ کو جنتی کہلوا گئی بلکہ یوں سمجھئے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے جنت بانٹنے پر آئے تھے یہ عورت چپکے سے اپنے لئے جنت لے گئی۔

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اعتقاد ملاحظہ ہو جس عورت کو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دے دی اس کی زیارت باعثِ سعادت سمجھتے تھے اور ایک دوسرے کو اس کی زیارت کی ترغیب دیتے تھے۔

واقعی جس کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم جنتی قرار دے دیں اس کے جنتی ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

مفسر قرآن حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما کس قدر دولت ایقان وایمان سے لبریز تھے آپ اپنے تعلق رکھنے والوں کو اس عورت کے جنتی ہونے کی خبر دیتے تھے خبر ہی نہ دیتے بلکہ اس کی زیارت کے لئے بھی کہتے تھے۔ یہ الفاظ کس قدر اہم ہیں:

اَلا اُرِیْکَ اِمْرَاۃً مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

کیا میں تمہیں اہل جنت کی ایک عورت نہ دکھاؤں۔

سبحان اللہ! فیضانِ سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم سے لبریز صحابہ کرام تعلیمات نبویہ سے کس قدر آگاہ تھے تعلیمات نبویہ پر عمل ہی ان کا طرہ امتیاز تھا۔

وَعَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، قَالَ : جاءَ تِ امْرَأۃ'' بِھا لَمَم'' إِلَی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : يَارَسُولَ اللهِ ، ادْعُ اللهَ لِي . فَقَالَ : إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشَفَاكِ ، وَإِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَا حِسَابَ عَلَيْكِ ؟ قَالَتْ : بَلْ أَصْبِرُ وَلَا حِسَابَ عَلَيَّ .

الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۵۰۱۰)	جلد۴	صفحہ۱۸۳
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۳۴۱۹)	جلد۳	صفحہ۳۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۲۹۰۹)	جلد۷	صفحہ۱۷۰
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۱۴۲۴)	جلد۵	صفحہ۲۳۶
قال البغوی:	اسنادہ قوی		
المستدرک للحاکم		جلد۴	صفحہ۲۱۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علیٰ شرط مسلم ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد۴	صفحہ۲۱۸
موارد الظمآن	رقم الحدیث(۷۰۸)		صفحہ۱۸۲
الادب المفرد	رقم الحدیث(۵۰۵)		صفحہ۱۳۳
صحیح المسلم	رقم الحدیث(۲۵۷۶)	جلد۵	صفحہ۱۵۴
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۳۸۳۴)	جلد۳	صفحہ۴۰
المسند امام احمد	رقم الحدیث(۹۶۵۰)	جلد۹	صفحہ۲۸۳
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مختصر زوائد مسند بزار	رقم الحدیث(۵۳۴)	جلد۱	صفحہ۳۳۶

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہِ اقدس میں ایک عورت آئی جسے جنون کا کچھ عارضہ لاحق تھا اس نے عرض کی یارسول اللہ! میرے لئے دعا کردیجئے حضور۔صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔نے ارشادفرمایا اگرتو چاہے تو تیرے لئے دعا کردوں تو اللہ تعالیٰ تجھے اس بیماری سے شفاء عطا کردے اور اگرتو چاہے تو صبر کرلے تجھ پر کوئی حساب نہ ہوگا۔اس نے عرض (یارسول اللہ) بلکہ میں صبر کرلوں گی کہ مجھ پر کوئی حساب نہ ہو۔

-۞-

علامہ الھروی اللمم کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال هو طرف من الجنون يلم الانسان (۱)

لمم، جنوں کے کچھ عارضہ کو کہتے ہیں جو انسان کو لاحق ہوتا ہے۔

جنوں کے عارضہ میں مبتلا ایک عورت بارگاہ خیرالوری صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں حاضر ہوتی ہے۔یہ خیرالقرون میں بسنے والے خوش نصیب افراد،صحابہ کرام،میں سے ایک ہے انہیں تکلیف آئی تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی۔یہی ہمارے اسلاف کا معمول ہے کہ جب کوئی تکلیف آئے تو کسی افضل واعلیٰ شخصیت کی بارگاہ میں دعا کیلئے حاضری دی جاتی ہے اور اللہ والوں کی بارگاہ پر حاضری دینے والا محروم نہیں رہا کرتا بلکہ اسے منہ مانگی مراد ملا کرتی ہے۔

---

(۱) الغریبین فی القرآن الحدیث ۱۷۰۶/۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادھر حضور سیّد العالمین فداہ ابی وامی-صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم-کی شانِ سخاوت کا جوبن

ملاحظہ ہو:

؎ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہادیئے ہیں دُر بے بہادیئے ہیں

مانگنے والا عارضی نعمت کا سوالی ہے لیکن حبیب خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے باقی انعامات سے نواز رہے ہیں مانگنے والا اپنے ظرف کے مطابق مانگتا ہے دینے والا اپنے کشادہ ہاتھوں سے دیتا ہے۔

وہ عورت بیماری سے شفاء مانگ رہی ہے۔حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں شفاء بھی مل جائے گی لیکن اگر بے حساب جنت جانا چاہتی ہو تو بولو، سبحان اللہ! اس سخاوت پر کائنات قربان کردی جائے تو حق ادا نہیں ہوتا۔

اس عورت کو بھی کیسا جنون ہے؟ جس جنون پر ہزار فرزانگی قربان کردی جائے تو حق ادا نہیں ہوتا اس نے موقع کو غنیمت جانا اور فانی کا مطالبہ ترک کر کے باقی کو حاصل کرلیا اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا چونکہ بے حساب اسے جنت لے جانے میں تھی اس لئے اس نے بھی اس پر مہر ثبت کردی کہ دنیا کے چند دن تو صبر کرلوں گی ابدالآباد کی بہاروں کو ہاتھ سے کیوں جانے دوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیکر صبر و رضا نبی علیہ الصلاۃ والسلام

وَعَنْ اَبِی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ : كَاَنِّی اَنْظُرُ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِی نَبِیًّا مِنَ الْأَنْبِیَاءِ ، صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُهُ عَلَیْهِمْ ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ یَقُوْلُ : ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِی فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ)). متفق علیہ ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۴۷۷) جلد ۲	صفحہ ۱۰۸۱	
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۷۹۲)	جلد ۳	صفحہ ۲۱۵
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۱۵۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۴۵
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۲۰۳)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۷
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۶۵۷۶)	جلد ۱۴	صفحہ ۵۳۸
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۲۵)	جلد ۶	صفحہ ۴۱۲
قال محمود محمد محمود:	ھذا حدیث صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۶۷) جلد ۳	صفحہ ۳۱۸	
قال الالبانی:	صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحدیث:

حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام صلوات اللہ وسلام علیہم میں سے کسی نبی کی حکایت بیان فرمارہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مارا کر لہولہان کردیا وہ (نبی علیہ الصلوۃ والسلام) اپنے چہرہ انور سے خون صاف کرتے جارہے تھے اور عرض کرتے جارہے تھے:

اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے (کہ میں کون ہوں)۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس ہستیاں اپنی اپنی امت کو ہدایت دینے کے لئے اپنے جملہ توانائیاں صرف کردیتیں۔ اللہ کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم جگہ جگہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا درس دیتے اپنی رسالت کا اعلان کرتے اور یوم آخرت سے ہر ایک کو خبردار کرتے۔ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی قومیں ان کی دشمن بن جاتیں۔

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۶۵)	جلد ۷	صفحہ ۴۳
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۳۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۰
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۰۵۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۰
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں اچھے الفاظ کی بجائے دیگر نامناسب الفاظ سے یاد کرتیں بات کلام سے بڑھ کر ان کو جسمانی اذیت تک پہنچ جاتی۔

اس حدیث پاک میں جس اللہ کے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے ان کی قوم نے انہیں بڑی اذیت دیتی یہاںتک کہ وہ قوم ان پر پل پڑی اور انہیں مارنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ اس عالم میں بھی ان کے دل سے جذبات خیر نکلتے ہیں اور اپنے اللہ کے حضور عرض کرتے ہیں:

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے دے کہ نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔

سب سے زیادہ تکلیفیں حضراتِ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے حصہ میں آتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا جتنا زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنی ہی اسے تکالیف پہنچتی ہیں۔ لیکن اللہ کے مقرب بندے صبر و رضا کے پیکر ہوتے ہیں وہ مصائب و آلام برداشت کرتے ہیں اور زبان پر شکوہ تک نہیں لاتے۔

اس حدیث پاک میں جس نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہے قوم نے انہیں مارا ان کا چہرہ تک زخمی کر دیا وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے جاتے اور اپنی امت کی ہدایت کی دعا مانگتے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے رویہ کی شکایت نہیں کی اور نہ ان کے لئے دعاء قہر وجلال کی۔

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ:

حدیث پاک میں درج یہ جملہ بڑا قابل غور ہے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی ذاتِ اقدس میں یوں فدا تھے کہ آپ کی اداؤں کا نقش

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کے باطن میں پیوست تھا۔ وہ حدیث پاک بیان کرتے ہوئے اپنے باطن کی کیفیت کا اظہار کررہے ہیں۔

كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

گویا میں حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔

یہی وہ نادر کیفیت ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم سے صحابہ کو نصیب ہوئی اور اس کیفیت کے وہ ثمرات ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ علم تصوف میں اس کیفیت کو تصورِ شیخ کہتے ہیں۔ جسے یہ نصیب ہو جائے اس کی منزل آسان ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ – رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَىُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً ؟ قَالَ :

اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ . يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسْبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِىْ دِيْنِهٖ صَلَابَةً" زِيْدَ فِىْ بَلَائِهٖ وَاِنْ كَانَ فِىْ دِيْنِهٖ رِقَّةً" خُفِّفَ عَنْهُ وَمَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَمْشِىَ عَلَى الْاَرْضِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ"

سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۰۶)	جلد۴	صفحہ ۱۷۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۸)	جلد۲	صفحہ ۵۶۵
قال الالبانی:	صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمۃ الحدیث:

حضرت سعد بن ابی وقاص - رضی اللہ عنہ - فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! لوگوں میں سے سب سے زیادہ مصائب کس پر ہوتے ہیں تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۲۳)	جلد۴	صفحہ ۴۱۱
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن صحیح		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۶۵)	جلد۳	صفحہ ۳۱۷
قال الالبانی:	حسن صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۶۲)	جلد۱	صفحہ ۴۹۲
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۴۳)	جلد۱	صفحہ ۲۲۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۹۳۴)	جلد۳	صفحہ ۳۱۸
حلیۃ الاولیاء		جلد۱	صفحہ ۳۶۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۴)	جلد۵	صفحہ ۲۴۴
قال المحقق:	اسنادہ حسن		
المستدرک للحاکم		جلد۱	صفحہ ۴۱
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۸۳۰)	جلد۲	صفحہ ۱۴۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۱)	جلد۷	صفحہ ۱۶۱
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۳۴)	جلد۳	صفحہ ۵۲۲
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۸)		صفحہ ۱۸۰

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ارشاد فرمایا:

انبیاء کرام پر پھر صالحین پر پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے۔ پھر جوان کے مرتبہ میں قریب ہے.

آدمی کو اس کے دین کے موافق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اگر اس کے دین میں صلابت (پختگی) ہو تو اس کی آزمائش میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر اس کے دین میں خفت (پختگی نہ ہو) ہے تو اس سے آزمائش کم کردی جاتی ہے۔

بندہ مومن آزمائش میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کفارۂ گناہ

وَعَنْ اَبِی سَعِیدٍ وَاَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((مَا یُصِیبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا اَذًى وَلَا غَمٍّ ، حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ)).متفق علیه .

وَ((الْوَصَبُ)): الْمَرَضُ ۔

صحیح بخاری	رقم الحدیث (۴۲-۵۶۴۱)	جلد۴	صفحہ۱۸۰۷
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۵
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۱)	جلد۵	صفحہ۲۳۳
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۶)	جلد۱	صفحہ۴۹۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۵۵۳)	جلد۱/۶	صفحہ۱۷
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۱۱۱۳۱)	جلد۱۰	صفحہ۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۲۳۰)	جلد۱۰	صفحہ۲۷۷
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث (۱۵۳۷)	جلد۴	صفحہ۱۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۳)	جلد۴	صفحہ۱۸۱
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۴۱)	جلد۶	صفحہ۲۳

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث :

حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ-رضی اللہ عنہما- سے روایت ہے کہ:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسلم کو جو بھی تکلیف، بیماری، حزن ورنج اور اذیت اور غم پہنچتا ہے حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے۔

الوصب کا معنی مرض ہے۔

اے اسلام قبول کرنیوالے! اے ایمان کی دولت سے مالا مال! اے مرد مسلم! تیرے بخت تو اوجِ ثریا سے بھی بلند ہیں رحیم وکرم اللہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے ناطے تجھ پر بڑا مہربان ہے۔

تجھے کوئی بیماری آجائے تو پریشان ہو جاتا ہے۔ اے مرد مومن پریشان کیوں ہوتا ہے۔ کریم ورحیم اللہ کا وعدہ ہے کہ تجھے کوئی بیماری آئے تو اللہ ذوالجلال اس کے بدلے تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔

انسان پریشانیوں سے گھبراتا ہے، مصیبتوں سے خوف زدہ ہوتا ہے۔ واقعی پریشانیاں اور مصیبتیں اچھی چیز تو نہیں ہیں لیکن ایک کلمہ گو موحد اور ایک مرد مومن کے لئے یہ مصائب و آلام، یہ دکھ و درد سب کے سب رحمت ہیں۔ ان تکلیفوں سے گناہ مٹ جاتے ہیں ان پریشانیوں سے رحیم و کریم اللہ خطائیں معاف فرما دیتا ہے اور دکھ درد سے معصیتیں دور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتا ہے۔

پھر جتنا غم بڑا ہوگا اتنا ہی بڑا گناہ معاف ہوگا۔ جس کثرت سے تکلیفیں ہوں گی اس کثرت سے خطائیں معاف ہوں گی۔ پھر جتنے مصائب آئیں گے اتنے ہی جرم معاف ہوں گے۔

کانٹا چبھ جانا ایک معمول بات ہے لمحہ بھر کے لئے ذراسی تکلیف ہوتی ہے پھر وہی آرام وسکون رحیم وکریم اللہ اس کانٹے کے چبھنے کو بھی ضائع نہیں جانے دیتا۔ اس کے سبب بھی گناہ معاف کر دیتا ہے گویا جو مسلم کسی پریشانی میں ہے اور وہ پریشانی اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے تو وہ مسلم کو یقین رکھے کہ اس کے گناہ آہستہ آہستہ کم ہو رہے ہیں۔ اور اس کی خطاؤں سے رفتہ رفتہ درگزر کیا جارہا ہے۔ اور اس کے جرم کی سیاہی آہستہ آہستہ اس نامہ اعمال سے مٹائی جا رہی ہے۔

عن عائشة – رَضِيَ اللّٰهُ عنها – عن النبي – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ – قَالَ : لا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فما فَوْقَها إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِها دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِها خَطِيئَةً .

صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۲)	جلد ۵	صفحہ ۱۵۲
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۷)	جلد ۲	صفحہ ۲۸۸
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۹۶۵)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۵
قال الالبانی:	صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مومن کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے بھی معمولی چیز کی تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجہ بلند فرماتا ہے اور اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔

شعب الایمان للبیھقی	رقم الحدیث (۹۸۲۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۶
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۵۰۰۰)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰
قال المحقق:	صحیح		
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۱۳)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۳
قال الالبانی:	صحیح		
الدر المنثور		جلد ۲	صفحہ ۲۲۸
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۷۳۶۲)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۳۱
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۱۵)	جلد ۳	صفحہ ۳۴
قال الھیثمی:	ھو فی ایضے باختصار		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۷
قال شعب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
السنن الکبریٰ للبیھقی	رقم الحدیث (۶۵۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۳
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۷۰۲)		صفحہ ۱۸۰

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

اخبرنا الحسین بن محمد بن ابی معشر بحران ، قال : حدثنا محمد بن وهب بن ابی کریمة قال حدثنا محمد بن مسلمة عن ابی عبد الرحیم عن زید بن ابی انیسة عن ابی الزبیر

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبدِ اللّٰه – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – عَنِ النَّبِیّ – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ – قَالَ:

مَا يَمْرِضُ مُؤْمِنٌ وَلَا مُؤْمِنَةٌ وَلَا مُسْلِمٌ وَلَا مُسْلِمَةٌ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِذَالِکَ خَطَايَاهُ كَمَا تَنْحَطُّ الْوَرَقَةُ عَنِ الشَّجَرَةِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ – رضی اللہ عنہ – سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کوئی مومن مرد یا عورت بیمار ہو یا کوئی مسلم مرد یا مسلم عورت بیمار ہو تو اللہ تعالیٰ اس بیماری کے ذریعے اس کے گناہ یوں مٹا دیتا ہے جیسے درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔

بیماری نیک و بد کو آتی ہے، امراض مسلم و کافر کو لاحق ہوتی ہیں لیکن حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ الکریم اس امت پر کتنا مہربان ہے کہ جس مسلم بھائی یا مسلم بہن کو بیماری لاحق ہوئی اللہ تعالیٰ اس بیماری کے بدلے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اس کے جرموں سے درگزر فرماتا ہے اس کی معصیتوں کو نظر انداز فرماتا ہے جس طرح موسم خزاں میں درخت کے

صحیح ابن حبان　　رقم الحدیث (۲۹۲۷)　　جلد ۷　　صفحہ ۱۹۰

قال المحقق: الحدیث صحیح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پتے گر جاتے ہیں اس طرح بندہ مومن کے تمام گناہ ختم ہو جاتے ہیں وہ مرد مومن بیماری کے بعد گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے جیسے وہ آج ہی اس دنیا میں آیا ہو۔اے اہل ایمان آیئے اس نبی عربی صلّی اللہ علیہ وسلم پر سو جان سے قربان ہوں جن کے صدقے اللہ تعالیٰ کرم فرماتا ہے۔ اس رسول عربی صلّی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کو سلام عقیدت پیش کریں جن کی نسبت غلامی کے طفیل خدائے بزرگ و برتر گناہوں کو معاف کرتا ہے اس رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کی کوشش کریں جن کی وجہ سے اللہ ذوالجلال والاکرام بے حد بے حساب نوازشات سے نوازتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گناہوں کا یوں گرنا جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! اِنَّكَ تُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا قَالَ : ((اَجَلْ اِنِّي اُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ))قُلْتُ : ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ ؟ قَالَ : ((اَجَلْ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى ؛ شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)).متفق عليه .

وَ((الْوَعْكُ)): مَغْثُ الْحُمَّى ، وَقِيلَ – الْحُمَّى۔

فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۴۸)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۱۱
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۵۷۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰
صحیح بخاری	رقم الحدیث (۵۶۴۸)	جلد ۴	صفحہ ۱۸۰۸
صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۴۸)	جلد	صفحہ
الترغیب والترہیب	رقم الحدیث (۵۰۲۹)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۰

صحیح الترغیب والترہیب رقم الحدیث (۳۴۳۲) جلد ۳ صفحہ ۳۴۰

قال الالبانی: صحیح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ- نے بیان فرمایا:

میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپ کو بخار تھا

میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! آپ کو شدید بخار ہے

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۱)	جلد۵	صفحہ۲۴۲
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیہ اخرجہ محمد بن قتیبہ		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۶۰)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۶۷)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۰
سنن الدارمی		جلد۲	صفحہ۳۱۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۷)	جلد۷	صفحہ۱۹۹
قال شعب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۳۱)	جلد۳	صفحہ۳۸۷
مصنف ابن ابی شیبہ		جلد۳	صفحہ۲۲۹
موارد الظمان	رقم الحدیث (۷۰۱)		صفحہ۱۸۰
مسند الاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۱۸)	جلد۳	صفحہ۵۱۴
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۵۳۸)	جلد۴	صفحہ۱۶

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاں! مجھے اتنا ہی بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے میں نے عرض کی:

کیا یہ اس وجہ سے کہ آپ کے لئے اجر بھی دگنا ہے؟

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہاں یہ ایسا ہی ہے۔ جس بھی مسلم کو کوئی اذیت پہنچے کانٹا چبھے یا اس سے بھی معمولی چیز تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی سیئات مٹا دیتا ہے س کے گناہ یوں گرا دے جاتے ہیں جیسے (خشک) درخت اپنے پتے گراتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

الــوعک کا معنی ہے: بخار سے معدے اور آنتوں میں ہونے والی تکلیف اور بعض نے کہا صرف بخار۔

یہ بخار انسان کو گناہوں سے پاک وصاف کر دیتا ہے اور انسان کا باطن پاک ہو کر چمکنا شروع کر دیتا ہے اور جو فرد بشر پہلے ہی گناہوں سے پاک ہو یہ بخار اس کے درجات کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔ غور کیجئے حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم **معصوم عن الخطا** ہیں آپ سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا جس سے گناہ سرزد ہوں وہ اور تو بہت کچھ ہوسکتا ہے اور اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی ہر لحہ ہر حالت حالت میں گناہوں سے پاک ہوتا ہے اس کی زندگی کا ہر لمحہ اس کی حیات مستعار کی سب ساعتیں مخلوق خدا کے لئے باعث ہدایت ہوتی ہیں اور وہ مخلوق کی رہنمائی کیلئے نمونہ ہوتی ہیں۔ جس کی ذات دوسروں کیلئے باعث نمونہ ہو جس کی ذات دوسرو ں کیلئے مقتدار ورا ہنما ہو اس سے گناہ کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ نبی کا ہر کام واجب الاتباع ہوتا ہے اس لئے اللہ ذوالجلال نے نبی کی ذات کو گناہوں سے ہمیشہ کیلئے پاک وصاف کیا ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بخاران کے درجات کی بلندی پر دلالت کرتا ہے اور اس لئے بھی کہ جس امتی کو بخار آئے وہ زیادہ پریشان نہ ہو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دیکھ کر اسے حوصلہ ہو جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو مزاجِ شریعت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے ایمان کو تازہ کرنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنی قال حدثنا ابو خیثمۃ ، قال حدثنا یحیی بن سعید عن سعد بن اسحاق بن کعب قال حدثنی زینب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ !اَرَاَیْتَ ھٰذِہِ الْاَمْرَاضَ الَّتِیْ تُصِیْبُنَا مَاذَالَنَا مِنْھَا؟ فَقَالَ "کَفَّارَاتٌ "فَقَالَ اَیُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنْ قَلَّتْ قَالَ: وَاِنْ شَوْکَۃٌ فَمَا فَوْقَھَا قَالَ فَدَعَا عَلٰی نَفْسِہٖ اَنْ لَایُفَارِقُہُ الْوَعْکُ حَتّٰی یَمُوْتَ وَاَنْ لَایَشْغِلُہُ عَنْ حَجٍّ وَلَا عُمْرَۃٍ وَلَاجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَاصَلَاۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ قَالَ، ضَمَامَسَّ اِنْسَانٌ" جَسَدَہُ اِلَّاوَجَدَحَرَّھَا حَتّٰی مَاتَ ۔

حضرت ابو سعید خدری -رضی اللہ عنہ- سے مروی ہے کہ:

مسلمین میں ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے خیال میں یہ بیماریاں جو ہمیں لاحق ہیں ان بیماریوں سے ہمیں کیا اجر ملتا ہے۔

صحیح ابن حبان　　رقم الحدیث (۲۹۲۸)　　جلد ۷　　صفحہ ۱۹۰

قال المحقق:　　اسنادہ صحیح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں اس نے عرض کی یا رسول اللہ! اگرچہ یہ بیماریاں تھوڑی ہی ہوں؟ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ کانٹا پا اس سے بھی معمولی چیز چبھ جائے، راوی بیان فرماتے ہیں اس آدمی نے اپنے اوپر دعا مانگی کہ اس سے مرتے دم تک بخار نہ جائے اور یہ بخار اسے حج، عمرہ جہاد فی سبیل اللہ اور باجماعت فرض نماز ادا کرنے سے نہ روکے راوی بیان کرتے ہیں اس دعا کے بعد مرتے دم تک جو بھی آدمی ان کے جسم کو چھوتا حرارت محسوس کرتا تھا۔

امام ابی حاتم نے بیان فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے اوپر دعا مانگی تھی وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے یہ بڑے لوگ اور عظیم المرتبت انسان تھے یہ اپنے خلاف دعا مانگ کر اسے نبھا بھی گئے لیکن ہمیں اب ایسا نہیں کرنا چاہے بلکہ اہل اسلام کو عافیت کی دعا مانگنی چاہے اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اس کی آخرت محمود فرمائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سراپا خیر

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ یُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُصِبْ مِنْهُ))رواہ البخاری . وَضَبَطُوا ((یُصَبْ)): بِفَتْحِ الصَّادِ وَکَسْرِهَا۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۵۶۴۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۰۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۵۰۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۸۵
صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث(۳۴۲۲)	جلد۳	صفحہ۳۳۶
قال الالبانی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث(۴۲۳۳) جلد۷	صفحہ۲۳۲	
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ حسن		
مسند ابی الیعلی الموصلی	رقم الحدیث(۴۲۳۵)	جلد۷	صفحہ۲۳۳
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۳۸۱۲)	جلد۳	صفحہ۳۳
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۱۵۶۰)	جلد۱	صفحہ۴۹۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث(۱۴۳۰)	جلد۵	صفحہ۲۴۱
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن		
مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث(۱۵۳۶)	جلد۴	صفحہ۱۵
المسند احمد	رقم الحدیث(۲۳۴۷) جلد۷	صفحہ۴۷	
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمۃ الحدیث :

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

بخاری نے اسے روایت فرمایا۔

شارحین یُصب کوص کے فتح اور کسرہ کے ساتھ دونوں طرح ضبط کیا ہے۔

المسند احمد	رقم الحدیث (۱۲۴۴۲)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۷۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
المسند احمد	رقم الحدیث (۱۳۶۴۷)	جلد ۱۱	صفحہ ۲۴۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ حسن		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۷۳۵۳)	جلد ۹	صفحہ ۵۳۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۸۳)	جلد ۹	صفحہ ۷۷
السنن الکبریٰ للنسائی	رقم الحدیث (۷۴۳۶)	جلد ۷	صفحہ ۴۵
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۳۹۵۷)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۸
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
شرح السنن للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۲۰)	جلد ۵	صفحہ ۲۳۲
قال المحقق:	ھذا حدیث صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۴۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۱۰۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۳۳۸۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۷۷

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکثر ایسے ہوتا ہے کہ انسان خوشحالی و فارغ البالی میں اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ جس خوشحالی کے آنے سے انسان اللہ کو بھول جائے وہ خوشحالی نہیں بلکہ خوشحالی کے روپ میں بدحالی ہے۔ اکثر ایسے ہوتا ہے کہ جب مال و دولت کی فراوانی ہو انسان اتراتا ہے، تکبر اختیار کرتا ہے دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے ایسی سوچ ایسی فکر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اگر یہ مال و دولت کی آمد کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جائے اور اس دوران کوئی پریشانی لاحق نہ ہو تو یہی چیز نعمت ایمان کے ضیاع کا باعث بنتی ہے۔

اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ۔

اس انسان جیسا بدنصیب کون ہوگا کہ پروردگار عالم اس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دے۔

ہاں اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی و خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دنیاوی مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ مشکلات میں گھرا ہوا انسان خدائے وحدہ لاشریک کو یاد کرتا اس کی بارگاہ میں التجائیں کرتا ہے راتوں کی تاریکیوں میں اٹھ اٹھ کر اس مَالِکُ الْمُلْک کی بارگاہ میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں انسان کی عاقبت سنوارنے میں ممدو معاون ثابت ہوتی ہیں۔ آنکھوں سے آنسو نکلنا اس کے باطن کو پاک و صاف کرنے کے لئے کافی ہے اور اہل اسلام کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خوفِ خدا میں نکلنے والا آنسو قیامت کے دن میزان کو بھر دیگا تو جس خوش نصیب کا روزِ قیامت نیکیوں والا پلڑا بھرا ہوا ہو اس کیلئے اللہ کے دائمی انعامات منتظر و مشتاق ہیں۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک آدمی کے پاس دولت ہے اس دولت نے اسے فرعون صفت بنا دیا اور غرور و تکبر کا پیکر بن کر اپنے جائز و ناجائز معاملات طے کرنے کی کوشش کرتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور یہ چیز اسے اللہ تعالیٰ سے دور بہت دور لے گئی ہے۔

اچانک رحمت خداوندی کو جوش آتا ہے اللہ کا کرم اس انسان پر بھلائی وخیر کا ارادہ فرماتا ہے تو خالق و مالک اس سے کچھ مال چھین لیتا ہے جس سے اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے بالآخر وہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ پھر سجدے کا کیف اسے دنیا کی ہر نعمت سے منہ موڑنے پر مجبور کر دیتا ہے پھر اللہ کا سچا بندہ بن کر اپنا وقت گزارتا ہے۔

کبھی انسان دنیا میں یوں مگن ہوتا ہے کہ دنیا پیدا کرنے والے اللہ کی بارگاہِ میں پانچ وقت سجدہ ریز ہونا اسے گراں معلوم ہوتا ہے۔ اللہ الحکیم اس آدمی کے لئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے پھر اس کی رحمت اسے کچھ وقت کیلئے کسی مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔

اس مرض، اس بیماری کے خاتمہ کے لئے وہ اپنے جملہ وسائل بروئے کار لاتا ہے لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوتا ایسی صورت میں اسے احکم الحاکمین کا در یاد آتا ہے۔ پھر یہ یاد گہری سے گہری ہوتی چلی جاتی ہے نتیجۃً اللہ ذوالجلال والاکرام اپنی بندگی کا کیف عطا فرما دیتا ہے۔ یہ کیف پھر اس کے جسم وروح اور قلب وقالب میں سرایت کر جاتا ہے اور یہی عبادت کا ذوق اس کے لئے نجات کا ضامن بنتا ہے۔

ایک عبد مسلم کو اس دنیا ناپائیدار میں گزرنے والے لمحات کی قدر کرنی چاہیے اسے حالتِ صحت وعافیت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہیے اس کے حضور سر بندگی جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کا کیف لینا چاہیے حسن خلق کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور سخاوت کو وصف بنانا چاہیے۔

اللہ کبھی صحت سے نوازتا ہے تو کبھی بیماری بھی لاحق کر دیتا ہے وہ دونوں حالتوں میں بندہ کو آزماتا ہے اگر حالت صحت میں وہ شکر کرے اور اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہے اور خیر میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلچسپی لی اور بھلائی وخیر کے کام بڑھ چڑھ کر کئے تو جب اس کو بیماری لاحق ہو تو یہ اللہ کی آزمائش کا ایک اور طریقہ ہے اس میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور جتنا ہو سکے اسے یاد کرے۔ ظاہر بات ہے کہ بیماری کی حالت میں معمولات میں فرق آ جاتا ہے لیکن اللہ کے عبد مطیع کو زیادہ فکر مند نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لمحہ اسے ہی یاد کرنا چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا بیماری کی حالت میں صبر کرنے والا اسے ان تمام معمولات کا مسلسل اجر وثواب ملتا رہے گا۔ جو وہ حالت صحت میں خوشی سے کیا کرتا تھا۔

تو گویا یہ بیماری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اھل ایمان کیلئے نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور نعمت میں نیکیوں سے مالا مال کر جاتی ہے۔

حالت بیماری میں گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر کا دامن تھامے رکھنا چاہیے جب عبد مسلم بیماری سے شفاء یاب ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو دھو دے گا اور اسے طاہر کر دے گا۔ غور کیجئے انسان اپنے باطن کو کتنا بھی دھونا چاہیے یا پاک کرنا چاہیے پھر بھی وہ کماحقہٗ پاک نہیں کر سکتا کچھ نہ کچھ میل باقی رہ جائے گی لیکن اگر پاک وصاف کرنے والا اور دھونے والا خود ربّ العالمین ہو تو پھر اس کے قلب وروح سے ہر قسم کے داغ مٹ جائیں گے۔

اور اگر اللہ کا فیصلہ ہے کہ اس بیماری کے بعد عبد مسلم کو دنیا سے لے جانا ہے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا لطف ہے اس کا وعدہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگی اور اس پر رحم ہوگا۔ مغفرت کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہوگا، نارجہنم سے بچ جائے گا اور رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور ابدی ودائمی انعامات سے مالا مال ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موت کی تمنا کی اجازت نہیں

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:((لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ ، فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلاً فَلْیَقُل : اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّی وَتَوَفَّنِی اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّی)).متفق علیه۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۵۶۷۱)	جلد۴	صفحہ۱۸۱۶
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۸۰)	جلد۴	صفحہ۲۳۴
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۱۶۰۰)	جلد۴	صفحہ۵۹
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۶۷۱)	جلد۱۰	صفحہ۱۲۷
السنن الکبریٰ	رقم الحدیث (۶۵۶۵)	جلد۳	صفحہ۱۲۷
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۱۴۴۴)	جلد۵	صفحہ۲۵۷
قال المحقق:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
المسند امام احمد	رقم الحدیث (۱۳۵۱۳) جلد۱۱	صفحہ۲۲۱	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۲۶۵)	جلد۴	صفحہ۵۴۲
مرقاۃ المفاتیح (حدیث المختصر)	رقم الحدیث (۱۶۰۰)	جلد۴	صفحہ۵۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد۲	صفحہ۲۰۵
شرح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد۲	صفحہ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے کوئی آدمی کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے پہنچی ہے موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ لازمی طور پر موت کی آرزو کرنے والا ہی ہو تو اسے چاہیے کہ یوں کہے:

اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور اس وقت مجھے وفات دے دے جب وفات میرے لئے بہتر ہے۔

زندگی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے اس کا ایک ایک سانس بڑا قیمتی ہے اس حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ ابدی زندگی کے انعامات کے حصول کے لئے بڑی دولت ہے اسے ضائع کرنا یا اس کے ختم ہونے کی تمنا کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ کل کیا ہونے والا ہے اسکا حقیقی علم تو علام

صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۸)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح باالفاظ مختصر		
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۱۰۹)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۶
قال الالبانی:	صحیح باالفاظ مختصر		
صحیح سنن ترمذی	رقم الحدیث (۹۷۰)	جلد ۱	صفحہ ۴۹۸
قال الالبانی:	صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الغیوب جل جلالہٗ کو ہے۔ اگر آج مصیبت ہے تو کل مصائب کے بادل چھٹ بھی سکتے ہیں۔ اگر آج مشکلات ہیں تو کل مشکلات سے چھٹکارا ممکن ہے۔ پھر یہ مشکلات یہ مصائب اہل ایمان کے لئے کریم اللہ کی طرف سے تحفہ ہیں۔ ان مصائب و تکالیف میں صبر کا مظاہر بے حساب اجر و ثواب سے نواز دیتا ہے۔

ان پریشانیوں سے ایک مومن کو رقت قلبی نصیب ہوتی ہے۔ عاجزی جیسا عظیم وصف میسر آ جاتا ہے۔ ان آفات سے گھبرا کر موت کی دعا مانگنا کسی طور مناسب نہیں بلکہ جتنے سانس باقی ہیں ان کو یاد خدا میں بسر کر کے اپنی آخرت کو مزید سنوارنا چاہے۔

ہوسکتا ہے علیم وخبیر اللہ نے زندگی کے بقیہ ایام خیر و برکات سے معمور لکھے ہوں۔ زندگی کے آخری دن ہی زندگی کا حاصل ہوتے ہیں جس کے آخری ایام عبادت و ریاضت میں بسر ہوئے توبہ واستغفار میں صرف ہوتے صدقہ وخیرات کرتے گزرے اس جیسا سعید کون ہوگا۔

آیئے آج کے بعد اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگنا اپنا معمول بنائیں اللہ الکریم کا کرم بڑا وسیع ہے۔ اس کے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں اس کے اس کے فضل و کرم کے طلبگار رہیں۔

شہادت کی آرزو کرنا مستحسن:

ہاں ہاں شہادت کی آرزو کرنا اور شہادت کی دعا کرنا بڑا محمود ہے۔ یہ زندگی اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان ہو جائے اِعْلاءِ کَلِمَۃِ اللّٰہ کی خاطر تمام ہو جائے تو زہے نصیب۔ ہمارے اسلاف اس موتِ شہادت کی تمنا کرتے رہے اور اللہ الکریم نے ان میں سے بہت سے احباب کی اس تمنا و دعا کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدس جگہ میں موت کی تمنا محمود ہے:

مقدس جگہ موت کی تمنا کرنا بھی محمود ہے کسی قریہ صالحہ میں موت کی دعا مانگنا نہایت عمدہ فعل ہے اس سے انسان کے اندرونی جذبات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ انسان اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے نام لیواؤں کو کس نگاہ سے دیکھتا ہے۔

مرادِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَموتاً فِیْ بَلَدِ رَسُولِکَ۔

اے اللہ مجھے اپنے راہ میں شہادت نصیب فرمایا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ شہر میں موت مرحمت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا و تمنا پوری کی اور آپ کو مدینہ منورہ میں شہادت نصیب فرمائی۔

زیر نظر حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ

اگر کوئی اپنی زندگی سے زیادہ ہی تنگ آچکا ہے اسے پھر بھی موت کی دعا نہیں مانگی چاہیے بلکہ یوں عرض کرے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

اے اللہ تو مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کردے جب وفات میرے لئے بہتر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حق کے پیروکاروں پر ظلم وستم اوران کا صبر

وَعَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہ خَبَّابِ بْنِ الْأَرتِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: شَكَوْنَا اِلٰی رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّد" بُرْدَةً لَهُ فی ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُو لَنَا ؟ فَقَالَ: قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُوْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِی الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا، ثُمَّ يُوْتَی بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلٰی رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، مَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰی يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَ مُوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ. رواه البخاری.

وَفِی رِوَايَةٍ: وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۳۶۱۲)	جلد ۳	صفحہ ۱۱۱۴
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۶۱۲)	جلد ۶	صفحہ ۶۱۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۴۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۲
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۲۶۴۹)	جلد ۲	صفحہ ۱۳۵
قال الالبانی:	صحیح		
سنن النسائی (بالفاظ مختصرا)	رقم الحدیث (۵۳۳۵) جلد ۸	صفحہ ۵۹۲	
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۳۵) جلد ۳	صفحہ ۴۱۴	
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۳۵۱۹)	جلد ۳	صفحہ ۱۱۷

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث :

حضرت ابوعبداللہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم نے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی جب کہ حضور کعبہ شریف کے سایہ میں ایک چادر کا تکیہ بنائے استراحت فرماتے۔ہم نے عرض کی:

کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگے گے کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کریں گے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں ان میں سے آدمی کو پکڑا جاتا اس کے لئے زمین میں گھڑا کھود کر اس میں اسے کھڑا کر دیا جاتا۔پھر آرہ لایا جاتا اور اسے اس کے سر پر چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور اس پر لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتیں جو اس کے گوشت کو ہڈیوں سے جدا کر دیتیں (سن لیجئے) اس قدر ظلم و ستم بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکتا۔

اللہ ذوالجلال کی قسم! اللہ تعالیٰ اس امر (دین) کو ضرور پورا فرمائیگا۔یہاںتک کہ سوار صنعا سے حضر موت تک سفر کریگا۔اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔اور اس طرح اپنے ریوڑ پر سوائے بھیڑیے کے کسی (چور یا ڈاکو) کا خوف نہ ہوگا۔لیکن تم جلدی چاہتے ہو۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور چادر کا تکیہ بنائے آرام فرمایا تھے اور ہم مشرکین کی طرف سے ظلم و ستم میں بتلا تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحیح ابن حبان کی روایت ملاحظہ ہو:

اخبرنا الفضل بن الحباب ، حدثنا البراهيم بن بشار، حدثنا سفيان عن بيان بن بشر ، عن قيس بن ابى حازم

عَنِ الْخَبَّابِ بْنِ الارَتِّ ، قَالَ اَتَيْنَا النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّد" بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ يَقِيْنَامِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰه ! اَلَاتَدْعُوْ اللّٰه لَنَا ، فَجَلَس مُغْضَباً مُحْمَرّاً وَجْهُهُ فَقَالَ :

اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَيُسْأَلُ الْكَلِمَةَ فَمَا يُعْطِيْهَا ، فَيُوْضَعُ عَلَيْهِ الْمِنْشَارُ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَاكَ عَنْ دِيْنِهِ، وَاِنْ كَانَ اَحَدُ هُمْ لَيُمْشَطُ مَادُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ اَوْعَصَبٍ بِأَمْشَاطِ الحَدِيْدِ وَمَا يَصْرِفُهُ ذَاكَ عَنْ دِيْنِهِ ، وَلٰكِنَّكُمْ تَعْجَلُوْنَ وَلَيَتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرُ وَامْرَاكِبَ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمُوْتَ لَايَخَافُ اِلا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ السابقون الاولون سے ہیں اور یہ ان اصحاب میں سے ہیں جنہیں راہ حق میں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئیں ۔ کتب سیر میں آج بھی ان کی تکالیف کا حال پڑھنے سے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

انہوں نے ایک دن بارگاہِ خیرالوری صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کر ہی دی کہ یارسول اللہ! آپ ہمارے لئے دعا کیوں نہیں کرتے آپ ہمارے ئے اللہ تعالیٰ سے مدد کیوں نہیں مانگتے۔

صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۲۸۹۷) جلد ۷ صفحہ ۱۵۷

قال المحقق: اسنادہ صحیح ابراہیم بن بشار ھوالرمادی حافظ حدیثہ عن الثقات مستقیم وہو من اہل الصدق ومن فوقہ رجال الشیخی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ صحابہ کرام حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے طلبِ علم تھے۔ یہ رمز آشنائے اسلام تھے۔ انہیں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے قرب کا بھی علم تھا اور انہیں یہاں تک یقین تھا کہ اگر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو اللہ کی بارگاہ میں اٹھائیں گے تو انہیں ضرور شرف باریابی نصیب ہوگا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی عطا سے مستقبل کو دیکھ رہے تھے۔ آپ کو علم تھا کہ یہ مصائب و آلام عارضی ہیں۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کے بادل بہت جلد چھٹ جائیں گے اس لئے آپ نے وہ انداز اختیار فرمایا جس سے اہل اسلام کو صبر کی اہمیت واضح ہو اور وہ صبر ورضا کر اپنا شیوہ بنائیں۔

یہ مصائب یہ تکلیفیں یہ پریشانی یہ مشکلات کسی ایک دور کیساتھ خاص نہیں بلکہ جہاں بھی اہل حق نے حق کی آواز کو بلند کیا باطل پوری قوت سے اس آواز کو دبانے کے لئے میدان میں نکل آیا پھر اس نے اہل حق پر ظلم وستم کے پہاڑ گرادیے۔

پہلی امتوں میں کسی اہل حق کو پکڑ جاتا اسے گھڑا کھود کر اس میں کھڑا کر کے مٹی ڈالی جاتی پھر آرہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ دیا جاتا اور اسے اللہ والے کو چیر کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ لیکن وہ مرد حق آگاہ پیکر تسلیم ورضا بن کر یہ ظلم برداشت کرتا اور اپنی جان اللہ کے حوالے کر دیتا۔

یہ بڑے دل گردے کا کام ہے یہ کوئی کوئی کر سکتا ہے اور یہ اسے ہی نصیب ہوتا ہے جو اللہ کی رضا میں فانی ہے۔

ایسا بھی ہوتا کہ ایک مسلم وموحد کو پکڑا جاتا ہے لوہے کا کنگھا منگوا کر اس کے جسم پر پھیرا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتا ہے جس سے اسکا گوشت اور ہڈیاں متاثر ہوتیں اس کا گوشت اس کی ہڈیاں سے جدا ہو جاتا اتنا ظلم وستم کر کے وہ لوگ اس بندہ حق کی جان تو لے لیتے لیکن اس کی نعمتِ ایمان کو نہ چھین سکتے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خباب کو یہ بیان اس لئے فرمایا تا کہ انہیں صبر آ جائے اور صبر سے ان کے درجات میں بے پناہ اضافہ ہو جائے پھر مستقبل کے پردے چیرتے ہوئے فرمایا اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دی کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب صَنْعاء سے حضر موت تک سوار سفر کرے گا اس دوران اسے کسی ڈاکو کسی چور کسی راہ لوٹنے والے کا خوف وڈر نہ ہوگا بلکہ اسے خوف ہوگا کہ صرف اللہ ذوالجلال کا ہوگا یعنی وہ تقوی کی دولت سے آراستہ وپیراستہ سفر کر رہا ہوگا۔ اسے راستہ میں کوئی پریشانی نہ آئے گی اور اسی طرح بکریاں کا ریوڑ ہوگا اس پر سوائے بھیڑے کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ یعنی اسلام جس کے لئے تم قربانیاں دے رہے ہو دین حق جس کے لئے تم مصائب جھیل رہے ہو وہ دین حق پوری آب و تاب سے اس سرزمین عرب پر اپنی کرنین بکھیرے گا وہ دور امن وسکون کا دور ہوگا وہاں کسی کی بکری اٹھانے کے لئے کوئی چور کوئی ڈاکو نہیں آئے گا۔ لوگوں کا جان ومال اللہ کے کرم سے محفوظ ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور نبی کریم ﷺ کا صبر

وَعَنِ ابنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ رَسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَاَعْطَى الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الابِلِ ، وَاَعْطَى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَاَعْطَى نَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ وَآثَرَ هُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ . فَقَالَ رَجُل" : وَاللّٰهِ ! اِنَّ هٰذِهِ قِسْمَة" مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا اُرِيدَ فِيهَا وَجْهُ اللّٰه ، فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاَتَيْتُهُ فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ : فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ كَالصِّرْفِ . ثُمَّ قَالَ : ((فَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ ؟ ثُمَّ قَالَ : يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسَى قَدْ اُوذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)). فَقُلْتُ : لَا جَرَمَ لَا اَرْفَعُ اِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيثًا . متفق عَلَيهِ.

وَقَوْلُهُ : ((كَالصِّرْفِ))هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ : وَهُوَ صِبْغ" اَحْمَرُ۔

صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۰۲۶)	جلد۲	صفحہ۱۳۱
صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۱۵۰)	جلد۲	صفحہ۹۸۰
فتح الباری	رقم الحدیث(۳۱۵۰)	جلد۶	صفحہ۲۵۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۴۸۲۹)	جلد۱۱	صفحہ۱۶۰
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۰۶۲)	جلد۱	صفحہ۳۰۸

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن مسعود-رضی اللہ عنہ-نے بیان فرمایا:

جب حنین کا دن تھا (یعنی جنگ حنین میں اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح سے نوازا) حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کی تقسیم میں کچھ لوگوں کو (تالیف قلب کی خاطر) ترجیح دی۔

اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ عنایت فرمایا۔

عینیہ بن حصن اتنا ہی عنایت فرمایا۔

بعض اشراف عرب کو آپ نے خصوصی عطیات سے نوازا اور انہیں مال کی تقسیم میں (تالیفِ قلب کی خاطر) ترجیح دی ایک آدمی بول اٹھا۔

اس تقسیم میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے اور اس تقسیم میں اللہ کی رضا پیش نظر نہیں رکھی گئی۔

میں نے (اس آدمی سے) کہا:

اللہ کی قسم! (جو تو نے کہا ہے) اس کی خبر حضور کو ضرور دوں گا۔

فتح الباری	رقم الحدیث (۳۱۵۰)	جلد ۶	صفحہ ۲۵۱
شرح السنۃ	رقم الحدیث (۳۶۷۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۲۳۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علیہ صحتہ (بالاختصر)		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۳۰۰)	جلد ۷	صفحہ ۵۵
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۹۲۶۴)	جلد ۷	صفحہ ۴۴

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جو کہا تھا آپ کو بتا دیا۔ پس حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا چہرا انور متغیر ہو گیا حتی کہ وہ ایسے ہو گیا جیسے سرخ رنگ ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:

اگر اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے گا تو اور کون عدل کرے گا پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو مزید رحمتوں سے نوازے انہیں اس سے زیادہ ستایا گیا لیکن انہوں نے صبر کیا۔

میں نے (اپنے دل میں) کہا یقیناً میں آئندہ آپ تک (ایسی) کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا۔

بخاری و مسلم نے روایت کی۔

قول مبارک ''کا لصرف'' وہ صاد مھملہ کے کسرہ کے ساتھ: سرخ رنگ۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے تمام امور پر از حکمت ہوا کرتے تھے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم بلا مقصد کوئی کام نہیں کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین پیش آیا جسے غزوہ طائف بھی کہتے ہیں۔ اس جہاد میں اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت سے نوازا۔ اہل اسلام کو کثیر تعداد میں مال غنیمت نصیب ہوا۔ حضور سیّد العرب والعجم صلّی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو آپ نے چند احباب کو تالیف قلب کے لئے زیادہ مال غنیمت دیا۔ بلکہ بعض لوگوں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے حالانکہ یہ اس دور کی بہت بڑی دولت ہے۔

ایک منافق یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے اندر کی خباثت نہ رہ سکی اور فوراً بول اٹھا اس تقسیم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں عدل کے تقاضے پورے نہیں کیے گے اور اس تقسیم میں اللہ کی رضا پیش نظر نہیں۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔

یہ کلمہ کلمہ کفر ہے حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرتے اور آپ کے جملہ امور خالق کو راضی کرنے کے لئے ہوتے تھے۔

اس کلمہ سے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو کتنا دکھ ہوا ہوگا کہ جس ذات تبارک وتعالیٰ کے لئے آپ نے ساری کائنات کی طرف توجہ نہ کی کوئی یہ طعنہ دے اسے راضی کرنے کے لئے ایسا نہیں کیا گیا تو یہ طعنہ برداشت سے باہر ہے اس نا مناسب جملہ کا اثر رخ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا آپ کا چہرہ انور سونے کی طرف سرخ محسوس ہو رہا تھا۔

اس حدیث پاک میں علماء اسلام کے لئے ایک درس ہے۔

جب لوگوں نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہ کیا تو تم کس گنتی وشمار میں ہو۔

علماء پرچم اسلام بلند کرنے والے ہیں علما ہی وہ طبقہ ہے جو دین کی آبیاری کے لئے ہر وقت اور ہمہ تن متوجہ رہتے ہیں وہ تو اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے نور اسلام پھیلا رہے ہیں یہ اسلام کے مزاج سے واقف ہیں اس لئے عوام الناس کو چاہے کہ ان کے تبلیغ دین کے امور میں اعتراض نہ کیا کریں اور ان کی کاوشوں پر عیب جوئی نہ کیا کریں۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ۔

علماء ہی انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔

ان وارثان نبوی کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہے اور ان کی اشاعت دین کی کوششوں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کا ساتھ دینا چاہیے۔

یہ یاد رہے کہ علماء حق کی کاوشوں کو سراہنا چاہے اور ان کے ارشادات پر اعتماد کرنا چاہے بصورت دیگر یہ اپنے ہی دین وایمان کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہر اہل ایمان کا ایمان محفوظ فرمائے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کو سن کر صرف اتنا فرمایا اگر اللہ کا رسول عدل نہیں کرے گا تو کون کریگا؟

پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کر دیا تا کہ اہل ایمان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے برگزیدہ بندے ہیں انہیں اذیتوں اور لوگوں کے طعن وتشنیع کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ الزام تراشیاں اہل حق کو جادہ حق سے پھسلا نہیں سکتیں۔ بلکہ حصول رضائے الٰہی کے جذبہ سے لیس ہو کر وہ مزید تیزی سے اپنے فرائض سرانجام دیا کرتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صبر کرنے والا محبوبِ الٰہی

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:((اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہٖ خَیْرًا عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوبَۃَ فِی الدُّنْیَا ، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیَ بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ)).

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :((اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلاءِ ، وَاِنَّ اللّٰہ تَعَالٰی اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاھُمْ ، فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضٰی ، وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السُّخْطُ)).رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ۔

مشکوٰۃ المصابیح	رقم الحدیث(۱۵۶۵)	جلد۴	صفحہ۳۶
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۳۹۶)	جلد۴	صفحہ۲۰۲
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۳۹۶)	جلد۲	صفحہ۵۶۴
قال البانی:	حسن صحیح		
مرقاۃ المفاتیح	رقم الحدیث(۱۵۶۵)	جلد۴	صفحہ۳۶
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث(۱۲۲۰)	جلد۳	صفحہ۲۲۰
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۱۴۳۵)	جلد۵	صفحہ۲۴۵
قال البغوی	ھذا حدیث حسن غریب		
المسند احمد	رقم الحدیث(۱۶۷۵۰) جلد۱۳	صفحہ۱۶۰	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت انس-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اس کے گناہوں کی) سزا دنیا میں دے دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ بندے سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا روک لیتا ہے یہاںتک کہ قیامت کے دن اسے پوری سزا دے گا۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک جزا وثواب کا زیادہ ہونا آزمائش کے زیادہ ہونے سے ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اسے آزمائش سے دوچار کردیتا ہے۔ پس جو (اس آزمائش پر) اس سے راضی ہے تو اس کے لئے (اللہ کی جانب سے) رضا ہے اور جو (اللہ کے اس فیصلے پر) ناراض ہے تو اس کے لئے اللہ کی طرف سے ناراضگی ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

-۞-

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۸۴۹)	جلد۱	صفحہ۴۱۵
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۰۳۱)	جلد۴	صفحہ۴۱۵
محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۲۷۲)	جلد۳	صفحہ۳۲۰
قال الالبانی:	حسن		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس حدیث پاک میں جتنا غور وخوض کیا جائے اتنا ہی اطمینان وسکون ملتا ہے۔ اہل ایمان کو کوئی بیماری کوئی تکلیف کوئی پریشانی آئے تو اب حدیث پاک کی پیش نظر وہ بے چین نہیں ہونگے اور نہ ہی بے صبری کا مظاہرہ کریں گے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے اس آدمی کے بختوں پر نثار ہونے کو جی چاہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خیر وکرم کا ارادہ فرمائے۔

ماں اپنے بچے کو پکڑتی ہے اور زبردستی اسے کڑوی دوائی کھلاتی ہے وہ دوا چاہے کڑوی ہو لیکن اس وقت ماں اس سے بھلائی و خیر کا رادہ کرتی ہے تاکہ اس دوائی سے اس کی بیماری ختم ہو جائے۔ بلاتشبیہ اللہ ذوالجلال والاکرام بندہ مومن سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ جس سے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں راہ چلتے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے اس سے اس کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں اچانک اسے کوئی مالی تکلیف پہنچتی ہے اس سے بھی اس کی غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں۔

ہم اللہ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ جو بھی کرے وہ روا ہے وہ حق ہے۔ لیکن وہ رحیم وکریم ہے وہ ہمیں بیماری میں مبتلا کر کے ہمارے باطن کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کر دیتا ہے وہ بیماری سے لوح دل کو معصیتیوں کے داغوں سے مُبرّا کر دیتا ہے۔ یہ اس کا کرم ہے اور اس کے کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔

اس حدیث پاک میں غور کرتے ہوئے اہل ایمان کو چاہے کہ

اگر ان سے کوئی جرم کوئی خطا سرزد ہو اور انہیں کوئی ظاہری تکلیف نہ آئے تو انہیں اللہ کی بارگاہ میں رونا چاہے اور عرض کرنی چاہے اے خالق و مالک ہم تیرے عاجز و ناتواں بندے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں جرم وخطا ہم سے سرزد ہو جاتے ہیں تو ہم سے ناراض نہ ہو جانا۔ اے اللہ! اپنی ناراضگی سے ہمیں بچائے رکھنا کیونکہ تیری ناراضگی دونوں جہاں کی بربادی ہے اور تیری رضا دونوں جہاں میں سرفرازی ہے۔

اس بات کو مزید ذہن نشین کرنے کیلئے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

اخبرنا احمد بن علی بن المثنی قال ، حدثنا محمد بن المثنی قال: حدثنا عفان ، قال :حدثنا حماد بن سلمة قال حدثنا یونس بن عبید ، من الحسن

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ اَنَّ رَجُلاً لَقِيَ امْرَاَةً كَانَتْ بَغْيًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَجَعَلَ يُلَاعِبُهَا حَتّٰى بَسَطَ يَدَهُ اِلَيْهَا ، فَقَالَتْ مَهُ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْاَذْهَبَ الشِّرْكَ وَجَاءَ بِالْاِسْلَامِ فَتَرَكَهَا وَوَلّٰى ، فَجَعَلَ يَلْتَفِتُ خَلْفَهُ وَيَنْظُرُ اِلَيْهَا حَتّٰى اَصَابَ وَجْهُهُ حَائِطاً ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالدَّمُ يَسِيْلُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاَخْبَرَهُ بِالْاَمْرِ فَقَالَ : اَنْتَ عَبْدٌ" اَرَادَاللّٰهُ بِهٖ خَيْراً ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْراً عَجَّلَ عَقُوْبَةَ ذَنْبِهٖ وَاِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ شَرّاً اَمْسَكَ عَلَيْهِ ذَنْبَهُ حَتّٰى يُوَافِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهٗ عَائِرٌ" ۔

حضرت عبداللہ بن المغفل کا بیان ہے کہ ایک آدمی کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں طائفہ تھی اس نے اس سے کھیلنا شروع کر دیا حتی کہ اپنا ہاتھ اس عورت کی

صحیح ابن حبان　　رقم الحدیث (۲۹۱۱)　　جلد ۷　　صفحہ ۱۷۳

قال المحقق:　　اسنادہ صحیح لولا عنعنۃ الحسن والحدیث شاھد یتقوی بہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف بڑھایا اس عورت نے کہا رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کو ختم کر دیا ہے اور اسلام لایا ہے اس آدمی نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور چلا گیا لیکن جاتے ہوئے پیچھے متوجہ تھا اور اس عورت کو دیکھ رہا تھا حتی کہ اسکا چہرہ دیوار سے ٹکرا گیا پھر وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس حالت میں آیا کہ اس کے چہرہ پر خون بہ رہا تھا تو اس نے ساری بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہ عبد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے گناہ کی سزا اسے دنیا میں دے دیتا ہے ار جب اللہ کسی بندہ سے خیر نہ فرمانے کا ارادہ کرے تو اس کے گناہ کی سزا اس سے روک لیتا ہے حتی کہ قیامت کے دن اس کے گناہ کی سزا پوری پوری دے جائے گی گویا کہ وہ گناہ عائر (عیر) پہاڑ جتنا ہے۔

اَنّ عِظَمَ الْجزاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ :

جتنی آزمائش زیادہ اتنا اجر زیادہ، جتنی مصیبتیں زیادہ اتنا ثواب زیادہ، جتنے دکھ اور پریشانیاں زیادہ اتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف وکرم زیادہ سب سے زیادہ آزمائش حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر آئیں کیونکہ عنداللہ ان کے درجات بھی سب سے بلند و بالا ہیں ان کے انعامات بہت زیادہ اور ان پر کرم کی بارش موسلا دھار۔

ایک حدیثِ پاک ملاحظہ ہو:

حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمٰن ، قال : حدثنا روح بن اسلم ابو حاتم البصرتی قال حدثنا حماد بن سملة ، قال حدثنا ثابت :

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَنْ اَنَسٍ ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

لَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ مَا يُخَافُ اَحَد" وَلَقَدْ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُوْذِى اَحَد" وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَام" يَاْكُلُهُ ذُوْكَبِدٍ اِلَّاشَيْئ" يُوَارِيْ اِبِطُ بِلَالٍ حديث حسن صحيح۔

حضرت انس-رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو بھی اتنا نہ ڈرا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اس قدر اذیتیں دی گئیں کہ کسی اور کو اتنی اذیتیں نہ دی گئیں۔ مجھ پر تیس دن اور رات لگا تار ایسے گزرے کہ میرے اور بلال کے پاس اتنا کھانے کو نہ تھا کہ کوئی جگر والا کھا سکتا ہاں بس اتنی مقدار جو بلال کی بغل کے نیچے دب سکتی تھی۔

-۞-

اے اہل اسلام! غور کیجئے یہ اس ذات اقدس واطہر صلّی اللہ علیہ وسلم کی حالت مبارک ہے جن کے لئے کائنات کو وجود بخشا گیا اور جو کل جہاں کے لئے سراپا رحم وکرم بن کر تشریف لائے آپ نے ان مصائب وآلام پر صبر کیا کیوں اس لئے کہ آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے:

جتنی آزمائش زیادہ ہوگی اتنا اجر زیادہ ہوگا۔

سنن الترمذی واللفظ لہ رقم الحدیث (۲۴۷۲) جلد۴ صفحہ۲۵۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ، ثنا : ابو البنخری عبد اللّٰہ بن محمد بن شاکر ثنا الحسین بن علی الجعفی ثنا زائدہ عن عاصم عن زر عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَظْھَرَ اِسْلَامَہٗ سَبْعَۃٌ" رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَہُ اللّٰہُ بِعَمِّہٖ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَمَّا اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَمَنَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِقَوْمِہٖ وَاَمَّا سَائِرُھُمْ فَاَخَذَھُمُ الْمُشْرِکُوْنَ فَاَلْبَسُوْ ھُمْ اَدْرَاعَ الْحَدِیْدِ وَاَوْقَفُوْ ھُمْ فِی الشَّمْسِ وَمَامِنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ آتَاھُمْ کُلَّ مَااَرَادُوْ اغَیْرَ بِلَالٍ فَاِنَّہٗ ھَانَتْ عَلَیْہِ نَفْسُہٗ فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَھَانَ عَلٰی قَوْمِہٖ فَاَعْطُوْہُ الْوِلْدَانَ فَجَعَلُوْا یَطُوْفُوْنَ بِہٖ فِیْ شِعَابِ مَکَّۃَ جَعَلَ یَقُوْلُ اَحَدٌ اَحَدٌ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے جن لوگوں نے اسلام ظاہر کیا وہ سات ہیں۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا حضرت ابو طالب کے ذریعے حفاظت فرمائی۔ بہر حال ابوبکر رضی اللہ عنہ تو اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت ان کی قوم کے ذریعے کی باقی افراد کو مشرکین پکڑا اور انہیں لوہے کی زرہین پہنائیں اور انہیں دھوپ میں کھڑا کر دیا ان افراد نے جو مشرکین نے ان سے کہا بظاہر ان کی بات مان لی سوائے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے۔ حضرت بلال کو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے نفس کی کوئی پرواہ نہ رہی اور آپ کی قوم نے بھی آپ کو بہت بے قدر جانا۔ لوگوں نے انہیں پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا لڑکے انہیں مکہ کی گھائیوں میں چکر دیتے تھے اور وہ کہتے جاتے تھے احد احد (اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے)

المستدرک للحاکم جلد۳ صفحہ۲۸۴

قال الحاکم: صحیح الاسناد

قال الذھبی: صحیح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے مثال صبر

وَعَنْ انَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ : كَانَ ابنٌ لأَ بِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يَشْتَكِي ، فَخَرَجَ ابُو طَلْحَةَ ، فَقُبِضَ الصَّبِيُّ ، فَلَمَّا رَجَعَ ابُو طَلْحَةَ قَالَ : مَا فَعَلَ ابْنِي ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ – وَهِيَ أُمُّ الصَّبِيِّ –: هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ ، فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى ، ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ : وَارُوا الصَّبِيَّ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُو طَلْحَةَ اَتَى رسولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ ، فَقَالَ : ((اَعَرَّسْتُمُ اللَّيْلَةَ)) قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا ؛ فَوَلَدَتْ غُلامًا ، فَقَالَ لِي اَبُو طَلْحَةَ : احْمِلْهُ حَتَّى يَاتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَعَثَ مَعَهُ تَمَرَاتٍ ، فَقَالَ : ((اَمَعَهُ شَيْءٌ ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، تَمَرَاتٌ " ، فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ، ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ .متفق عليه)).

وفي رِوَايَةٍ للبُخَارِيِّ : قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ : فَرَأَيْتُ تِسْعَةَ أَوْلادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْآنَ ، يَعْنِي مِنْ أَوْلادِ عَبْدِ اللهِ الْمَوْلُودِ .

وَفِي رِوايَةٍ لِمسلِمٍ : مَاتَ ابنٌ " لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيمٍ،فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا : لا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابنِهِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ ، فَجَاءَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْه عَشَاءً فَأَكَلَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَ شَرِبَ ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ ، فَوَقَعَ بِهَا ، فَلَمَّا أَنْ رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَأَصَابَ مِنْهَا قَالَتْ : يَا أَبَاطَلْحَةَ ! أَرَأَيْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوا عَارِيَتَهُمْ اَهْلَ بَيْتٍ فَطَلَبُوا عَارِيَتَهُمْ، اَلَهُمْ اَنْ يَمْنَعُوهُمْ ؟ قَالَ : لَا، فَقَالَتْ : فَاحْتَسِبِ ابْنَكَ . قَالَ: فَغَضِبَ ، ثُمَّ قَالَ : تَرَكْتِنِيْ حَتَّى اِذَا تَلَطَّخْتُ ثُمَّ اَخْبَرْتِنِي بِابْنِي ؟! فَانْطَلَقَ حَتَّى اَتَى رسولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَارَكَ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَتِكُمَا))قَالَ : فَحَمَلَتْ ، قَالَ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَهِيَ مَعَهُ، وَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَى الْمَدِينَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا يَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوْا مِنَ الْمَدِينَةِ ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ ، فَاحْتُبِسَ عَلَيْهَا اَبُو طَلْحَةَ ، وَانْطَلَقَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .قَالَ : يَقُوْلُ اَبُو طَلْحَةَ : اِنَّكَ لَتَعْلَمُ يَا رَبِّ ! اَنَّهُ يُعْجِبُنِي اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ ، وَاَدْخُلَ مَعَهُ اِذَا دَخَلَ ، وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرَى ، تَقُولُ اُمُّ سُلَيْمٍ : يَا اَبَا طَلْحَةَ ! مَا اَجِدُ الَّذِي كُنْتُ اَجِدُ ، انْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا ، وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِينَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا . فَقَالَتْ لِي اُمِّي : يَا اَنَسُ ! لَا يُرْضِعُهُ اَحَدٌ" حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا اَصْبَحَ احْتَمَلْتُهُ فَانْطَلَقْتُ بِهِ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ . متفق عليه ۔

صحیح البخاری　رقم الحدیث(۵۴۷۰)　جلد۴　صفحہ۱۷۵۷
صحیح مسلم　رقم الحدیث(۲۳-۲۱۴۴)　جلد۳　صفحہ۲۶۷

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحديث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

حضرت طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔

ابوطلحہ (کام کے سلسلہ میں) گھر سے باہر نکل گئے تو بچہ فوت ہو گیا جب حضرت ابوطلحہ گھر واپس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:

میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟

حضرت ام سلیم جو اس بچے کی ماں تھیں نے فرمایا:

وہ پہلے سے کہیں زیادہ سکون میں ہے تو اس خاتون نے اپنے شوہر کے سامنے کھانا رکھ دیا جو انہوں نے تناول فرمایا پھر اپنے حقوق زوجیت ادا کیے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو بچے کی ماں نے کہا (بچہ فوت ہو گیا ہے) اب اسے دفنا دو۔

ابوطلحہ صبح کو حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کو رات والے سارے معاملہ کی خبر دے دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۲۳۳)	جلد ۱	صفحہ ۹۵
جامع الاصول	رقم الحدیث (۱۵۷)	جلد ۱	صفحہ ۲۷۶
فتح الباری	رقم الحدیث (۵۴۷۰) جلد ۹		صفحہ ۵۸۷

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا تم نے رات حقوقِ زوجیت ادا کیئے

تو انہوں نے عرض کی ہاں (یارسول اللہ!)

آپ نے دعا فرمائی:

اے اللہ! ان دونوں کو برکت سے نواز دے چنانچہ (اس دعا کے نتیجے میں مدت مقررہ کے بعد) اس عورت (ام سلیم) نے بچہ جنا۔

حضرت انس نے فرمایا:

مجھ سے حضرت ابوطلحہ نے فرمایا اس نومولود کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے جاؤ۔ اور کچھ کھجوریں بھی ساتھ دے دیں۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا اس کے ساتھ کوئی چیز ہے۔

انہوں نے عرض کی ہاں چند کھجوریں ہیں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں لے لیں ان (میں سے ایک کھجور) کو منہ میں چبایا پھر اپنے منہ سے لیکر بچہ کے منہ میں ڈالا اور اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

بخاری مسلم نے روایت کیا۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے:

حضرت ابن عینیہ نے فرمایا کہ انصار کے ایک آدمی نے انہیں بتایا میں نے اس بچے (عبداللہ) کی اولاد سے نو لڑکے دیکھے ہیں سب کے سب نے قرآن کی قرأت کی (سب کے سب قرآن کے قاری تھے)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلم شریف کی روایت میں ہے:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا جو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھا فوت ہو گیا۔

حضرت ام سلیم نے اپنے گھر والوں سے کہا ابو طلحہ کو اس کے بیٹے کی وفات کی خبر نہ دینا حتی کہ میں خود ہی اسے بتا دوں گی۔

پس حضرت ابو طلحہ آئے تو ام سلیم نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھ دیا پس انہوں نے وہ کھانا تناول فرمایا اور پانی بھی نوش فرمایا پھر ام سلیم پہلے سے زیادہ بن سنور کر ان کے پاس آئیں تو انہوں نے ان سے ہمبستری کی۔

جب انہوں نے دیکھا وہ سیر ہو گئے ہیں اور ان سے اپنی خواہش پوری کر لی ہے تو وہ بولیں:

اے ابو طلحہ! بتایئے اگر کوئی قوم کسی گھر والوں کو کوئی چیز عاریۃً (ادھار) دے دے پھر وہ عاریۃً دی ہوئی چیز واپس مانگ لیں تو کیا ان گھر والوں کے لئے روا ہے کہ وہ دینے سے انکار کر دیں۔ حضرت ابو طلحہ نے جواب دیا نہیں۔ تو حضرت ام سلیم نے فرمایا (اللہ نے تمہیں بیٹا دیا تھا وہ واپس لے لیا ہے) پس اب اپنے بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔

راوی بیان فرماتے ہیں:

حضرت ابو طلحہ (یہ سن کر) غضب ناک ہوئے پھر فرمایا میں جب گھر آیا تو نے مجھے کچھ بتلائے بغیر چھوڑے رکھا حتی کہ میں تجھ سے ہمبستری کر کے آلودہ ہوا پھر تو نے مجھے بیٹے کی وفات کی خبر دی۔ پس وہ (ابو طلحہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات جو وقوع ہوا اس کی آپ کو خبر دی۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے (ان الفاظ سے انہیں) دعا دی:

اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت دے۔

راوی کا بیان ہے:

وہ (ام سلیم اسی رات) حاملہ ہو گئیں۔

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور یہ ام سلیم (اپنے خاوند) ابوطلحہ کے ہمراہ آپ کے ساتھ تھیں۔ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے واپس مدینہ طیبہ آتے تو رات کو مدینہ منورہ داخل نہ ہوتے پس وہ (قافلہ والے) مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ام سلیم کو درِدزہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ ان کی دیکھ بھال کے لئے رک گئے اور حضور رسول صلّی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔

راوی کا بیان ہے۔ ابوطلحہ کہتے تھے:

اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر جائیں تو میں بھی جاؤں۔ اور جب آپ مدینہ منورہ داخل ہوں تو میں بھی آپ کی معیت میں داخل ہو جاؤں۔ (اے میرے رب!) تو دیکھ رہا ہے کہ میں رک گیا ہوں حضرت ام سلیم نے کہا۔ اے ابوطلحہ! جو مجھے درد ہو رہا تھا وہ مجھے اب نہیں ہو رہا۔ اس لئے اب چلو پس ہم چل دے۔ پس جب وہ دونوں مدینہ منورہ پہنچ گئے تو انہیں پھر دردِزہ شروع ہوا پس ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔

(حضرت انس کا بیان ہے) مجھ سے میری ماں نے کہا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نومولود کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے جبتک تم صبح اسے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش نہ کردو۔

جب صبح ہوئی میں نے اسے اٹھایا اور اسے حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لیکر حاضر ہوگیا۔

اور (آگے) مکمل حدیث کو بیان فرمایا۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما نے کس درجہ صبر کا مظاہر کیا۔ آج اس قسم کے صبر کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ نفوس قدسیہ بارگاہِ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے۔ آپ کی نگاہِ کرم سے فیض یافتہ تھے اور حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت نے ان کے باطن کو اتنا اجلا اور مصفا کر دیا تھا کہ انہیں سب سے افضل اور سب سے برتر اسلامی تعلیمات نظر آتی تھیں اور حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرامین پر عمل ان کی زندگی کا مقصد رہ گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس صبر پر جو اجر و ثواب عطا فرمایا کہ

انہیں ایک فرزند عطا فرمایا پھر اس فرزند کی قسمت میں پہلی غذاء حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک ہے یہ لعاب مبارک کس درجہ برکات و خیرات سے لبریز ہے کہ اگر کسی کھاری کنویں میں ڈالا جائے تو وہ کنواں سب سے میٹھا ہو جائے اور اگر یہی لعاب کسی دکھتی آنکھ میں ڈالا وہ آنکھ تندرست ہو جائے یہ لعاب بیماریوں سے شفا ہے اس نیک بخت و صالح بچے کے دھن میں جب پہلی غذا یہی لعاب جاتا ہے تو اس لعاب نے اس کے باطن کو کس درجہ طیب وطاہر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر دیا ہوگا۔ اور اس کے من میں کتنا نور بکھیرا ہوگا اور اس کے بختوں کو کہاں تک بلند کیا ہوگا۔

اللہ ربّ العزت کے لطف و کرم پر قربان جائیں کہ اس نومولود کو پھر اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمایا راوی بیان کرتے ہیں کہ میں اس کی اولاد میں سے 9 لڑکے حافظِ قرآن دیکھے۔

سبحانہ اللہ! جس کا سینہ انوار قرآن سے مزین ہو اس کی عظمتوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور اس باپ کے بختوں کو سلام کرنے کو جی چاہتا ہے جس کے نو بیٹے ہوں اور نو کے نو حافظِ قرآن ہوں۔ پھر ساری زندگی قرآن پڑھتے پڑھاتے گزار دیں۔

فَلَکَ الحَمْدُ یَا اللّٰہُ مِلْ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صبر کرنے والا طاقت ور

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ ، اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِکُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). متفق عليه .

((وَالصُّرَعَةُ)) بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ ، وَاَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ يَصْرَعُ النَّاسَ كَثِيْرًا ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۶۱۱۴)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۲۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۱۱۳)	جلد ۱۰	صفحہ ۵۱۸
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۲۶۰۹)	جلد ۴	صفحہ ۱۹۶
السنن الکبری	رقم الحدیث (۲۱۰۸۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۳۹۷
قال البیہقی:	رواہ مسلم فی الصحیح		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث (۵۱۰۵)	جلد ۹	صفحہ ۲۹۲
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۲۲۸۵)	جلد ۹	صفحہ ۳۳۲
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۱۰۶۵۱)	جلد ۹	صفحہ ۵۴۳
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند احمد	رقم الحدیث (۷۲۱۸)	جلد ۷	صفحہ ۶۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحدیث:

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مسند امام احمد	رقم الحدیث (۱۰۶۵۰) جلد ۹		صفحہ ۶۶۳۹
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
مصنف عبد الرزاق	رقم الحدیث (۲۰۲۸۷) جلد ۱۱		صفحہ ۱۸۸
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث (۳۵۸۱)	جلد ۱۳	صفحہ ۱۵۹
قال البغوی:	ھذا حدیث متفق علی صحتہ		
مصابیح السنۃ	رقم الحدیث (۳۹۶۸۳)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۱
قال المحقق:	متفق علیہ		
اتحاف السادۃ المتقین		جلد ۴	صفحہ ۱۶۸
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۹۶۶)	جلد ۳	صفحہ ۴۰۶
قال المحقق:	صحیح		
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۰۵۲)	جلد ۳	صفحہ ۴۴۱
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۱۷)	جلد ۲	صفحہ ۴۹۳
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
الادب المفرد	رقم الحدیث (۱۳۱۷)		صفحہ ۴۴۶
صحیح الادب المفرد	رقم الحدیث (۹۸۹)		صفحہ ۵۰۰
قال الالبانی:	صحیح		
فتح الباری	رقم الحدیث (۶۱۱۴)	جلد ۱۳	صفحہ ۶۳۵

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طاقت ور وہ نہیں جو (مدمقابل کو) پچھاڑنے والا ہو بلکہ طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

الصُرَعة صاد کے ضمہ اور راء کے فتحہ کیساتھ اور اس کا اصل عرب کے نزدیک جو لوگوں کو زیادہ پچھاڑ دے۔

-۞-

حضور سیّد العالمین محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم معلم انسانیت بن کر تشریف لائے آپ کی تعلیمات ہمہ گیر ہیں آپ ہی وہ ذات ہیں جنہوں نے اللہ کے اذن سے انسانیت کو پستی سے نکال کر رفعت و بلندی پر پہنچایا۔ فرزند آدم کو سوچ وفکر کی ذلت و گہرائی سے نکال فکر ونظر کی بلند چوٹی پر بٹھایا۔

ایک موقع پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلم دانا و بینا کی عجب رنگ میں تشریح فرماتے ہیں۔

حالانکہ اس دنیا میں دانا و بینا اسے کہا جاتا ہے کہ جو معاملات دنیا باحسن وخوبی سرانجام دے جو جس مجلس میں بیٹھے لوگ اس کی باتوں کو ہمہ تن گوش ہو کر سنیں۔ جو کسی جھگڑے میں چلا جائے تو جھگڑنے والے اسے دیکھ کر اس کی ہدایات پر عمل کر کے جھگڑے سے باز آ جائیں۔

لیکن حضور نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس سوچ کے دھارے کو بھی بدل دیا آپ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو فرمایا:

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔

دانا و بینا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے کچھ کرتا ہے۔

سبحان اللہ! اس ارشاد گرامی کی گہرائی میں جتنا چلے جایئے اتنا ہی کیف وسرور نصیب ہو گا اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی فکر کی بلندی آشکار ہوگی۔ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم ہر موقع و ہر جگہ اپنی امت کی بھلائی و خیر خواہی سوچی ہے۔ عارضی راحت و آرام کی طرف توجہ نہیں دلائی بلکہ ابدی وسرمدی انعامات کی طرف متوجہ کیا ہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حقیقت بین نظروں سے دیکھیئے قوی وہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑ دے طاقت وہ نہیں جو اپنے حریف کے سینے پر بیٹھ جائے زور آور وہ نہیں جو دشمن کو شکست فاش دے دے۔ بلکہ طاقت وہ ہے جو حالت غضب میں اپنے نفس کو قابو میں رکھے جو غصہ کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہو جائے، کیونکہ حالت غضب میں انسان کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے انسان کا حسن اس کے عقل وخرد ہے جس آدمی کا دماغ ہی کام نہ کرے اسے آدمی کون کہے گا۔ انسانیت کا شرف اس کی عقل کی وجہ سے ہے رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہر حال میں اپنے ماننے والوں کو انسانیت سے مشرف رکھا ہے اور انسانیت سے فروتر ہونے سے باز رکھا ہے۔

انسان کے ہاں قوت جسمانی قوت کا نام ہے۔ جس کے جسم میں قوت ہے وہ قوی کہلاتا ہے جو طاقت سے بھرپور ہے وہ شدید کہلاتا ہے۔ لیکن حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلم کے سوچ کے دھارے کو بدل دیا۔ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک قوی وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، طاقت وہ نہیں جو مدمقابل کو گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ جائے بلکہ آپ کے ہاں طاقت ور وہ ہے جو غصّہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے، شدید وہ ہے جو حالت غضب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں آپے سے باہر نہ ہو جائے۔

مخالف للکار رہا ہے اور اسے گرانے کی قوت و طاقت بھی ہو نفس اس کی طرف مائل بھی دکھائی دیتا ہو اس صورت میں اس مخالف کو مخالف کے روپ میں نہ دیکھنا بلکہ ایک مسلم بھائی کے روپ میں دیکھنا اور اس کی اس للکار کو نظر انداز کر کے آپے سے باہر نہ ہونا ہے اپنے آپ کو اپنے نفس کے حوالہ نہ کرنا حقیقی بہادری ہے یہی قوت و طاقت ہے۔ جو نفس کے ہاتھوں مجبور ہے اسے اگر کوئی گالی دے تو وہ فوراً طیش میں آ جاتا ہے اور جب تک اسے دو چار سنا نہ دے اسے سکون نہیں آتا ایسے نفس کے ہاتھوں مجبور آدمی کو بہادر کون کہتا ہے یہ تو کمزور اور بزدل ہے جو نفس کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غصّہ دور کرنے والا کلمہ

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجُلانِ يَسْتَبَّانِ، وَاَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْقَالَ: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ذَهَبَ مِنْهُ مَايَجِدُ)). فَقَالُوا لَهُ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)). متفقعلیہ۔

صحیح البخاری	۱	رقم الحدیث (۶۱۱۵)	جلد۴	صفحہ۱۹۲۸
صحیح مسلم		رقم الحدیث (۲۶۱۰)	جلد۴	صفحہ۱۹۷
فتح الباری		رقم الحدیث (۶۱۱۵)	جلد۱۰	صفحہ۵۱۸
تحفۃ الاشراف		رقم الحدیث (۴۵۶۶)	جلد۴	صفحہ۵۷
سنن ابی داؤد		رقم الحدیث (۴۷۸۰)	جلد۴	صفحہ۹۱
صحیح سنن ابی داؤد		رقم الحدیث (۴۷۸۱)	جلد۵	صفحہ۹۲
جامع الاصول		رقم الحدیث (۶۲۰۳)	جلد۸	صفحہ۳۲۲
صحیح سنن الترمذی		رقم الحدیث (۳۴۵۲)	جلد۳	صفحہ۴۲۳
قال الالبانی:		ھذا حدیث صحیح (باالفاظ مختلف)		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمة الحدیث :

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بیٹھا تھا اور دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے ان میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں تو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اسے پڑھے لے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ آدمی پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

میں اللہ کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں مردود شیطان کے شر سے۔

تو اس کا غضب وغصہ دور ہو جائے گا۔

لوگوں نے اس آدمی سے کہا حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کی پناہ و حفاظت طلب کرو شیطان مردود کے شر سے۔

بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

حالت غضب میں انسان کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اس عمل سے بخارات دماغ کی طرف اٹھتے ہیں اور یہ بخارات انسانی سوچ کے مسام بند کر دیتے ہیں۔ انسانی غور وفکر کے سارے راستہ بند ہو جاتے ہیں۔ جب سوچ وفکر کے تمام راستے بند ہو جائیں تو وہ انسان شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جاتا ہے اور شیطان اپنی مرضی سے اسے جس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح چاہے استعمال کرتا ہے۔ جو انسان ہو کر شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جائے جو فرزند آدم ہو کر اپنے ازلی دشمن کے ہاتھوں کھیل جائے اسے انسان کون کہے۔

زیر نظر حدیث پاک میں حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کو جھگڑنے کی حالت میں دیکھتے ہیں ایک کو غصہ آتا ہے تو اس کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ رحمت دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ کر فرماتے ہیں:

میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ پڑھ لے تو اس کی یہ کیفیت جاتی ہے۔

وہ کلمہ یہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔

میں اللہ کی پناہ وحفاظت میں آتا ہوں شیطان رجیم کے شر وفساد سے۔

جب سوچ کے دھارے بند ہو چکے ہوں فکر ونظر کے تمام راہ مسدود ہو چکے ہوں اس وقت شیطان حملہ کرتا ہے۔ تو جو آدمی اس عالم میں ربّ رحمان کی پناہ وحفاظت میں آجائے شیطان اس کے نزدیک تک نہیں جاتا اس لئے اس کلمہ کے پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ اس کلمہ کی موجودگی شیطان کو بھگا دیتی ہے اور جب شیطان بھاگ جائے تو وہ بندہ ایسا کوئی کام نہیں کرے گا جو انسانیت کے ماتھے پر داغ بنے۔

حالت غصہ میں وضو کرنا:

انسان حالت غضب میں ہو اور شیطان اس کو اپنے قابو میں کر رہا ہو تو اس عالم میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا محمود ہے اور اگر اس کے ساتھ وضو بھی کر لیا جائے تو یہ وضو غضب کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ جب غصہ والا آدمی ٹھنڈا ہو جائے گا تو فوراً اس کی عقل وشعور بیدا ہو گا۔ اور وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپے سے باہر نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلم کی صدقے ہم اہل ایمان کو تعلیمات نبویہ پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔

عَنْ عَطِيَّةَ (وهو ابن سعد القرظی) رضی اللّٰہ عنه – اَنَّهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک غضب (غصہ) شیطان سے ہے اور بیشک شیطان آگ سے پیدا کیا گیا اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی غصہ میں آئے تو اسے چاہیے کہ وہ وضو کرلے۔

یہ رحمت دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو وضو کرلیا جائے جس مرد مومن نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا وہ دونوں جہاں میں سرفراز ہوا اور اللہ تعالیٰ کے الطاف کریمانہ سے سرفراز ہوا۔

سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۴۷۸۴)	
جامع الاصول		جلد ۸ صفحہ ۴۳۹
قال محقق:	حسن	
مسند الاحمد		جلد ۴ صفحہ ۲۲۶

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حالت غضب میں کھڑا آدمی بیٹھ جائے:

اسی سلسلہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور ہدایت بھی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- اَنَّهٗ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاغَضِبَ اَحَدُکُمْ وَهُوَ قَائِمٌ" فَلْیَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَاِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی غصہ میں آئے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے پس اگر اس سے غصہ چلا جائے فبہا ورنہ وہ لیٹ جائے۔

انسان جب غضب میں کھڑا ہو اور غصہ میں آپے سے باہر ہو رہا ہو تو اسے چاہے کہ وہ بیٹھ جائے بیٹھنے سے اس کی حالت میں یقیناً تبدیلی آئے گی اور اس کے غصہ کی شدت میں کمی آئے گی اگر تو غصہ بالکل جاتا رہے تو فبہا ورنہ وہ لیٹ جائے۔ لیٹنے سے اس کا بقیہ غصہ بھی چلا جائے گا۔

غصہ چونکہ شیطان سے ہے اور شیطان اہل ایمان کو اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے اور وہ کوئی بھی موقع جانے نہیں دیتا۔ اس لئے اس شیطان کو بھگانے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۴۷۸۲)

مسند الاحمد جلد ۵ صفحہ ۱۵۲

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔ جو فرد بشر حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرتا ہے وہ عنداللہ بھی محمود ہے۔ اور شیطان کی دست برد سے بھی محفوظ و مامون ہے۔

حالت غضب میں خاموشی اختیار کی جائے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا – اَنَّهٗ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تعلیم دو اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو اور جب تم میں سے کوئی غصہ میں آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ خاموش ہو جائے۔

یہ الفاظ اس طرح بھی ہیں:

عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَاتُعَسِّرُوْا فَاِذَاغَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ وَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ۔[2]

تعلیم دو اور آسانیاں پیدا کرو اور مشکلات پیدا نہ کرو پس جب تم غصہ میں آ جاؤ تو خاموش ہو جاؤ اور جب تم غصہ میں آ جاؤ تو خاموشی اختیار کرو اور جب تم غصہ میں آ جاؤ تو سکوت اختیار کرو۔

(۱) مسند احمد رقم الحدیث () جلد۱ صفحہ۲۳۹
مسند احمد رقم الحدیث (۲۱۳۶)(۲۵۵۶)
(۲) مسند احمد رقم الحدیث (۲۵۵۶)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کے دن سب کے سامنے انعام

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا ، وَهُوَ قَادِرٌ عَلَی اَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللّٰه سُبْحَانَهُ وَتَعَالَی عَلَی رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَاشَاءَ)). رواه ابو دَاودَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وقال : حَدِيثٌ حَسَنٌ ۔

سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷۷۷) جلد۲		صفحہ۶۶۲
صحیح سنن ابی داود	رقم الحدیث (۴۷۷۷) جلد۳		صفحہ۱۷۴
قال الالبانی:	حدیث حسن		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۱)	جلد۳	صفحہ۵۴۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن غریب		
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۹۳)	جلد۴	صفحہ۲۶۹
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۰۲۱)	جلد۲	صفحہ۳۹۶
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۴۱۸۶)	جلد۴	صفحہ۵۰۳
قال محمود محمد محمود:	الحدیث حسن		
صحیح سنن ابن ماجہ	رقم الحدیث (۳۳۹۴) جلد۳		صفحہ۳۶۷
قال الالبانی:	صحیح		

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ترجمة الحديث :

حضرت معاذ بن انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی غصہ کو پی جائے جب کہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے تمام مخلوقات کے سامنے قیامت کے دن بلائے گا حتی کہ اسے اختیار ہوگا کہ حورعین میں جسے چاہے اپنے لئے پسند کرلے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

انعام چھوٹا ہو یا بڑا انعام انعام ہوتا ہے کسی کی حسن کارکردگی کی بنا پر دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسے ہوتا ہے ایک والد، ایک سربراہ خاندان اپنے لختِ جگر سے خوش ہوتا ہے اس کی تابعداری پر مسرور ہوتا ہے اسے تمام اہل خانہ کے سامنے انعام سے نوازا جاتا ہے۔

کبھی استاد اپنی کسی شاگرد سے خوش ہوتا ہے اس کا حصول علم میں انہماک، اس کا استاد

تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۱۲۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۳۹۴
سنن الکبری للبیہقی	رقم الحدیث (۱۶۶۴۵) جلد ۸	صفحہ ۲۷۹	
المسند لاحمد	رقم الحدیث (۱۵۵۷۴)	جلد ۱۲	صفحہ ۲۵۵
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۶۲۰۶)	جلد ۸	صفحہ ۳۲۴

کے ارشادات کو ضبط کرنا، اس کا کتاب کی گہرائی تک پہنچنا ایک استاد کو متاثر کرتا ہے۔ پھر امتحان میں اس کی کامیابی پر اسے تمام طلباء کے سامنے انعام سے نوازا جاتا ہے۔ یہ طالب علم کیلئے ایک اعزاز ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک حاکم وقت، ایک بادشاہ، کسی افسر سے خوش ہوتا ہے اس کا اپنے محکمہ میں حسن انتظام قابل قدر ہوتا ہے اس کی معاملہ فہمی، اس کا اپنے کام سے لگاؤ، پھر اپنے محکمہ میں اچھے نتائج یہ سب کچھ اسے حاکم وقت، بادشاہ کی نظر میں قابل قدر بناتے ہیں پھر بادشاہ وقت اسے وزراء کے سامنے بلا کر انعام سے نوازا کرتا ہے۔

اب قیامت کا منظر نگاہوں کے سامنے لائیے اولین وآخرین اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر بارگاہِ ذوالجلال والاکرام میں پیش ہوں گے۔ اللہ وحدہ لاشریک جلال میں ہوں گے۔ اس دُنیا میں بڑائی حاصل کرنے والے تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ اپنے اپنے پسینوں میں شرابور ہوں گے۔ آواز آئے گی:

لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ ۔

اے دنیا میں حکمرانیاں کرنے والو! بتاؤ آج کسی کی بادشاہت ہے۔

کوئی جواب نہ دے سکے گا پھر اللہ وحدہ لاشریک خود ہی فرمائے گا۔

لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۔

آج بادشاہت اللہ کے لئے ہے جو واحد وقھار ہے۔

پھر کئی مراحل گزریں گے جلال الٰہی جمال کا روپ دھارے گا اہل محشر اپنی آنکھوں کے سامنے اہل ایمان کو جنت کی سندیں حاصل کرتے دیکھیں گے۔ اسی دوران اللہ وحدہ لا

شریک ایک آدمی کو بلائے گا جسے سب اہل محشر کے سامنے انعام سے نوازا جائے گا یہ کون خوش قسمت ہے جسے سب کے سامنے احکم الحاکمین انعام واکرام سے سرفراز فرمائے گا یہ وہ بختوں اور نصیبوں والا ہے جسے دنیا میں کسی کی حماقت پر غصہ آیا اور وہ غصہ کو اس پر نافذ کرنے کی قدرت بھی رکھتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ غصہ کو پی جاتا ہے۔

غصہ کی حالت میں شیطان انسان کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے لیکن وہ صاحب عزم و ہمت جو اس حالت میں بھی شیطان کو نزدیک نہ آنے دے بلکہ خدائے رحمٰن ورحیم کی کرم نوازی سے اپنے غصہ کو پی جائے وہ اس قابل ہے کہ اسے میدان حشر میں سب کے سامنے انعام سے نوازا جائے۔

پھر دنیا میں انعام دینے والے استاد ہوں یا حاکم وقت کوئی بھی ہو ہوسکتا ہے وہ انعام دیتے وقت اپنی کسی لالچ کو مدنظر رکھ رہا ہو، ہوسکتا ہے وہ انعام کے پردے میں اسے کچھ اور کرنا چاہتا ہو۔ پھر یہ دنیا کے انعام عارضی ہیں، ناپائیدار اور ختم ہونیوالے۔ لیکن جو انعام واکرام اللہ وحدہ لاشریک قیامت کو عطا فرمائے گا وہ انعام ابدی ہوگا۔ وہ انعام خالق و مالک کے راضی ہونے کی علامت ہوگا اور میدان حشر میں انعام کا دیا جانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی سے ہمیشہ ہمیشہ راضی رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔

مسند ابی یعلی الموصلی میں یہ حدیث پاک مروی اس میں **علی رؤس الخلائق** کی جگہ **علی رؤس الاشھاد** کے لفظ ہیں ملاحظہ ہو:

حدثنا ابو عبد اللہ احمد بن ابراھیم، حدثنا ابو عبد الرحمٰن، حدثنا سعید، حدثنی ابو مرحوم عن سھل بن معاذ بن انس

عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

مَنْ كَظَمَ غَیْظاً وَهُوَ قَادِر" عَلٰی اَنْ یُنْفِذَهٗ ، دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰی رُؤُوْسِ الْاَشْهَادِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُخَیِّرُهٗ فِیْ اَیِّ الْحُوْرِ شَاءَ۔

ترجمة الحديث:

حضرت معاذ بن انس - رضی اللہ عنہ - سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشافرمایا:

جوآدمی غصّے کو پی جائے حالانکہ وہ غصہ کو نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہوتو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام حاضرین کے سامنے بلائے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اختیار دیگا کہ جس بھی حور کو چاہے اپنے لئے پسند کرلے۔

مسند ابی یعلی الموصلی   رقم الحدیث (۱۴۶۷)   جلد ۳   صفحہ ۲۶

قال حسین سلیم اسد الدارانی: اسنادہ حسن

حضور ﷺ کی وصیت مبارک غصہ نہ کرو

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اَوْصِنِی ، قَالَ : ((لا تَغَضَبْ))فَرَدَّدَ مِرارًا ، قَالَ : ((لا تَغْضَبْ)). رواہ البخاری ۔

ترجمة الحديث :

حضرت ابو ہریرۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ:

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۶۱۱۶)	جلد۴	صفحہ۱۹۲۸
سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۰۲۰)	جلد۳	صفحہ۵۴۶
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح غریب		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث(۲۰۲۰)	جلد۲	صفحہ۳۸۶
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۱۲۸۴۶) جلد۹	صفحہ۴۳۷	
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث(۲۰۲۷۹)	جلد۱۰	صفحہ۱۸۵
قال البیہقی:	رواہ البخاری فی الصحیح		
شرح السنۃ للبغوی	رقم الحدیث(۳۵۸۵)	جلد۱۳	صفحہ۱۵۹
قال البغوی:	ھذا حدیث صحیح		
المسند احمد	رقم الحدیث(۸۷۲۹)	جلد۸	صفحہ۴۵۶
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		

ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

(یارسول اللہ!) مجھے وصیت فرمائیے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

اس نے کئی مرتبہ اپنی درخواست دہرائی تو حضور نے ہر مرتبہ فرمایا:

غصہ نہ کیا کرو۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

ایک آدمی حضور معلم انسانیت صلّی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آتا ہے اور عرض کرتا ہے یارسول اللہ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے ہیں غصہ نہ کیا کرو۔ یہ ارشاد گرامی بتاتا ہے کہ غصہ اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھی چیز نہیں ہے۔ وہ آدمی بار بار کہتا ہے کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو ہر بار حضور صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غصہ نہ کیا کرو۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کا بار بار اسے فرمانا کہ غصہ نہ کیا کرو غصہ کے قبیح ہونے پر دال ہے۔ چونکہ غصہ شیطان سے ہے اور شیطان کا ہر عمل اولاد آدم کے لئے نقصان دہ ہے اور اس کے دین وایمان کے لئے خطرناک ہے اس لئے غصہ نہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

جس عمل سے انسان شیطان کے ہاتھوں کھلونا بن جائے یقیناً وہ عمل خیر سے دور ہے بلکہ بہت دور ہے اور اس عمل کا قبیح ہونا بھی ہر ایک پر عیاں ہے۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ : قَالَ رَجُلٌ" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوْصِنِيْ قَالَ : لَاتَغْضَبْ قَالَ الرَّجُلُ فَفَكَّرْتُ حِيْنَ قَالَ

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ فَاِذَا الْغَضَبُ یَجْمَعُ الشَّرَّ کُلَّه۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی - رضی اللہ عنہ - نے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے وصیت فرمایئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

اس آدمی نے کہا جس وقت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد جو ارشاد فرمایا میں نے غور وفکر کیا (اور اس نتیجہ پر پہنچا) کہ غضب تمام شرّ کا جامع ہے۔

اس آدمی کو جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اس پر غور و فکر شروع کر دیا اور اس فرمان ذیشان پر تفکر و تدبر کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذہن کے دریچے کھول دیے تو اس پر یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ غصہ تمام شر کا جامع ہے کہ غصہ سے شر ہی شر پھوٹتا ہے۔ کیونکہ شر کا مرکز ومحورِ ابلیس ہے اور غصہ ابلیس کی جانب سے ہے اور جو آدمی رحمان جل جلالہٗ کی جانب سے خیرات لینے کی بجائے شیطان کے دامن میں آجائے وہ ہر بھلائی سے دور اور ہر شر کے نزدیک ہے۔ بلکہ اگر وہ اس شیطان کے پسندیدہ عمل پر عمل پیرا رہا تو وہ خود مجسمہ شر بن جائے گا پھر اس کا وجود شر کا منبع قرار پائے گا۔

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَکْرِ الشَّیْطَانِ وَ کَیْدِهٖ بِحُرْمَةِ مَنْ بَعَثْتَهٗ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۷۳

گناہوں سے پاک

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِی نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ تَعَالٰی وَمَا عَلَیْهِ خَطِیئَةٌ))۔ رواه التِّرمِذیُّ وقالَ : حدیثٌ حَسنٌ صحِیحٌ ۔

صحیح سنن ترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد۲	صفحہ۵۶۵
الجامع الکبیر	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد۴	صفحہ۲۰۴
قال الترمذی:	ھذا الحدیث حسن صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد۵	صفحہ۳۴۹
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۵۱۱۴)	جلد۱۱	صفحہ۲۰
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۷۸۴۶) جلد۷		صفحہ۵۰۹
المسند احمد بن حنبل	رقم الحدیث (۹۷۷۳) جلد۹		صفحہ۳۱۸
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۱۳)	جلد۷	صفحہ۱۷۶
قال شعیب الارنوؤط:	اسنادہ صحیح		
المستدرک	رقم الحدیث (۱۲۸۱)	جلد۲	صفحہ۴۹۷
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح باالفاظ مختلف		
المستدرک	رقم الحدیث (۷۸۷۹) جلد۸		صفحہ۲۸۰۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح باالفاظ مختلف		

ترجمة الحديث:

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اس کی اولاد اس کے مال میں آزمائش آتی رہتی ہیں۔ (جن سے اس کے گناہ مٹتے رہتے ہیں) حتی کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

روایت کیا ہے اسے ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اس رزم گاہ حیات میں انسان گناہوں کی آلودگی سے داغدار ہوتا رہتا ہے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے وہ انسان کے دین وایمان کو نقصان پہنچانے کا کوئی بھی موقع جانے نہیں دیتا پھر اس شیطان کی چالیں بڑی گہری اور باریک ہوتی ہیں وہ ہر روپ میں آ کر اسے معصیت کی طرف راغب کرتا رہتا ہے۔

حلاوت ایمان سے مالا مال افراد ابلیسی چالوں میں نہیں آتے ان کا دامن محض فضل الٰہی سے گناہوں کی سیاہی سے پاک رہتا ہے ان کے زھد وورع کا نور ہمیشہ غالب رہتا ہے ان کا اخلاص وللّٰہیت، ان کا رب تعالیٰ سے لگاؤ ان کے دین وایمان کا محافظ رہتا ہے اور ایسے افراد تک شیطان کی رسائی بڑی مشکل ہوتی ہے۔

شرح السنۃ رقم الحدیث (۱۴۳۶) جلد ۵ صفحہ ۲۴۶

قال البغوی: ھذا حدیث حسن صحیح

یہ دنیا دار المصائب ہے۔ یہاں مصائب وآلام آتے رہتے ہیں ایک مومن اور غیر مومن میں یہی فرق ہے کہ مؤمن ان جملہ مصائب وآفات کو اللہ کی رضا کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ ان تکالیف پر آپے سے باہر نہیں ہوتا اور نہ جزع وفزع کو عادت بناتا ہے بلکہ وہ صبر کا دامن تھامے رکھتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ صبر کرنے سے خالق ومالک راضی ہوتا ہے اور صبر کرنے سے اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

یہ مصائب چند طرح کے ہیں:

۱۔ مصائب انسان ذات پر آتے رہتے ہیں کبھی بیماری حملہ کرتی ہے کہ اس کے تمام معاملات متاثر ہو جاتے ہیں جسم کے کسی حصّہ میں مرض پورے جسم کی تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ جس سے اس کے روزمرہ کے معمولات میں فرق آ جاتا ہے اگر اس مرض پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

یعنی تہجد گزار آدمی مرض میں مبتلا ہوا اس کا بخار شدت اختیار کر گیا جس سے اس کے لئے اٹھنا بھی محال ہو گیا اس کی پوری کوشش اور خواہش ہے کہ وہ رب کے آگے وقت سحر سجدہ ریز ہو جائے لیکن بیماری کے باعث وہ ایسا نہ کر سکا تو اللہ الکریم اسے اپنے خزانہ خاص سے تہجد کا ثواب عطا فرمائے گا یہ اس کا کرم ہے اور اس کے کرم پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

۲۔ کبھی انسان کو فقر وتنگدستی گھیر لیتے ہیں۔ پہلے مال ودولت کی فروانی ہے جس سے معاملات دنیا باحسن وخوبی طے ہو رہے ہیں اچانک تنگدستی حملہ آور ہو جاتی ہے کہاں وہ وقت کہ ہر طرف مال ودولت فراوانی اور کہاں کھانے کے لئے دو نوالے بھی میسر نہیں ایک مومن اس عالم میں بھی شکوہ وشکایت زبان پر نہیں لاتا بلکہ صبر کا پیکر بن جاتا ہے وہ اپنے نفس کو روکتا ہے کہ کسی پر

زیادتی نہ ہو وہ کسی کا ناحق مال نہیں چھینتا وہ صبر کرتا ہے ناجائز ذرائع سے روزی لینے کا تصور بھی نہیں کرتا۔

۳۔ کبھی کبھی انسان اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم ہوتا ہے اپنے بیوی بچوں میں آرام کے دن گزار رہا ہوتا ہے اچانک اسے سفر پیش آجاتا ہے حالات کے ہاتھوں مجبور وہ سفر پر روانہ ہوجاتا ہے سفر وسیلہ ظفر تو ہے لیکن ایک نوع کا عذاب بھی ہے غریب الوطنی لوگوں سے ناآشنائی جیب میں رقم کی کمی پھر وہاں کئی قسم کی پریشانیاں ان سب حالات میں ایک بندہ مومن اپنی نفس کو بے قابو نہیں ہونے دیتا وہ نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگامیں ڈالتا ہے۔ وہاں ایسے مواقع آجائیں جہاں کوئی دیکھنے والا اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو پھر وہ ناجائز طریقے سے دولت اکٹھی نہیں کرتا۔

بسا اوقات دوران سفر ایسے مواقع آجاتے ہیں جن میں انسان بڑی آسانی سے برائی کا ارتکاب کرسکتا ہے لیکن ایک مومن خواہ وہ، سفر میں ہو یا حضر میں، دوستوں میں ہو یا دشمنوں میں اسے کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو وہ کسی بھی عالم میں اور کسی بھی لمحے اپنی نعمت ایمان کو ضائع نہیں کرتا اور ایسی کوئی گھٹیا حرکت نہیں کرتا جو انسانیت کے چہرہ پر بدنما داغ ہو۔

۴۔ اولاد کی نعمت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے نیک اولاد سونے پر سہاگہ ہے اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جب اولاد عطا فرماتا ہے تو وہ شکر بجالاتے ہیں کیونکہ شکر بجالانے سے خالق و مالک راضی ہوجاتا ہے۔ اللہ بے نیاز ہے ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں وہ کبھی کبھی اولاد کے ذریعے آزماتا ہے کہ میرا بندہ صبر کے وصف سے متصف ہے یا نہیں۔ اگر اس کی اولاد کو کوئی تکلیف آئے تو کیا یہ دامن صبر چھوڑ تو نہیں دیتا۔

ہستے بستے گھر میں اچانک کوئی بچہ بیمار ہو جاتا ہے جس سے اسکے والدین کی کیفیت بدل جاتی ہے جب تک اسے آرام نہ آئے ماں کا قرار وسکون لٹ جاتا ہے باپ اپنی جگہ مضطرب رہتا ہے بچے کی بیماری کا عرصہ مختصر بھی ہوسکتا ہے اور طویل بھی ان صورتوں میں اللہ کا بندہ پیکر صبر ورضا بن کر رہتا ہے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق اس کا علاج ومعالجہ کرتا ہے اس کے آرام وسکون کا خیال رکھتا ہے کبھی کبھی بیماری شدت اختیار کر جائے تو انسان کے اندرونی کرب میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس سارے عالم میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتا وہ زبان پر شکوہ وشکایت نہیں لاتا۔ وہ واویلا نہیں کرتا بلکہ صبر وسکون سے رہتا ہے اسے علم ہے میرے بے صبر ہونے سے اس کی بیماری رفع نہیں ہوگی۔ لیکن میرے بے صبر ہونے سے میرا خالق ومالک ناراض ہوگا ایک مومن اور تو سب کچھ برداشت کرسکتا ہے اپنے رب کی ناراضگی برداشت نہیں کرسکتا۔

۵۔ اولاد کی بیماری بڑھتے بڑھتے اس کی موت تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک آدمی کے سامنے اس کی اولاد موت سے ہمکنار ہو جائے یہ صدمہ خود جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے لیکن ایک مرد مومن صبر ورضا کا پیکر بن کر اس صدمے کو بھی برداشت کر جاتا ہے اور اس مصیبت کے آنے سے وہ آپے سے باہر نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہے تمام امور خالق ومالک کے دستِ قدرت میں ہیں وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کرتا ہے میں اس کا بندہ ہوں عاجز بندہ ہوں اس کا حکم اسکا فیصلہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – عن النبی – صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ : لایَزالُ الْبَلاءُ بِالْمؤمِنِ اوِالْمُؤْمِنَةِ فِیْ جَسَدِهٖ وَفِیْ مَا لِهٖ وَفِیْ وَلَدِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ وَ ما عَلَیْهِ خَطِیْئَة".

شعب الایمان للبیہقی	رقم الحدیث (۹۸۳۷)	جلد ۷	صفحہ ۱۵۹
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۲۸۰)	جلد ۵	صفحہ ۳۴۹
سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۴۰۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۹
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۳۹۹)	جلد ۲	صفحہ ۵۶۵
قال الالبانی:	حسن صحیح		
شرح السنہ للبغوی	رقم الحدیث (۱۴۳۶)	جلد ۵	صفحہ ۲۴۶
قال البغوی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۱)	جلد ۷	صفحہ ۱۷۶
قال شعب الارنؤوط:	اسنادہ حسن		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۲۴)	جلد ۷	صفحہ ۱۸۷
السنن الکبریٰ للبیہقی	رقم الحدیث (۶۵۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۴
الموطا امام مالک		جلد ۱	صفحہ ۲۰۴
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث (۷۸۷۹)	جلد ۸	صفحہ ۲۸۰۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۷)		صفحہ ۱۸۰

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد یا مومن عورت کو اس کے جسم میں اس کے مال میں اس کی اولاد میں آزمائش رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ .وَهِيَ عَمَّةُ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُبَايِعَاتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا .قَالَتْ : عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيضَةٌ" فَقَالَ : يَا أُمَّ الْعَلَاءِ أَبْشِرِي ، فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهِ خَطَايَاهُ كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالْفِضَّةِ .

ترجمۃ الحدیث:

حضرت اُمّ العلاء رضی اللہ عنہا جو حکیم بن حزام کی پھوپھی ہیں اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلم

صحیح الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۳۴۲۷)	جلد ۳	صفحہ ۳۳۸
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح الترغیب الترھیب	رقم الحدیث (۳۴۳۸)	جلد ۳	صفحہ ۳۴۲
قال الالبانی:	صحیح		
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۲)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۲
قال الالبانی:	صحیح		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۷۱۴)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۹
المعجم الکبیر للطبرانی (بالفاظ مختلفہ)	رقم الحدیث (۳۴۰)	جلد ۲۵	صفحہ ۱۴۱

سے مشرف بیعت حاصل کرنے والی ہیں نے فرمایا:

جب میں بیمار تھی تو حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت فرمائی تو ارشاد فرمایا اے اُمّ العلا! مبارک ہو! مسلم کی مرض و بیماری کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جیسا آگ لوہے اور چاندی کے خُبث (کھوٹ) کو ختم کر دیتی ہے۔

وَعَنْ ابِیْ هُرَيْرَةَ – رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُولَ اللّٰه – صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ الْمُنزِلَةُ فَما يَبْلُغُها بِعَمَلٍ : فَما يَزالُ اللّٰهُ يَبْتَلِيه بِما يَكْرَهُ حَتّٰی يُبَلِّغَهُ إِيَّا ها.

المستدرک للحاکم		جلد ۱	صفحہ ۳۴۴
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح الاسنادہ ولم یخرجاہ		
تلخیص بذیل المستدرک		جلد ۱	صفحہ ۳۴۴
قال الذھبی:	صحیح الاسنادہ		
صحیح الجامع للالبانی	رقم الحدیث (۱۶۲۵)	جلد ۱	صفحہ ۳۳۵
قال الالبانی:	حسن		
سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۲۵۹۹)	جلد ۶	صفحہ ۱۸۹
الترغیب والترھیب	رقم الحدیث (۴۹۹۲)	جلد ۴	صفحہ ۱۷۷
قال المحقق:	حسن		
مسند ابی یعلی الموصلی	رقم الحدیث (۶۰۹۵)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۸۳
قال حسین سلیم اسد:	اسنادہ صحیح		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۰۸)	جلد ۷	صفحہ ۱۶۹
قال شعیب الارنووط:	اسنادہ حسن		

ترجمۃ الحدیث:

بندۂ مومن کا درجہ اللہ کے ہاں اتنا بلند ہوتا ہے کہ وہ اس درجہ تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اس کے جسم کو کسی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ اس ذریعہ سے اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

المطالب العالیۃ	رقم الحدیث (۲۴۲۰)	جلد ۲	صفحہ ۳۳۹
سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۲۰۰
صحیح سنن ابی داؤد	رقم الحدیث (۳۰۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۲۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
موارد الظمان	رقم الحدیث (۶۹۳)		صفحہ ۱۷۹

عن عائشہ –رضی اللّٰہ عنھا– عن النبی – صلّی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم–

اِذَا اشْتَکَی الْمُؤْمِنُ اَخْلَصَهُ ذَالِکَ مِنَ الذُّنُوْبِ کَمَا یُخْلِصُ الْکِیْرُ الْخُبْثَ مِنَ الْحَدِیْدِ .

ترجمة الحديث :

حضرت عائشہ صدیقہ –رضی اللہ عنہا– سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم –صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم– نے ارشاد فرمایا:

سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ	رقم الحدیث (۱۲۵۷)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۶
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۲۹۳۶)	جلد ۷	صفحہ ۱۹۸
قال شعیب الارنؤوط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث (۳۸۰۴)	جلد ۳	صفحہ ۳۱
الادب المفرد	رقم الحدیث (۴۹۷)		صفحہ ۱۳۱
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۴۱۲۳)	جلد ۳	صفحہ ۱۴۲
المعجم الاوسط للطبرانی	رقم الحدیث (۵۳۵۱)	جلد ۴	صفحہ ۱۰۱
قال محمد حسن اسماعیل:	اسنادہ حسن		
موارد الظمآن	رقم الحدیث (۶۹۵)		صفحہ ۱۷۹

جب مومن کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ تکلیف اسے گناہوں سے یوں پاک کر دیتی ہے جیسے کیر لوہے سے خُبث کو پاک کر دیتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صبر

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : قَدِمَ عُیَیْنَۃُ بْنُ حِصْنٍ فَنَزَلَ عَلٰی ابْنِ اَخِیْہِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ – وَکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْھِمْ عُمَرُ رضی اللّٰہ عَنْہُ ، وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَمُشَاوَرَتِہٖ کُھُوْلًا کَانُوْا اَوْشُبَّانًا– فَقَالَ عُیَیْنَۃُ لِابْنِ اَخِیْہِ : یَا ابْنَ اَخِی ! لَکَ وَجْہٌ" عِنْدَ ھٰذَا الْاَمِیْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِی عَلَیْہِ، فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَہٗ عُمَرُ . فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ : ھِیْ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ! فَوَاللّٰہِ ! مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَلَاتَحْکُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ، فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ حَتّٰی ھَمَّ اَنْ یُوقِعَ بِہٖ ، فَقَالَ لَہُ الْحُرُّ : یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ !اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:(خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ)(الأعراف: ۱۹۹)وَاِنَّ ھٰذَا مِنَ الْجَاھِلِیْنَ ، وَاللّٰہِ مَا جَاوَزَھَا عُمَرُ حِیْنَ تَلاَھَا، وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی . رواہ البخاری۔

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد۳	صفحہ۱۴۲۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۴۶۴۲)	جلد۸	صفحہ۳۰۴

عیینہ بن حصن آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے ہاں قیام کیا یہ حُر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر نے اپنے قرب سے نوازا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب مجلس اور اصحاب شاورت قُرّ اء (اہل علم) ہوتے تھے چاہے وہ عمر رسیدہ ہوں یا جوان۔

عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھائی کے فرزند! اس خلیفہ کے ہاں تمہیں خاص مرتبہ حاصل ہے اس لئے میرے لئے ان سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حُر نے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

جب عیینہ اندر آئے تو حضرت عمر سے کہنے لگے:

اے ابن الخطاب! آپ ہمیں نہ زیادہ عطیات دیتے ہیں اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ فرماتے ہیں (یہ سن کر) حضرت عمر کو غصہ آ گیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے سزا دینے کا ارادہ فرمالیا۔

حُر نے عرض کی:

اے امیر المومنین! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا:

خُذِالْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِض عَنِ الجَاهِلِيْنَ ۔

عفو و درگزر کو اختیار کیجئے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے اور یہ (میرا چچا جس نے گستاخی کی ہے) جاہلین سے ہے۔

اللہ کی قسم! جب حُر نے اس آیت کی تلاوت کی حضرت عمر نے ذرا بھی آگے نہ بڑھے یعنی اس کو کچھ نہ کہا۔ حضرت عمر کتاب اللہ پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے۔

اسے بخاری نے روایت کیا۔

-۞-

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے مکتب کے پہلے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ السابقون الاولوں کے

زمرہ میں شامل تھے۔ آپ نے اپنے سینۂ اقدس کو فیضانِ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم سے لبریز کیا تو خوب لبریز کیا اور آپ سنتِ مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ آپ خود صاحب علم ہے اور اصحاب علم کی قدر کرتے تھے انہیں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی خوب یاد تھا کہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ۔ علماء انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔

اس لئے آپ علماء کی دل و جان سے قدر کرنے والے تھے۔ بلکہ علماء آپ کے اصحاب مجلس اور اصحاب مشاورت تھے۔ علماء کی مجلس میں علم کی باتیں ہوں گی اور علماء سے مشورہ کرنے سے وہ علم کی روشنی میں یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں مشورہ دیں گے۔ کیونکہ جس کا سینہ علم کے انوار سے منور ہے اس سینہ اقدس سے دین کے نوری چشمے ہی ابلا کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ اور جوان میں کوئی فرق نہیں کیا کرتے تھے آپ کے اصحاب مجلس علماء تھے وہ علماء بزرگ بھی ہوتے اور جوان بھی بزرگی عمر رسیدہ ہونے میں نہیں بلکہ بزرگی علم وعمل میں ہے البتہ جو علم وعمل کے ساتھ عمر میں بھی بڑا ہو وہ نور علیٰ نور ہے۔

زیر نظر روایت میں:

عیینہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے نامناسب بات کہہ دیتے ہیں جو بہر حال انہیں زیب نہ دیتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر جلال میں آ گئے لیکن اسی لمحہ حُر نے

قرآن کی آیت کی تلاوت کردی

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ۔

عفوودرگزرکواختیار کیجئے نیکی کاحکم دیجئے اور جاہلین سے اعراض کیجئے۔

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ عامل بالکتاب تھے قرآن کریم کی تعلیمات پرعمل پیراتھےاس لئے اس آیت کریمہ کوسن کران کا جلال فوراً جمال میں بدل گیا اوراس نامناسب بات کہنےوالے سے کچھ بھی نہ فرمایا۔

معاف وہی کرتا ہے جسےاپنےنفس پرقابوہوتا ہےاوروہ اسے آپے سے باہرنہیں ہونے دیتا۔کسی کی زیادتی کومعاف کرنے والا وہ صابر ہے جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے عزتیں لکھی ہیں۔حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کاارشادگرامی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَانَقَصَتْ صَدُقَة" مِنْ مَالٍ وَمَازَا دَاللّٰهُ عَبْداً بِعَفْوٍاِلَّا عِزّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَد" لِلّٰهِ اِلّارَفَعَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضوررسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:صدقہ مال کوکم نہیں کرتا۔اوراللہ تعالیٰ بندے کے معاف کرنے کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے۔اورجس نے بھی اللہ کے لئے تواضع وانکساری کی تواللہ تعالیٰ نے اسے رفعت وبلندی سے سرفرازفرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عیینہ کے اس رویئے اورغیرمعقول بات پراسے معاف کر

صحیح مسلم رقم الحدیث (۲۵۶۸)

دیا تو اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی عزت وتکرم میں اضافہ کر دیا۔ اس اللہ تعالیٰ نے کتنا اضافہ فرمایا یہ ماوشما کو کیا خبر یہ اس کریم کا کرم ہے اور اللہ الکریم کے کرم کو کسی پیمانہ میں تولا نہیں جا سکتا۔

صحابہ کرام کو حضور ﷺ کی وصیت

میرے بعد صبر کرنا

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((اِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِى اَثَرَة" وَاُمُور" تُنْكِرُونَهَا ! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰه ! فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ : تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِى عَلَيْكُمْ ، وَتَسْأَلُونَ اللّٰهَ الَّذِیْ لَكُمْ)). متفق عليه.

و((الْأَثَرَةُ)): الانفِرَادُ بالشَّيْءِ عَمَّنْ لَهُ فِيهِ حَقّ" ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث (۷۰۵۲)	جلد ۴	صفحہ ۲۲۱۰
فتح الباری	رقم الحدیث (۷۰۵۲)	جلد ۱۳	صفحہ ۵
صحیح مسلم	رقم الحدیث (۱۸۴۳)	جلد ۳	صفحہ ۲۵۷
صحیح سنن الترمذی	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
قال الالبانی:	ھذا حدیث صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۱۹۰)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
قال ترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث (۴۵۸۷)	جلد ۱۰	صفحہ ۴۴۷
قال شعیب الارنؤوط:	ھذا حدیث صحیح		
المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۴۱)	جلد ۳	صفحہ ۵۲۵
قال احمد محمد شاکر:	ھذا الحدیث اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		

ترجمة الحديث :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد ترجیح ہوگی اور ایسے امور ہوں گے جو تمہیں بھلے معلوم نہ ہوں گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! پھر آپ ہمیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا جو حق تمہارے ذمہ ہے اسے تم ادا کرو اور جو تمہارے حق دوسروں کے ذمہ ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

اَلْاَثَرَةُ اس چیز کا اکیلے حقدار بن جانا جس میں دوسرے کا بھی حق ہو۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کی خبر دی اور اپنی امت کو آگاہ کیا کہ تم پر اجتماعی طور پر بھی مصائب آنیوالے ہیں ان مصائب و آفات میں بھی تم نے صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔

المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۳۶۶۳) جلد ۳		صفحہ ۵۳۵
قال احمد محمد شاکر:	ھذا حدیث اسنادہ صحیح (بالفاظ مختلفۃ)		
المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۰۶۶)	جلد ۴	صفحہ ۱۳۲
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
المسند لاحمد بن حنبل	رقم الحدیث (۴۱۲۷)	جلد ۴	صفحہ ۱۵۱
قال احمد محمد شاکر:	اسنادہ صحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث (۲۰۴۵)	جلد ۴	صفحہ ۵۰

سلطنت وحکومت میں جب ایسے حکمران قابض ہو جائیں جو عدل وانصاف سے عاری ہوں تو اس کا اثر پوری قوم، پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔

ایک ہمہ گیر بے چینی اور اضطراب جنم لیتا ہے۔ اس عالم میں بھی اہل اسلام کے لئے درس ہے کہ وہ فتنہ وفساد کا سبب نہ بنیں بلکہ ایسی زیادتیوں کو صبر وتحمل سے برداشت کریں اللہ الکریم ایسی راہ بنادے گا کہ یہ مصائب وآلام ختم ہو جائیں گی اور اس ناانصافی کا دور ختم ہو جائے گا۔

تاریخ نے وہ بھی دور دیکھا جب حکمران اپنے اعزہ اقارب کو نواز رہے تھے اور بیت المال کو اپنے ذاتی مصرف میں لا رہے تھے۔ جب اعزہ اقارب کو نوازا جائے ان کی خواہشات کو پورا کیا جائے اور انہیں اعلیٰ سے اعلیٰ نوازشات سے نوازا جائے تو ایسا عوام کے حقوق غصب کر کے ہوگا اور عوام کے حقوق غصب کرنیوالا بہت بڑا مجرم ہے۔

اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ جب عوام کے حقوق غصب ہو رہے ہوں ان کے لئے انصاف کا دروازہ بند کر دیا جائے تو یہ چیز ان کے برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم میں بھی اللہ کے در کو مضبوطی سے پکڑنے کا درس دیا ہے کہ ظاہری طور پر حکومت کی مخالفت کی بجائے دعا کا ہتھیار استعمال کرو۔ مومن دعا کے ذریعے وہ کام کر جاتا ہے جو بڑے بڑے زور آور نہیں کر سکتے۔

ہاں وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات سے نوازا ہو اس کے اندر بے پناہ خوبیاں ہوں وہ امور سلطنت باحسن طریقہ سے چلا سکتا ہو عوام الناس بھی اسے دل وجان سے اپنا مقتداء ورہنما ماننے کے لئے تیار ہوں اسے یہ یقینِ کامل ہو کہ اگر میں اس ظالم حکومت کے

خلاف اٹھا، اگر میں نے اس فاسق و فاجر حکمران کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو پانسہ پلٹ دوں گا اور یہ نالائق، اسلام کے ماتھے پر بدنما داغ حکمران خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں گے تو ایسی شخصیت کے لئے لازم ہے کہ وہ وقتی مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر میدان میں کود جائے اپنی جملہ توانائیاں امت کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کو بچانے کے لئے صرف کر دے اور نتائج اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دے پھر اگر چہ وہ ظاہری طور پر کامیاب نہ بھی ہو سکا اس کے اثرات خیر عرصہ دراز تک محسوس ہوں گے اور اس کی جلائی ہوئی شمع بالآخر اہل اسلام کو اسلام کی حقیقی بہاروں سے آشنا کر دے گی اور وہ امن وسکون کی زندگی بسر کر سکیں گے اور انصاف کے پرچم تلے چین کی نیند سو سکیں گے۔

زندگی کے آخری سانس تک صبر کرو

وَعَنْ اَبِی یَحْیَی اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰه ! أَلا تَسْتَعْمِلُنِی کَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلانًا فَقَالَ : ((اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِی أَثَرَةً،فاصْبِرُوا حَتَّی تَلْقَوْنِی عَلَی الْحَوْضِ)).متفق علیه .

وَ((أُسَیْدُ)) بِضَمِّ الْهَمْزَةِ . ((وَحُضَیْرٌ)): بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ مَضْمُومَةٍ وَضَادٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ، وَاللّٰه أَعْلَمُ۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۳۷۹۳) جلد۳	صفحہ۱۱۶۱	
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۸۴۵)	جلد۳	صفحہ۲۵۸
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۷۲۷۶)	جلد۱۶	صفحہ۲۶۵
قال شعیب الارنووَط:	اسنادہ صحیح علی شرط مسلم		
صحیح ابن حبان	رقم الحدیث(۷۲۷۵)	جلد۱۶	صفحہ۲۶۴
قال شعیب الارنووَط:	اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین		
مجمع الزوائد	رقم الحدیث(۱۶۴۹۱)	جلد۹	صفحہ۵۷۰
قال محمد عبدالقادر:	ھذا حدیث فی الصحیح		
جامع الاصول	رقم الحدیث(۶۷۲۶)	جلد۹	صفحہ۱۳۵
المسند احمد	رقم الحدیث(۱۸۹۹۳) جلد۱۴	صفحہ۳۸۱	
قال حمزہ احمد الزین:	اسنادہ صحیح		

ترجمة الحديث :

حضرت ابو یحیٰی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

انصار کے ایک آدمی نے عرض کی:

یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عامل مقرر نہیں کریں گے جس طرح آپ نے فلاں کو عامل مقرر فرمایا ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میرے بعد ترجیح کا عمل پاؤ گے تو (اس وقت) صبر کرنا یہانتک کہ تم مجھے حوض پر ملو۔ بخاری ومسلم

اُسَیْد ہمزہ کے ضمہ سے اور حُضَیْر حا معجمہ مضمومہ اور ضاد معجمہ مفتوحہ سے۔ واللہ اعلم

سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۹۸)	جلد ۸	صفحہ ۶۱۵
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۵۳۹۸)	جلد ۳	صفحہ ۴۳۲
قال الالبانی:	صحیح		
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث (۱۴۸)	جلد ۱	صفحہ ۷۱
الجامع الکبیر	رقم الحدیث (۲۱۸۹)	جلد ۴	صفحہ ۵۷
قال الترمذی:	ھذا حدیث حسن صحیح		
صحیح سنن النسائی	رقم الحدیث (۲۱۸۹)	جلد ۲	صفحہ ۴۷۱
قال الالبانی:	صحیح		
صحیح ابن حبان (بالفاظ مفصلاً)	رقم الحدیث (۷۲۷۹)	جلد ۱۶	صفحہ ۲۶۸
فتح الباری	رقم الحدیث (۳۸۹۳)	جلد ۷	صفحہ ۱۱۷

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ پاک مستقبل کے پردوں کو چیر کر بھی دیکھ لیا کرتی ہے۔

یہاں بھی حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل میں ہونے والے واقعات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات حرف بحرف پورے ہوئے۔

عہدہ ومنصب کے طلبگار کو عہدہ نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اسلام کے یہ مناسب جلیلہ ہیں اور انہیں اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ ہاں حالات مخدوش ہوں اور اس منصب کا کوئی اہل نظر نہ آتا ہو اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت محسوس کرتا ہو کہ وہ ان امور کو بطریق احسن سرانجام دے لے گا۔ اور اگر اس نے اس وقت اپنے آپ کو پیش نہ کیا تو یہ ملت کا بہت بڑا نقصان ہوگا ایسی نادر صورت میں اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حضرت سیّدنا یوسف علیہ الصلاۃ السلام نے حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے فرمایا تھا:

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ ۔

مجھے زمین کے خزانوں کا منتظم مقرر کر دیجئے۔

اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے علماء حق نے اس آدمی کے لئے جو منصب کا اہل ہو اور اسے اور کوئی دوسرا نظر نہ آتا ہو اور اس کے اپنے نام پیش نہ کرنے سے ملت کا نقصان عظیم ہوتا ہو تو اس وقت اسے اپنا نام پیش کرنے کی اجازت ہے۔

حدثنا سفیان ، عن یحیی قیل سفیان یعنی سَمِعَ مِنْ اَنَسٍ - یَقُوْلُ

دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارَا لِیَقْطَعَ لَھُمُ الْبَحْرَیْنَ فَقَالُوا : لَا حَتّٰی تَقْطَعَ لِاَخْوَانِنَا مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ مِثْلَنَا فَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثْرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ ۔

حضرت انس بن مالک-رضی اللہ عنہ-فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے انصار-مدینہ منورہ کے باشندوں-کو بلایا تاکہ ان کے نام بَحرَین کی زمین کردیں تو انہوں نے عرض کی

(یا رسول اللہ!) صرف ہمارے لئے؟ نہیں یہانتک کہ آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کے لئے بھی اتنی زمین کردیں تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیشک تم میرے بعد پاوگے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جارہی ہے تو تم اس وقت صبر کرنا حتی کہ تم مجھ سے ملو۔

مسند الامام احمد　　رقم الحدیث (۱۲۰۴۲)　　جلد ۱۰　　صفحہ ۳۵۴

قال حمزہ احمد الزین: اسنادہ صحیح

میدان جہاد میں بھی صبر

وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِیمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْفَی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : اَنَّ رَسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِهِ الَّتِی لَقِیَ فِیهَا الْعَدُوَّ ، اِنْتَظَرَ حَتّٰی اِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِیهِمْ فَقَالَ : ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ ! لا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ ، وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ ، فَاِذَا لَقِیتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا ، وَاعْلَمُوا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ)). متفقٌ علیه۔

صحیح البخاری	رقم الحدیث(۲۶-۲۹۶۵)	جلد۳	صفحہ۱۷۳
فتح الباری	رقم الحدیث(۲۹۶۵)	جلد۶	صفحہ۱۲۰
صحیح مسلم	رقم الحدیث(۱۷۴۲)	جلد۳	صفحہ۱۷۳
تحفۃ الاشراف	رقم الحدیث(۵۱۶۱)	جلد۴	صفحہ۲۸۱
المستدرک للحاکم	رقم الحدیث(۲۴۱۳)	جلد۳	صفحہ۹۰۸
قال الحاکم:	ھذا حدیث صحیح		
شرح السنۃ	رقم الحدیث(۲۶۸۹)	جلد۱۱	صفحہ۳۸
قال البغوی:	ھذا الحدیث متفق علیہ الصحۃ		
مشکاۃ المصابیح	رقم الحدیث(۳۹۳۰)	جلد۷	صفحہ۴۳۸

ترجمة الحديث :

حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

حضور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم جن دنوں دشمن سے جہاد فرما رہے تھے ایک دن انتظار فرمایا یہانتک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ اپنے اصحاب میں کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا:

اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ پس جب تم (ناچار) دشمن سے لڑو تو صبر اختیار کرو۔ اور جان لو! جنت تلواروں کے سایوں تلے ہے۔

پھر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ! اے کتاب کو نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اور اے دشمنوں کو شکست دینے والے!

ان (دشمنوں) کو شکست فاش دے دے اور اس کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرما۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

-۞-

اسلام امن وسکون کا دین ہے جنگ وجدال کا نہیں۔ اسلام پیار و محبت کا مذہب ہے لڑائی جھگڑے کا نہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو اخوف ومحبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے یہ دین کل انسانیت کے لئے رحمت کا پیام لایا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنے دشمن کی سرگرمیوں سے کنارہ کشی کرلو اس کی اسلام کے خلاف تیاریوں کو نظرانداز کرو۔ نہیں بلکہ یہ دین حق خود بھی مکمل تیاری کا حکم دیتا ہے اور کسی بھی مقام پر بزدلی کا درس نہیں دیتا۔ ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (1)

اور تیار رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت و طاقت ۔ اور بندھے ہوئے گھوڑے ۔ خوف زدہ کرو اپنی تیاریوں سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور ان کو (بھی) جو ان کھلے دشمنوں کے علاوہ ہیں تم انہیں نہیں جانتے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے ۔ اور جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو تمہیں اس کا پورا پورا اجر دیا جائے گا اور تم پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا ۔

اس ارشاد خداوندی میں اہل اسلام کو دشمن کے مقابلہ میں پوری تیاری کا حکم دیا گیا ہے ۔ اور کسی بھی موقع پر سستی دکھانے سے منع کیا گیا ہے ۔ اسلام کے ظاہری دشمن بھی ہیں اور مارآستین بھی ہیں ۔ جنگی تیاری سے ان دونوں دشمنوں کو مرعوب کرنا ہے تا کہ یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اسلام کو نقصان نہ پہنچائیں ۔

اس ساری تیاری کے باوجود اسلام لڑائی کا خواہش مند نہیں وہ فطری طور پر جنگ وجدال نہیں چاہتا ملاحظہ ہو زیر نظر حدیثِ پاک:

اہل اسلام اور دشمنانِ اسلام آمنے سامنے ہیں اور ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں ۔ دونوں طرف سے پوری تیاری ہے ۔ طبلِ جنگ بجنے کی دیر ہے فوجیں آپس میں الجھ پڑیں گی اس عالم میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

---

(۱) الانفال ۸/۶۰

دشمن سے لڑائی کی تمنا نہ کرو۔اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو یعنی دشمن سامنے تلواریں لیے کھڑا ہے اس صورت میں بھی اللہ ذوالجلال سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ کو ٹال دے۔ کیونکہ دین حق فطرۃً امن پسند دین ہے۔لیکن اگر ناچار لڑائی سے واسطہ پڑ ہی جائے تو پھر صبر کا دامن نہ چھوڑو ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرو اور سن لو جنت ان تلواروں کے سایہ تلے ہے۔یعنی پھر اس زندگی کی پرواہ نہ کرو اپنی پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرو اگر تم بچ گئے تو غازی اسلام بنو گے اور اگر شہادت مقدر میں ہے تو سن لو جنت تمہارا استقبال کرنے کے لئے تیار ہے۔

حضور سیّد العالمین صلّی اللہ علیہ وسلم اس جنگ کے عالم میں بھی دعا کا سہارا لیتے ہیں۔

اے کتاب قرآن کریم نازل کرنے والے! اے بادلوں کو چلانے والے اے دشمنوں کو شکست دینے والے ان دشمنوں کو شکست دے اور ہمیں فتح ونصرت سے نواز دے۔

یہ دل سے نکلنے والے دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔زبان رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے والے کلماتِ حق تقدیرِ الٰہی کا روپ دھار لیتے ہیں پھر اہل اسلام فتح ونصرت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْراً وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بَعَثْتَہٗ مُبَشِّراً وَنَذِیْراً .

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضَاہُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیِّ فِی الدُّنْیا وَالْآخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً

وَاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصَّالِحِیۡنَ ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ عَبۡدُکَ وَابۡنُ عَبۡدِکَ وَابۡنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیۡ بِیَدِکَ مَاضٍ حُکۡمُکَ عَدۡلٌ فِیَّ قَضَائُکَ اَسۡاَلُکَ بِکُلِّ اسۡمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیۡتَ بِهٖ نَفۡسَکَ اَوۡاَنۡزَلۡتَهٗ فِیۡ کِتَابِکَ اَوۡعَلَّمۡتَهٗ اَحَداً مِنۡ خَلۡقِکَ اَوِاسۡتَاۡثَرۡتَ بِهٖ فِیۡ عِلۡمِ الۡغَیۡبِ عِنۡدَکَ اَنۡ تَجۡعَلَ الۡقُرۡآنَ رَبِیۡعَ قَلۡبِیۡ وَنُوۡرَ صَدۡرِیۡ وَجِلاءَ حُزۡنِیۡ وَذِھَابَ ھَمِّیۡ

اَللّٰھُمَّ شَرِّفۡنِیۡ بِاتِّبَاعِ نَبِیِّکَ الۡمُصۡطَفٰی وَرَسُوۡلِکَ الۡمُرۡتَضٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ۔

اَللّٰھُمَّ کُنۡ لِیۡ وَلِیًّا مُرۡشِداً فِیۡ جَمِیۡعِ اَحۡوَالِیۡ وَاجۡعَلۡ سِرِّیۡ اَحۡسَنَ وَاَزۡکٰی وَطَھِّرۡ قَلۡبِیۡ مِنَ الۡحِقۡدِ وَالۡحَسَدِ وَعَمَلِیۡ مِنَ الرِّیَاءِ وَالنِّفَاقِ وَلِسَانِیۡ مِنَ الۡکَذِبِ وَعَیۡنِیۡ مِنَ الۡخِیَانَةِ اِنَّکَ تَعۡلَمُ خَائِنَةَ الۡاَعۡیُنِ ۔

اَللّٰھُمَّ اشۡرَحۡ صَدۡرِیۡ بِالۡعُلُوۡمِ اللَّدُنِّیَّةِ وَامۡلَاءۡ قَلۡبِیۡ بِالۡمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّةِ وَاَسۡعِدۡنِیۡ بِخِدۡمَةِ دِیۡنِکَ الۡحَنِیۡفِ

آمِیۡنَ یَارَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ بِبَرۡکَةِ اَسۡمَائِکَ الۡحُسۡنٰی وَبِبَرۡکَةِ نَبِیِّکَ الۡمُرۡتَضٰی

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الۡوَجۡهِ الۡجَمِیۡلِ وَالطَّرۡفِ الۡکَحِیۡلِ وَالۡخَدِّ الۡاَسِیۡلِ وَعَلٰی آلِهٖ بُدُوۡرِ الدُّجٰی وَاَصۡحَابِهٖ نُجُوۡمِ الۡھُدٰی وَمَنۡ تَبِعَھُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۔

ذکرِ الٰہی

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدنَا مُحَمَّدٍوَّاٰلِهٖ وَسَلَّم.

منزل تک پہنچنے کے لیے کسی مرشد وراہنما کی ضرورت ہے بغیر راہبر کے منزل کی طرف گامزن ہونے والا ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور منزل اس سے لحہ بہ لحہ دور ہوتی چلی جاتی ہے۔

دنیا کا کوئی کام راہنما کے بغیر پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا تو دین کے کام کے لیے بھی کسی منزل آشنا مرشد کی ضرورت ہے۔

زیر نظر کتاب ''ذکر الٰہی'' کے مطالعہ سے پہلے یہ چیز ذہن نشین رہے کہ وہی ذکر فوائد وبرکات کا حامل ہے جو کسی مربی کی ہدایات کے مطابق کیا جائے۔ بیمار کو اپنا علاج کسی ماہر معالج سے کروانا اس کی بیماری کو ختم کرنے کے لیے بنیادی چیز ہے اور اسی معالج کی ہدایات کے موافق ادویہ کا استعمال سودمند ہے۔

انسانی جسم کی طرح اس کی روح بھی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتی ہے۔ حسد، کینہ، بغض، تکبر اور ریا کاری وغیرہ اسی روح کی بیماریاں ہیں، ان کا علاج بھی کسی مربی کامل کے بغیر اور اسکے تجویز کردہ نسخہ ''ذکر الٰہی'' سے انحراف کے بغیر ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی لطف وکرم سے ہمیں فہم سلیم عطا فرمائے اور اس حقیقت کو دل وجان سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے اس اقتباس کو انتہائی غور وفکر سے پڑھیے۔

اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ.

آپ کی آ گاہی کے لیے اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ تربیت سلف صالحین کی تربیت میں شریعت کا عنصر غالب تھا۔ جبکہ تصوف شریعت کے تابع تھا۔ کیونکہ اصل شریعت ہے جبکہ تصوف اس کی فرع ہے۔ مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت شمع ہے جو راہ دکھاتی ہے۔ شریعت پر گامزن ہونا طریقت ہے اور منزل مراد پر رسائی حقیقت ہے۔

آپ کی تربیت میں جامعیت تھی طالب علموں کی علمی اور ذہنی تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت بھی کرتے تھے۔ باطنی تربیت کا طریق القائی اور انعکاسی ہے۔ اس کا تعلق نگاہ سے ہے اور اس کا ہدف طالب کا قلب اور نفس ہیں۔ نگاہ کی کیمیا گری سے طالب کا تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کیا جاتا ہے۔ جبکہ زبان و بیان کے ذریعے عقائد کی درستی اور تشریعی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی طالبوں کی ذہنی اور روحانی تربیت کے لیے وہی انداز اپنایا۔ علمی اور ذہنی تربیت تو علمائے ظواہر کے ہاں موجود ہے مگر باطنی تربیت کا نظام ان کے ہاں مفقود ہے۔ اس کے لیے کسی شیخ کامل کی صحبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری کمالات کے باوجود امام غزالی، امام رازی اور مولانا روم رحمہم اللہ جیسے یکتائے روزگار علماء فضلاء اور حکماء کو حضرت بوعلی فارمدی، حضرت نجم الدین کبریٰ اور شمس الدین تبریزی رحمہم اللہ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنے پڑے۔ باطنی تربیت کا عمل القائی اور انعکاسی ہے جو شیخ کامل کے سینے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تکذیب زمانۂ جاہلیت سے بھی زیادہ میرے سینے میں واقع ہوگئی، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پسینہ پسینہ

ہو گیا، حالت یہ ہو گئی کہ گویا میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ سالہا سال کی مجاہدات اور ریاضات سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جو کسی مرد کامل کی تھوڑی سی توجہ سے حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ تصوف القائی عمل ہے اور اس تربیت کا دائرہ عمل قلب سے شروع ہوتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَ اِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلا وَهِیَ الْقَلْبُ.

انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "المنقد من الضلال" میں لکھا ہے کہ بیٹے قلب کو چمکانے کا فن سیکھو مگر یاد رکھو اس کے مدعی بہت ہیں مگر جاننے والے خال خال ہوں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

لِكُلِّ شَيْئٍ صَقَالَة" وَصَقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰه.

ہر چیز کی صیقل (پالش) ہوتی ہے اور دل کی صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صبح و شام اپنے رب کا ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انسان کو سکون ملتا ہے۔ ذکر کی تعریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مجھے صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل کے چار غلاموں کو آزاد کر دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

میں ان کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں چار غلام آزاد کردوں۔

چنانچہ ان احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کو دیکھتے ہیں تو ان کے عین مطابق پاتے ہیں۔

محض ایک واقعہ ثبوت کے لیے کافی ہے۔

قاضی نادر علی جو پوٹھ بنگش کے رہنے والے تھے، ظاہری علوم کے عالم ہونے کے علاوہ کسی آستانہ عالیہ سے باطنی نسبت بھی رکھتے تھے اور یہ نسبت کافی قوی تھی مگر کسی واقعہ سے تعلقات میں گرہ پڑ گئی اور آنا جانا متروک ہو گیا۔ آپ رحمہ اللہ کو اس محرومی کا سخت رنج تھا۔ نتیجۃً آپ کھوئے کھوئے رہنے لگے اور آپ کے لیل ونہار اسی دوری مہجوری میں گزرنے لگے۔ ارادہ ازلی نے کروٹ لی، ایک رات کچھ غیبی اشارے پائے، بیدار ہوتے ہی کاغذ پر نقشہ بنالیا اور صبح چھچیاں شریف پہنچے۔ حضرت مسجد میں تھے مگر قاضی صاحب نے پہلے نقشہ کی روشنی میں ماحول کا جائزہ لیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہی محلِ وقوع ہے جس کا غیبی اشارہ پایا۔ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انشراح قلب کے لیے راہنمائی چاہی، آپ نے انہیں یہی نسخہ کیمیا بتایا اور فرمایا کہ مسجد کے کواڑ کو کنڈی لگوالو۔ نماز فجر کے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد مغرب تک دروازہ بند کر کے ذکر میں مصروف رہو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر مواظبت کی اور خاطر خواہ روحانی ارتقاء پایا۔ عوام علاقہ اس کے گواہ ہیں۔ اگرچہ مسجد اب دوبارہ تعمیر ہو چکی ہے مگر وہ کواڑ اور کنڈی اب بھی موجود ہیں اور اکثر سنگی اس کی زیارت کرتے ہیں۔

قاضی صاحب رحمہ اللہ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص بابا فقیر محمد پوٹھیہ کے نانا جان تھے۔ یہ وہی بابا فقیر محمد صاحب رحمہ اللہ ہیں جن کا مزار چھچیاں شریف میں قبلہ عالم کے پائنتی تھا۔

یہ جان لینے کے بعد کہ عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمہ اللہ کے نزدیک ذکر کو کیا اہمیت حاصل ہے نمونے کے ایک دو واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔

قبلہ عالم رحمہ اللہ کی ذات میں شریعت اور طریقت کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا اور انکے تربیت یافتگان بھی بقدرِ استعداد ان ہی صفات سے متصف تھے۔ شریعت کے اوامر ونواہی پر سختی سے عمل کرتے اور شیخ کامل کی تعلیم، تربیت اور توجہ سے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس میں مصروف رہتے۔ شیخ کامل کی توجہ اور اسم ذات کی برکت سے ان کا قلب مصفا اور لطائف بیدار تھے۔

یوں تو ہر عبادت ذکر ہے مگر تصوف کی اصطلاح میں ذکر سے مراد اسم ذات ''اللہ'' لی جاتی ہے۔ اس کے ذکر سے شیشۂ دل میں جلاء پیدا ہوتی ہے، اس کی کدورت اور کثافت دور ہوتی ہے اور وہ صیقل ہو کر انوار اور تجلیات الٰہیہ کا مہبط ٹھہرتا ہے اور اس میں ایسی انقلاب آفریں قوت پیدا ہوتی ہے کہ اس کی ایک ضرب سے قلعے مسمار اور پہاڑ لرزہ براندام ہو جاتے ہیں مگر یہ قوت شیخ کامل کی توجہ اور سلسلہ کی برکت وتاثیر کی مرہون منت ہے۔ قبلہ عالم رحمہ اللہ کے تربیت یافتگان میاں فتح محمد اور خواجہ محمد اکبر علی رحمہما اللہ علیہ کے واقعات جو محض بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں قبلہ عالم رحمہ اللہ کے مقام کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حضرت میاں فتح محمد حضرت خواجہ محمد سلطان عالم صدیقی رحمہ اللہ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ قبلہ عالم رحمہ اللہ سے محبت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کو بجا طور پر فنافی الشیخ کہا جاتا تھا۔ آپ

ایک رات کوجندروٹ تحصیل نکیال ایک مکان کے اندر حلقۂ احباب میں بیٹھے انہیں توجہ دے رہے تھے اس مکان کے دوسرے کونے میں گھوڑی بندھی تھی۔

توجہ کے دوران آپ نے ''اللہ ھو'' کی ضرب لگائی، سب سنگی وجد میں آ کر لوٹ پوٹ ہو گئے مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دوسرے کونے میں بندھی ہوئی گھوڑی بھی وجد میں آ گئی ،اپنے اگلے دونوں پاؤں بار بار اُٹھا کر ایک خاص ترنم کے ساتھ زمین پر مارتی اور عجیب کیف ومستی کا اظہار کرتی۔

خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ بمقام اڑی ہرنی مقبوضہ کشمیر ایک مسجد کے اندر حلقۂ احباب میں بیٹھے تھے۔

آپ نے سنگیوں کو توجہ دی اور ''اللہ ھو'' کی ضرب لگائی، سنگی تو مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہی تھے مسجد بھی لرز اٹھی۔

ان واقعات کے عینی شاہد حاجی محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی بقا محمد رحمۃ اللہ علیہ تھے۔'' (عرس مبارک ۹ مئی)

اے اللہ! اے ارحم الراحمین! ہمیں اپنے ذکر کی دولت سے مالا مال فرما۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق ارزانی فرما۔ آمین۔

بِجَاهِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

محمد کریم سلطانی

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم.

اللہ رب العزت نے محض اپنی شانِ کریمی سے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا اور اس کے دشمن ابلیس کو مردودِ بارگاہ بنا دیا۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ اس (انسان) کے سامنے اپنا سر خم کر دیں اور اس کی عظمت کا عملی اظہار کریں۔

اس بھری کائنات میں جس عظمت اور شان سے اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرمایا ایسی منزلت کسی اور مخلوق کو نہ مل سکی۔ کرم در کرم یہ کہ اس بے نیاز اللہ نے انسانوں کو یہ نوید بھی سنائی:

وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ

ہم نے اولادِ آدم کے سر پر عزت و کرامت کا تاج سجا دیا۔

اب اس نائبِ الٰہی اور خلیفۃ اللہ پر لازم ہے کہ وہ ہر گھڑی اپنے خالق و مالک کو یاد کرے جس اللہ نے بن مانگے اتنی کرم نوازیوں سے سرفراز فرمایا اسے یاد نہ کرنا کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔

اللہ اولادِ آدم کو اپنی یاد پر جو انعام و اکرام عطا فرماتا ہے اس کی وسعت کا اندازہ کون لگا

سکتا ہے۔صرف ایک مرتبہ دل کی گہرائی سے یادِ الٰہی کا جو اجر ایک انسان کو ملتا ہے اگر اس اجر وثواب کے ملنے پر بطور شکرانہ قیامت تک سربسجود ہوا جائے تو پھر بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ذکر الٰہی کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں جو ترغیب وتحریص اور انعام واکرام کا ذکر ہے اس میں سے کچھ چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بِجَاہِ سَیِّدِالاَنْبِیَآءِ والمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم.

ذکر کی کئی قسمیں ہیں:

ذکرلسانی

انسانی زبان ہروقت ذکر الٰہی سے تروتازہ رہے۔زبان ہرلحہ اس وحدہٗ لاشریک کی حمد وثنا میں مصروف رہے،کبھی کلمہ طیبہ کا ورد ہو رہا ہو،کبھی تسبیح وتحمید سے زبان معطر ہورہی ہو،کبھی عرش الٰہی کے خزانہ کو حاصل کرنے کے لیے **لاَحَوْلَ وَلاَقُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ** کا پاکیزہ کلمہ ادا کررہی ہو۔

الغرض اس زبان سے اللہ رب العزت کی حمد وثنا،تقدیس وتسبیح کو کوئی لفظ بھی ادا کیا جائے تو وہ ذکر الٰہی کی فہرست میں شمار ہوگا۔

ایک مقبول بارگاہِ خداوندی نے اپنے ایک ارادتمند کو چند کلمات طیبات کا سبق دیا اور فرمایا اپنی زبان سے ہروقت انہیں کلمات کو ادا کرتے رہو۔وہ ارادتمند اپنے اس مقتداء کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہوگیا،کبھی کلمہ طیبہ کا ورد کرتا تو کبھی تلاوتِ قرآن کریم سے سعادت مند

ہوتا، کبھی اللہ کی تحمید و تمجید کے کلمات ادا کرتا تو کبھی اس کی ثنا گستری میں مصروف رہتا۔ اپنے مقتداء کے حکم کی تعمیل میں اس پر ایک عرصہ گزر گیا۔ ایک روز وہ ان سے گویا ہوا، حضرت! عرصہ دراز ہو گیا میں ہر وقت اللہ کی حمد وثناء میں مصروف رہتا ہوں لیکن ابھی تک کچھ نظر نہیں آیا۔ انہوں نے اسکی اس بات کو سن کر ارشاد فرمایا: تم شکر کرو کہ اللہ رب العزت نے تمہارے جسم کے ایک عضو ہو اپنی حمد وثناء کیلئے چن لیا ہے۔ جس فرزند آدم کے کسی عضو کو اللہ تعالیٰ اپنی یاد میں مصروف کر دے وہ یقیناً بڑا خوش نصیب ہے۔

آج وظائف اس نظریہ سے کیے جاتے ہیں کہ کچھ نظر آئے۔ اے کاش! یہ نظریہ بدل جائے۔ بندے کا کام صرف وظیفہ بندگی ادا کرنا ہے اس سے آگے طمع اس کے لیے روا نہیں۔ یہ مالک کی مرضی ہے کہ کچھ عطا کرے یا نہ کرے۔ مالک کا کچھ عطا کرنا بندے کے لیے حقیقی وجہ افتخار نہیں بلکہ مالک کا راضی ہونا بندے کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے اور یقیناً اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر و تازہ رکھنے والا وہ خوش نصیب ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

ذکر قلبی

دل بیدار ہونا اور ہر وقت اللہ رب العزت کا خیال رہنا ذکر قلبی کہلاتا ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَصْلُ الذِّكْرِ التَّنَبُّهُ بِالْقَلْبِ لِلْمَذْكُوْرِ وَالتَّيَقُّظُ لَهُ وَسُمِّيَ الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ ذِكْراً لِاَنَّهُ دَلَالَةٌ" عَلَى الذِّكْرِ الْقَلْبِيِّ غَيْرَ اَنَّهُ لَمَّا كَثُرَ اِطْلَاقُ الذِّكْرِ عَلَى الْقَوْلِ اللِّسَانِيِّ صَارَهُوَ السَّابِقُ لِلْفَهْمِ۔[1]

(۱) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی صفحہ ۱۷۱ جلد ۲

اصل ذکر تو دل سے مذکور کو واقف جاننا، سمجھنا اور اس کے لیے غفلت کا دور کرنا ہے۔ ذکر لسانی کو بھی ذکر کہہ دیتے ہیں کیونکہ یہ ذکر قلبی پر دلالت کرتا ہے۔ الا یہ کہ جب قول لسانی پر ذکر کا اطلاق بکثرت ہونے لگا تو اب وہی سابق لِلْفَهْمِ ٹھہرا۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلـذِّكْرُ ذِكْرَان ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِاللِّسَانِ حَسَنٌ" وَاَفْضَلُ مِنْهُ اَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ عِنْدَمَايُشْرِفُ عَلَيْهِ مَعَاصِيُهِ.

ذکر کی دو قسمیں ہیں، اللہ عزوجل کا ذکر زبان سے یہ حَسَن ہے اور اس سے افضل یہ ہے کہ جب اس سے کوئی معصیت سرزد ہونے لگے تو اسے اللہ یاد آ جائے۔

جس انسان کا دل بیدار ہوگا اس سے گناہ نہیں ہوگا کیونکہ گناہ کرنے سے پہلے اسے اللہ یاد آ جائے گا اور اللہ کی یاد گناہوں سے روکتی ہے۔

جس انسان کو اللہ یاد آ جائے جیسے یاد آنے کا حق ہے تو وہ اس آدمی سے افضل و برتر ہے جو غفلت سے خدا کو یاد کرتا ہے۔

حضور سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

بصرہ کا ایک رئیس اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا اچانک اس کی نظر اپنے باغبان کی بیوی پر پڑی، اس کے حسن و جمال نے اسے فتنہ میں مبتلا کر دیا۔ اس نے اپنے باغبان کو کسی کام کی غرض سے شہر سے باہر بھیج دیا اور اس باغبان کی بیوی کے پاس آیا اور برے ارادے کا اظہار کیا اور ساتھ ہی کہا اس مکان کے سب دروازے بند کر دو۔

---

(۱) الحدائق فی علم الحدیث والزھدیات لابن الجوزی صفحہ ۳۰۸ جلد ۳

وہ عورت واپس آ کر کہنے لگی: میں نے اس مکان کے سب دروازے بند کر دیے ہیں سوائے ایک دروازے کے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اس رئیس نے اٹھتے ہوئے پوچھا:

وہ کونسا دروازہ ہے جو تجھ سے بند نہیں ہوتا؟ میں خود جا کر بند کرتا ہوں۔

اس عورت نے جواب دیا: وہ دروازہ جو ہمارے اور اللہ کے درمیان ہے وہ مجھ سے بند نہیں ہوتا۔

اتنا سننے کی دیر تھی کہ رئیس کو خدا یاد آ گیا اور شرمساری سے اپنے سر کو جھکا لیا۔ اس وقت خدا یاد آنے پر اس قادر وقیوم نے اسے سچی توبہ کی توفیق عطا فرمادی۔[1]

جسے گناہ کرنے سے قبل اللہ یاد آ جائے، چاہے جیسے بھی آئے اس کی قسمت بدل جاتی ہے۔ پھر ساری زندگی بتوفیق الٰہی وہ گناہ کے نزدیک نہیں جاتا۔

لیکن عرفاء فرماتے ہیں کہ ذکر قلبی سے مراد فقط یاد آنا ہی نہیں بلکہ جس طرح زبان اللہ اللہ کرتی ہے اسی طرح دل بھی اللہ اللہ کرتا ہے۔ اس ذکر قلبی پر یقین وہی رکھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کسی مردِ درویش حق آگاہ کی برکت سے اس نعمت سے بہرہ ور فرمادیا ہو۔ ایسا شخص دنیاوی امور بھی سرانجام دیتا رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے دل کی ہر تار اللہ کا نغمہ چھیڑتی ہے۔ وہ بازار میں ہو یا گھر میں دوستوں کی محفل میں ہو یا عزیزوں میں گھرا ہوا ہو، ہر حالت میں اللہ کو یاد کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین بخاری شاہ نقشبند رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ سے

---

(۱) کشف المحجوب للعارف الہجویری صفحہ ۷۰

بادشاہِ وقت نے پوچھا: کیا آپ کی درویشی موروثی ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں

جَذْبَة" مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیُ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ.

جذبات حق میں سے ایک جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے۔

اللہ کی جانب سے ایک جذبہ پہنچا اور میں اس سعادت سے مشرف ہو گیا۔

پھر اس نے پوچھا: آپ کا طریقہ کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ کے خاندان کا قول ہے کہ خلوت در انجمن چاہیئے۔

اس نے پھر پوچھا: خلوت در انجمن کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ظاہر خلق کے ساتھ اور باطن حق کے ساتھ ہونا۔

بادشاہ کے اس سوال پر کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ اپنی کتابِ حکیم میں فرماتا ہے:

رِجَال" لاَ تُلْهِیْهِمْ تِجَارَة" وَلاَ بَیْع" عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ.

اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی ہے۔[1]

---

(۱) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از نور بخش توکلی صفحہ ۱۱۹

عارف پانی پت رحمہ اللہ لکھتے ہیں: **وَالْمُرَادُ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ" وَلَا بَيْعٌ" عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مَنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُعَامَلَاتِ وَهُوَ مَعَ اشْتِغَالِهِ بِالتِّجَارَاتِ لَايَشْتَغِلُ التِّجَارَةُ قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ فِي النَّاسِ كَائِنٌ" بَائِنٌ" ظَاهِرُهُ مَعَ الْخَلْقِ وَبَاطِنُهُ مَعَ اللّٰهِ غَافِلٌ" مَاسِوَاهُ**۔[1]

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ" وَلَا بَيْعٌ" عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ...... سے مراد وہ آدمی بھی ہے جو معاملات ترک نہیں کرتا، اس کے تجارت میں مشغول ہونے کے باوجود تجارت اس کے دل کو ذکر الٰہی سے ہٹا کر کسی اور طرف مشغول نہیں کر سکتی۔ پس وہ لوگوں میں کائن بائن ہے، اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ ہے اور باطن اللہ کے ساتھ ہے اور اس کے باطن کو ماسوا اللہ کوئی خبر نہیں۔

ذکر قالبی

ذکرِ قالبی کو ذکر بالجوارح بھی کہتے ہیں۔ تمام اعضاء کا اطاعتِ خداوندی میں مصروف ہونا ذکر قالبی کہلاتا ہے۔

عبدالملک نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے چند مسائل دریافت کیے ان میں سے اس کا ایک سوال ذکر کے بارے میں تھا، اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: **تَسْأَلُ عَنِ الذِّكْرِ فَالذِّكْرُ طَاعَةُ اللّٰهِ فَمَنْ اَطَاعَ فَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ لَمْ يُطِعْهُ فَلَيْسَ بِذَاكِرٍ**.[2]

تو نے ذکر کے بارے میں پوچھا ہے، سن لے ذکر اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا نام

(۱) التفسیر المظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۵۴۱ جلد ۶

(۲) الفتوحات الربانیہ صفحہ ۱۵ جلد ۱

ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تو اس نے یقیناً اللہ کا ذکر کیا ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی تو وہ ذاکر نہیں ہے۔

صاحبِ فتوحاتِ ربانیہ اس قول کی تائید وحمایت میں ایک فرمان رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی نقل فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ فَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَى اللّٰهَ فَقَدْ نَسِيَ اللّٰهَ۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ذکر الٰہی کے زمرہ میں شامل ہے۔

وضو کرنا۔ مسجد کی طرف قدم اٹھانا۔

سفر حج اور جہاد پر روانہ ہونا۔ صدقہ وخیرات کرنا۔

غرباء ومساکین کی اعانت کے لیے گھر سے نکلنا۔

الغرض جملہ لِوَجْهِ اللّٰه (اللہ کی رضاء کیلئے) حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ذکر الٰہی میں شامل ہے۔

اسی اطاعت وفرمانبرداری کے ثمرات کے طور پر کسی شیخ کامل کی نگاہِ لطف وکرم پڑ جائے تو پھر انسانی وجود کا ہر بال اور ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اور وہ خوش نصیب اسے محسوس بھی کرتا ہے۔

بزرگانِ دین کی اصطلاح میں اس ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

---

(۱) الفتوحات الربانیہ صفحہ ۱۵ جلد ا

اِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ[1]

اگر کائنات کا ہر ذرہ اور ہر قطرہ ذکر الٰہی میں محو ہے تو کوئی مقبول بارگاہ خداوندی اپنے ہر بال اور ہر ذرے سے ذکر الٰہی سن لے تو حیرانی کی کونسی وجہ ہے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۴

نشان بندگی

یَاأَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُو اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَاَصِیْلاً۔[۱]

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اسکی تسبیح بیان کرو۔

بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ کے احکامات کی پیروی کرے اور اپنے مالک کے حکم وارشاد کو بجا لانا ہی بندہ کے لیے لازم وضروری ہے۔ جو شخص اپنے آقا کے ارشادات کو دل وجان سے تسلیم کرتا ہے اور اس کی فرمانبرداری میں کسی کوتاہی کا روادار نہیں وہی حقیقی بندہ ہے اور جو غلام اپنے آقا کے احکامات پر عمل نہ کرے وہ سزا کا مستحق ہے اور عتاب اس کا مقدر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے، ہم اس کے بندے ہیں اور بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے ارشادات پر صمیم قلب سے عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم اس کے احکامات کو حرز جاں بنائیں گے تو ہماری پیشانیوں پر نشانِ بندگی نمایاں ہوگا اور یہی نشانِ بندگی ہماری سب سے بڑی پہچان ہوگی۔ وہی خالق و مالک اور پروردگار ہم سے فرماتا ہے:

یَاأَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُو اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَاَصِیْلاً۔[۲]

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح بیان کرو۔

---

(۱)(۲) الاحزاب/۴۱،۴۲

ہمارا اللہ تو ہمیں فرما رہا ہے کہ مجھے کثرت سے یاد کرو اور ہم اس کے بندے ہو کر خوابِ خرگوش کا مزہ لیں اسے بندگی کی علامت نہیں تصور کیا جا سکتا۔

ہر عبادت کا ایک وقت مقرر ہے اور اس کا ایک ٹائم مخصوص ہے اس وقت کی حدود سے باہر وہ عبادت نہیں ہوتی لیکن ذکر الٰہی ایسی عبادت ہے جس کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اسے کسی ٹائم کے ساتھ محدود نہیں کیا گیا۔

علامہ ابن کثیر اُذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْراً کَثِیْراً کے تحت لکھتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَفْرِضْ عَلٰی عِبَادِهٖ فَرِیْضَةً اِلَّا جَعَلَ لَهَا حَدّاً مَعْلُوْماً ثُمَّ عَذَرَ اَهْلَهَا فِی حَالِ الْعُذْرِ غَیْرَ الذِّکْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَجْعَلْ لَهٗ حَدّاً یَنْتَهِیْ اِلَیْهِ وَلَمْ یَعْذِرْ اَحَداً فِیْ تَرْکِهٖ اِلَّا مَغْلُوْباً عَلٰی تَرْکِهٖ(1)

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی بھی عبادت فرض نہیں کی مگر اس کی ایک معین حد مقرر کی ہے پھر حالتِ عذر میں ان کے عذر کو بھی قبول کیا ہے۔ سوائے ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی کوئی حد مقرر نہیں کی کہ جس حد پر ذکر ختم ہو اور نہ ہی اس کے ترک پر کسی کا عذر قبول کیا ہے مگر جو اسکے ترک پر مغلوب ہو۔

اللہ تعالیٰ نے کثرت سے ذکر کا حکم دیا ہے۔

۱۔ کثرت کا مفہوم یہ ہے کہ ذکر الٰہی تعداد میں زیادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کثیر تعداد میں اپنے اللہ کو یاد کیا ہے کہ کوئی فرد بشر تو کیا کوئی نوری مخلوق بھی اس کا اندازہ نہیں لگا سکتی۔

---

(۱) ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۸۱۷

جب سے اللہ رب العزت نے آپ کے نور مسعود کو تخلیق فرمایا اس وقت سے حقیقتِ محمدیہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے جس کی مدت کا اندازہ ماوشما تو کیا نوریوں کے سردار جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی نہیں۔

وہ خوش قسمت افراد جنہوں نے فیضان محمدی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے وافر حصہ پایا اور جن کے باطن میں رسول عربی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے انوار کے جلوے چمکتے رہے انہوں نے بھی اس کثرت سے اپنے معبود حقیقی کو یاد کیا کہ عام آدمی تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ زبان تو زبان رہی دل کے مضراب سے بھی اس وحدہٗ لاشریک کی یاد کے نغمے چھڑتے رہے، دل تو دل رہا ان کے جسم اطہر کا ہر بال بلکہ ہر ذرہ اللہ کی یاد کے مزے لیتا رہا۔

۲۔ کثرتِ ذکر کا ایک اور مفہوم ہے جسے علامہ قرطبی مفسر قران رحمہ اللہ کی زبانی سنیئے۔

اَلذِّکْرُ الْکَثِیْرُ مَاجَرٰی عَلَی الْاِخْلَاصِ مِنَ الْقَلْبِ وَالْقَلِیْلُ مَایَقَعُ عَلٰی حُکْمِ النِّفَاقِ کَالذِّکْرِ بِاللِّسَانِ۔ [1]

ذکر کثیر اس قلبی ذکر کو کہتے ہیں جو اخلاص وللّٰہیت سے جاری ہو اور ذکر قلیل اس ذکر کو کہتے ہیں جو زبان سے ہو اور نفاق سے آلودہ ہو۔

انسان اپنے دل سے اپنے اللہ کو یاد کرے اور خلوص وللّٰہیت کی مہک سے معطر ہو اور اس نہاں خانہ دل میں معبود حقیقی جل جلالہٗ کے علاوہ کسی کے جلوے نہ ہوں بلکہ دل کی زبان ذکر الٰہی سے سرشار ہو اور اس پر انوار الٰہیہ کی موسلا دھار بارش ہو، یہی حقیقی ذکر ہے۔

اور وہ ذکر جو فقط زبانی ہو اور دل میں غیر خدا کی محبت ہو اگرچہ اس ذکر کی ظاہری تعداد

(۱) تفسیر قرطبی صفحہ ۱۱۷ جلد ۲

کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوا سکے ظاہر و باطن کے فرق سے اس ذکر کو منافقانہ ذکر کہیں گے اور اسے کثیر کے زمرہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا.

وہ منافق اللہ تعالیٰ کا بہت کم ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ انکا دل محبت الٰہی سے خالی ہے ان کے دل کی دنیا میں منافقت کا بسیرا ہے۔ وہ ابلیس کو اپنا راہنما اور ہادی تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ اور اللہ کے محبوب پر ان کا ایمان نہیں اس لیے اگر چہ وہ کثرت سے زبان کو حرکت دیتے رہیں لیکن بارگاہِ علیم وخبیر میں ان کا ذکر کثرت کے وصف سے متصف نہیں ہوگا بلکہ قلت کے عیب سے داغدار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو ذکر کثیر کا حکم دے رہا ہے۔ یعنی اس کے بندوں کو چاہیئے کہ دل و جان سے اسے اس طریقے سے یاد کریں کہ ہر یاد ہر ذکر اس سے وارفتگی کا پتہ دیتا ہوا اور دل میں اسی کے خلوص کا چراغ روشن ہو۔

سبقت لے جانے والا

آج ہم اس آدمی کو جو معاملہ فہم ہو، دنیاوی معاملات کی اونچ نیچ سے واقف ہو، کہتے ہیں کہ وہ سب سے آگے ہے۔

جو کاروبار میں ترقی کرتا جائے، اس کے پاس پیسے کی ریل پیل ہو، اسے کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے سبقت لے گیا ہے۔

جو شخص معاملات حکومت میں دخیل ہو اور بالآ کر وہ اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو گیا ہو، اس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سب سے بڑھ گیا ہے۔

الغرض ہر آدمی کی اپنی سوچ اور فکر ہے اور ہر شخص اپنے معیار پر ہر ایک کو پرکھتا ہے۔ امت کے والی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر اعتبار سے ہر فرد بشر بلکہ جملہ مخلوقات سے فائق ہیں، کل جہاں کی سیادت آپ کے پاس ہے، کاروانِ نبوت ورسالت کی قیادت آپ کے پاس ہے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سوچ اور فکر تک کسی کی رسائی نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کا حسن و جمال ہر خوبی سے برتر ہے۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِیْرُوْا هٰذَا

جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ۔[1]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک پہاڑ سے گزر ہوا جس کا نام جمدان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ جمدان پہاڑ ہے، مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! مفردون کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور بہت زیادہ ذکر کرنے والی بندیاں۔

-☆-

جمدان ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدنیہ منورہ سے ایک دن کی مسافت پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم دورانِ سفر اس پہاڑ کے قریب سے گزرتے ہوئے اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور پھر ذکر کرنے والوں کی فضیلت بیان فرماتے ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرنا اس بات کی طرف لطیف اشارہ ہے کہ قدرت الٰہیہ سے جمادات بھی بعض چیزوں کا شعور رکھتی ہیں، جیسے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُحد پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُحُدٍ لَمَّا بَدَالَهُ! هٰذَا جَبَلٌ " يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔[2]

---

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۷۹ جلد ۱

(۲) وفاء الوفاء صفحہ ۲۹۵ جلد ۳ / وقال اخرج البخاری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اُحد کے بارے میں ارشاد فرمایا جب وہ آپ کیلئے نمایاں ہوا، یہ پہاڑ ہے ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

-☆-

اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ سے اُحد پہاڑ میں ایسا شعور پیدا کر دیا، جس سے وہ رمز محبت سے آشنا ہوا اور اس نے محبت بھی اس ذات سے کی جس کی محبت سعادت دارین کی سند ہے۔

اسی طرح جمدان پہاڑ کی طرف جب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے توجہ فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسی توجہ کی برکت سے اس پہاڑ میں شعور کا مادہ پیدا فرما دیا۔

اور حضور فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اس پہاڑ کی طرف اشارہ کرنا حکمت سے خالی نہیں اور اس میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذکر کرنے والوں کی فضیلت پر اسے بطور گواہ پیش کر رہے ہوں اور واضح فرما رہے ہوں کہ ایمان بالغیب مومن کا وصفِ جمیل ہے اور فرما رہے ہوں کہ جب میں نے فرما دیا ہے کہ مفردون سبقت لے گئے تو اپنے اپنے معیار پر سبقت ختم کر کے میرے ارشاد کی حقانیت پر ایمان لے آؤ اور چشم دل سے دیکھو کہ یہ پہاڑ بھی میری اس بات کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔

ذکر الٰہی کرنے والے اس اعتبار سے بڑے سعادت مند ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم عام گزرگاہوں میں بھی ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے سابق ہونے پر مہر ثبت

فرماتے ہیں۔

کیا ذکر الٰہی کرنے والوں کے لیے اتنا ہی اعزاز کافی نہیں کہ اللہ کے وہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر جملہ وحی الٰہی ہوتا ہے، ان کا ذکر خیر فرماتے ہیں۔

اس حدیث پاک میں مُفَرِّدُوْنَ کا ذکر ہے جس کا واحد مُفَرِّدُ ہے۔ مفرد کا معنی ہے اپنے آپ کو الگ اور اکیلا کر لینے والا۔

ذکر الٰہی کرنے والا وہ عظیم انسان ہوتا ہے جو ذکر کی بدولت اپنے باطن کو اتنا اجلا اور مصفا کر لیتا ہے کہ دل کی نگاہ رکھنے والا اسے دور سے پہچان جاتا ہے اور وہ لوگوں میں ہوتے ہوئے بھی الگ اور تنہا نظر آتا ہے۔

محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ذکر الٰہی سے سرشار حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''سورج کی طرف تو نظر بھر کے دیکھا جا سکتا ہے لیکن شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی جانب نہیں دیکھا جا سکتا۔''

وہ مردِ حق آ گاہ جس کا دل ذکر الٰہی کے انوار سے یوں چمک رہا ہو جیسے آفتاب ضوفشاں ہو تو ایسا فرد لوگوں میں پھرتے ہوئے بھی ان سے بالکل تنہا اور الگ ہوتا ہے اور وہ فرید بن کر مفردون کے زمرہ میں شامل ہوتا ہے۔

انہیں فرید لوگوں کے بارے میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ – قُلْتُ: مَاالْمُفَرِّدُوْنَ؟ قَالَ: اَلَّذِیْنَ یُهْتَرُوْنَ فِیْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔[1]

راوی حدیث حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مُفَرِّدُوْن سبقت لے گئے۔ میں نے عرض کی مُفَرِّدُوْن کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ جل جلالہ کے ذکر میں اس درجہ حریص ہیں کہ ان پر دیوانگی کا شبہ پڑتا ہے۔

ہاں ہاں وہ فرید جو ذکر الٰہی کی شراب طہور سے بے خود ہو جائے اسے لوگ دیوانہ ہی کہیں گے کیونکہ دنیا اور متاع دنیا سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں اور اس کی زندگی کا محور معبود حقیقی کو پالینا ہے۔ لیکن سید المرسلین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں، سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ، فرید بازی جیت گئے، لوگوں سے بہت دور تنہا آگے نکل گئے۔

صحابی رسول حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کچھ اضافہ سے بھی مروی ہے:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: سِیْرُوْا سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الْمُفَرِّدُوْن؟ قَالَ: اَلْمُسْتَهْتِرُوْنَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَیَاْتُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خِفَافاً۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جلدی چلو، مُفَرِّد سب سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ مُفَرِّدْ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو

---

(۱) شعب الایمان صفحہ ۲۹۰ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۰ جلد ۱/ الجامع للترمذی

اللہ کے ذکر میں اس درجہ حریص ہیں کہ ان پر دیوانگی کا شبہ ہوتا ہے۔ ذکر الٰہی نے ان سے تمام بوجھ اتار دیے ہیں پس وہ میدانِ حشر میں ہلکے پھلکے ہو کر پہنچیں گے۔

ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن رجب حنبلی بغدادی لکھتے ہیں:

مِنْ هٰذَا السِّيَاقِ يَظْهَرُ وَجْهُ السَّابِقِيْنَ فِي هٰذَاالْحَدِيْثِ فَإِنَّهُ لَمَّا سَبَقَ الرَّكْبُ وَتَخَلَّفَ بَعْضُهُمْ نَبَّهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ السَّابِقِيْنَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ هُمُ الَّذِيْنَ يُدْمِنُوْنَ ذِكْرَ اللّٰهِ وَيُوْلِعُوْنَ بِهٖ فَإِنَّ الْإِسْتِهْتَارَ بِالشَّيْءِ هُوَ الْوَلُوْعُ بِهٖ وَالشَّغْفُ حَتّٰى لَايَكَادُ يُفَارِقُ ذِكْرَهٗ.[1]

اس سیاق وسباق سے اس حدیث پاک میں سابقین کی وجہ ظاہر ہے، جب قافلہ آگے بڑھا اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ حقیقت میں سبقت لے جانے والے وہ افراد ہیں جو ہمیشہ ذکر الٰہی میں مصروف رہے ہیں اور ذکر الٰہی کے حریص ہیں کیونکہ اَلْإِسْتِهْتَارَ بِالشَّيْءِ کا معنی ہے کہ اس چیز کے ساتھ اس درجہ حرص اور مشغولیت کہ اس کے ذکر کو چھوڑ ہی نہ سکے۔

بحرالعلوم حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری المفردون کی وضاحت اپنے ذوق کے مطابق اس طرح فرماتے ہیں: (سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ)اَيِ الْمُفَرِّدُوْنَ اَنْفُسَهُمْ عَنْ اَقْرَانِهِمُ الْمُمَيِّزُوْنَ اَحْوَالَهُمْ عَنْ اَخْوَانِهِمْ بِنَيْلِ الزُّلْفٰى وَالْعُرُوْجِ اِلَى الدَّرَجٰتِ الْعُلٰى لِاَنَّهُمْ اَفْرَاد" بِذِكْرِ اللّٰهِ عَمَّنْ لَمْ يُذْكُرِ اللّٰهَ اَوْجَعَلُوْا رَبَّهُمْ فَرْداً بِالذِّكْرِ وَتَرَكُوْا ذِكْرَ مَاسِوَاهُ.[2]

---

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب الحنبلی صفحہ ۳۱۵

(۲) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۰ جلد ۵

مفردون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے ہمسروں سے اپنے آپ کو جدا کرنے والے اور اپنے ماحول کو اپنے بھائیوں سے الگ کرنے والے ہیں، مراتب کے پانے اور درجات علیٰ کی طرف عروج کرنے سے، اور وہی لوگ اللہ کے ذکر کے سبب منفرد ہو گئے ان لوگوں سے جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے یا مفردون سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ذکر کے لیے رب کو یکتا جانا اور اسکے ماسواء کا ذکر ترک کر دیا۔

زیر نظر حدیث پاک میں مفردون کی وضاحت زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ (اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرد اور عورتیں) کے الفاظ سے ہوئی۔

اس ضمن میں علامہ موصوف کی وضاحت قابل توجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اَلذِّكْرُ الْكَثِيْرُ هُوَ اَنْ لا يَنْسَى الرَّبَّ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ حَالٍ لا الذِّكْرُ بِكَثْرَةِ اللُّغَاتِ وَالْمُرَادُ وَالْمُرَادُبِهِمْ : اَلْمُسْتَخْلِصُوْنَ لِعِبَادَةِ اللّٰهِ اَلْمُسْتَغْنُوْنَ بِذِكْرِهٖ اَلْمُوْلِعُوْنَ بِفِكْرِهٖ اَلْقَائِمُوْنَ بِوَظِيْفَةِ شُكْرِهٖ اَلْمُعْتَزِلُوْنَ عَنْ غَيْرِهٖ هَجَرُوْا اُخُلَّانَ وَتَرَكُوا الْاَوْطَانَ وَقَطَعُوا الْاَسْبَابَ وَلازَمُوا الْبَابَ وَانْفَصَلُوْا عَنِ الشَّهَوَاتِ وَانْفَطَمُوْا عَنِ اللَّذَّاتِ لا لَذَّةَ لَهُمْ اِلاَّ بِذِكْرِهٖ وَلانِعْمَةَ لَهُمْ اِلَّا بِشُكْرِهٖ۔[1]

ذکر کثیر سے مراد یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ رب العزت یاد رہے۔ ذکر کثیر سے مراد کثرت لغات سے ذکر نہیں ہے، ذکر کثیر کی نعمت سے سرفراز مفردین سے مراد وہ ہیں جو اخلاص وللّٰہیت سے اس کی عبادت کرنے والے اس کے ذکر کے سبب کائنات سے استغناء برتتے

(۱) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۵۰ جلد ۱

والے اسی ذات یکتا کی یاد کے حریص اور اسی کے شکر کے وظیفہ سے قائم اور اس وحدہٗ لاشریک کے غیر سے کنارہ کشی کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کی راہ میں رکاوٹ بننے والے دوستوں کو چھوڑ دیا، اپنے وطن کو خیر باد کہہ دیا، شہوات سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور لذتوں سے منہ موڑ لیا۔ اب ان کے ہاں ذکر الٰہی کے بغیر کوئی لذت نہیں اور اس کے شکر کے علاوہ کوئی نعمت نہیں۔

جو مردِ خود آگاہ درج بالا خوبیوں سے آراستہ ہو تو اس کی رفتار کو کون پہنچ سکتا ہے۔ وہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرنے میں سب سے سبقت لے جاتا ہے، جو بندہ عشق الٰہی کے گھوڑے پر بیٹھ کر ذکر وفکر کی مہمیز لگاتا ہے تو پھر آتش شوق اس کے ذہن سے وطن اور اہل وطن کا تصور ختم کر دیتی ہے پھر وہ محبوب حقیقی کے جلووں کی طلب میں رفتار تیز سے تیز کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا لَذَّةَ الْحُبِّ وَالرِّضَاءِ وَنِعْمَةَ الشُّكْرِ وَالثَّنَاءِ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُرْتَضٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

چمکتے دل والا

جب کسی بھی مجلّٰی و مصفّٰی چیز کی دیکھ بھال نہ کی جائے تو اس کی جلا ماند پڑ جاتی ہے، اس کی صفائی میں نقص آ جاتا ہے، حسن بھی خدمت مانگتا ہے، جب حسن کی خدمت سے لاپروائی برتی جائے تو حسن گہنا جاتا ہے، جمال کی رعنائی ختم ہو جاتی ہے۔ بیشمار دولت صرف کر کے محل تعمیر کیا جائے اس پر استعمال ہونے والا سامان دنیا کے کونہ کونہ سے حاصل کیا جائے۔ جب وہ قصر رفیع تیار ہو جائے تو دنیا اس کے حسن و جمال اور نفاست کو دیکھنے کے لیے دور دور سے آتی ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی دیکھ بھال سے کوتاہی روا رکھی جائے تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے جمال کا تذکرہ تک بھی نہ رہے گا۔ اگر کوئی دانا و بینا اس محل کی طرف خصوصی توجہ دیتا رہے، اسکے رنگ و روغن اور صفائی کا اہتمام تسلسل سے جاری رکھے تو پھر اس محل کا حسن ماند نہیں پڑتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مزید دلکشی اور نفاست پیدا ہوگی اور اس کی چمک دمک میں روز افزوں ترقی ہوگی اور اس کے جمال و وقار کو چار چاند لگیں گے۔

دل وہ خدائی محل ہے جو اس ذات کبریاء نے ہمیں مرحمت فرمایا اور اس نے باقی ساری نعمتیں ہمارے استعمال کے لیے دے دیں لیکن دل اپنے لیے اور صرف اپنے لیے رکھا۔ جس چیز کو اس نے اپنے لیے رکھا ہے اس کی طرف وہ دیکھتا رہتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰی اَجْسَامِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ. (مسلم)

اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے اور نہ تمہارے جسم دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دل دیکھتا ہے۔

اور اسی نے فرمایا: اپنے دل پاک وصاف رکھو۔

اس لیے کہ وہ مالک ہے اگر دل صاف وشفاف ہوا تو ہوسکتا ہے کسی دن اس کے جلوے دل میں بسیرا کرلیں اور ہوسکتا ہے وہ ذات کسی دن اس پاک دل والے کے لیے اپنے جمال سے نقاب سرکا دے اور پھر وہ اسی کا ہوکر رہ جائے۔

دل کے محل کو پاک صاف رکھنے کے لیے اسی ذات حق نے ایک نسخہ بتایا ہے اور وہ نسخہ ہے ذکر الٰہی، ذکر الٰہی سے دل روشن اور منور ہوتا ہے، ذکر الٰہی سے دل ہر قسم کے خس وخاشاک سے پاک ہوجاتا ہے۔

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ جِلَاءً وَاِنْ جِلَاءَ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔(۱)

ہر چیز کی ایک جِلا اور رونق ہے، دل کی جِلا اور چمک دمک ذکر الٰہی ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ان الفاظ سے بھی مروی ہے: لِکُلِّ شَیْءٍ صَقَالَةٌ وَصَقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰهِ۔(۲)

---

(۱) شعب الایمان صفحہ ۳۹۶ جلد ۱/ الوابل الصیب صفحہ ۵۲

(۲) شعب الایمان للبیہقی

خیرالاعمال

اعمال کی دوقسمیں ہیں

ا۔ خیرالاعمال

۲۔ شرالاعمال

خیرالاعمال میں ہروہ عمل شامل ہے جواللہ تعالیٰ کی رضا کاذریعہ بنے جن اعمال کے صدور سے انسان قربِ الٰہی کی منزلیں طے کرسکےاورسعادتِ ابدیہ کا تاج اس کے سرکی زینت بنے۔

شرالاعمال میں ہروہ عمل شامل ہے جواللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے جس کے صدور سے انسان غضبِ الٰہی کا سزاوارٹھہرےاورسعادت مندوں کی فہرست سے اس کا نام خارج ہوکر بدنصیبوں کے زمرے میں شامل ہوجائے۔

وہ اعمال جوخیر کے وصف سے متصف ہیں ان کے پھرکئی درجات ہیں۔

دشمن اسلامی سلطنت پرحملہ آورہواوروہ اپنالشکر جرار لے کرمسلمانوں پرٹوٹ پڑے تو اس وقت عام اعمال سے افضل جہاد ہوگا۔

غربت وافلاس کے وقت جب انسانیت بھوکی پیاسی مررہی ہواس وقت صدقہ وخیرات بہترین عبادت ہے۔غلہ واناج مہیا کر کے لوگوں کی بھوک کا مداوا کرنا سب سے بہتر

عمل ہوگا۔

یہی اعمال اپنی اپنی جگہ بہتر لیکن اگران کے ساتھ ذکر الٰہی کی نعمت بھی میسر ہوتو پھر ان کی فضیلت دو چند ہو جاتی ہے۔

ایک شخص دشمن اسلام سے برسر پیکار بھی ہے اور وہ ان نازک لمحات میں زبان ودل سے ذکر الٰہی کے مزے بھی لے رہا ہے یہی وہ شخص ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر کرم ہے اور وہ اللہ کے عبد خاص کے شرف سے متصف ہے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی کتنا ایمان افروز ہے:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَرْضَاھَا لَکُمْ عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِی دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْر" لَکُمْ مِنْ اِعْطَاءِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ اَنْ تَلْقَوا عُدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْنَ اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْنَ اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ۔[1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو خیر الاعمال کے وصف سے متصف ہو اور تمہارے خالق ومالک کے ہاں تمہارے لیے رضا کا ذریعہ ہو اور تمہارے درجات کی بلندی میں ارفع ہو اور تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور تمہارے لیے بہتر ہو، تمہارے اس عمل سے کہ تم اپنے دشمن اسلام سے جہاد کرو، پس تم انکی گردنیں قطع کرو اور وہ تمہاری قطع کریں۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہاں ضرور خبر دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۴ جلد ۱/ شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۱۶ جلد ۵/ مسند الامام احمد صفحہ ۴۴۷ جلد ۶/ الجامع الصحیح للترمذی صفحہ ۳۲۷

راہ خدا میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔اسی طرح دشمن اسلام سے اس بے جگری سے جہاد کرنا کہ نوبت جانیں قربان کرنے تک آ جائے کوئی کم شرف نہیں لیکن اس مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ میں وہ آدمی ان سے بھی افضل ہے جو ذکر الٰہی سے اپنی روح کو ہر وقت معطر رکھتا ہے اور جو کسی بھی لمحہ اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

وہ سخی جو اپنا مال و دولت اللہ کی رضا کے لیے اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور اپنی حلال کمائی کو اللہ کی مخلوق پر نچھاور کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا کوئی لمحہ یادِ خدا کے بغیر نہیں گزرتا یقیناً وہ آدمی اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔

اور اسی طرح وہ مجاھد اسلام جو اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لیے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دیتا ہے، اپنے نرم و نازک جسم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دشمن کی توپوں سے ٹکرا جاتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا دل ذکر الٰہی کے انوار سے چمک رہا ہوتا ہے وہ یقینی طور پر اللہ کے ہاں بڑا مقبول ہے۔

اس حدیث پاک میں ایمان والوں کو ذکر الٰہی کی عظمت و بزرگی سے آگاہ کیا گیا ہے اور انہیں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر حالتِ جہاد بھی ہو تو ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جاؤ، بلکہ حقیقت میں ذکر الٰہی کا صحیح لطف و لذت تو تلواروں کے چھاؤں میں آتا ہے جبکہ بندہ مومن ذکر الٰہی کی مے پی کر اپنے معبود سے وصال کی خواہش لے کر دشمن سے نبرد آزما ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث پاک درج ذیل الفاظ سے بھی مروی ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : اَلَااُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَرْقَاهَا وَاَرْفَعُهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ "لَکُمْ مِمَّنْ اَعْطَی الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَخَیْرٌ" مِنْ اَنْ لَوْغَدَوْتُمْ اِلٰی عَدُوِّکُمْ فَضَرَبْتُمْ رِقَابَهُمْ وَضَرَبُوْا رِقَابَکُمْ قَالُوا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰه! قَالَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْراً۔[1]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل کی اور تمہارے درجات میں سب سے زیادہ ترقی اور رفعتیں دینے والا ہو اور تمہارے لیے بہتر ہو اس آدمی کے عمل سے جو سونا اور چاندی راہِ حق میں دیتا ہے اور تمہارے اس عمل سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن اسلام پر ٹوٹ پڑو تم انہیں تہ تیغ کرو وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کی یارسول اللہ ضروری خبر دیجئے پس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

-☆-

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور حدیث پاک روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَذِکْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حَطْمِ السُّیُوْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمِنْ اِعْطَاءِ الْمَالِ سَحّاً۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح و شام اللہ عز وجل کا ذکر کرنا اس جہاد

(۱) الجامع للترمذی صفحہ ۳/۷۷/ السنن لابن ماجہ صفحہ ۳/۷۹۰/ شعیب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۴ جلد ۱

(۲) احیاء العلوم الدین للغزالی صفحہ ۲۹۵ جلد ۱

فی سبیل اللہ سے افضل ہے جس میں مجاہد اس بے جگری سے لڑیں کہ اپنی تلواریں تک توڑ ڈالیں اور اس سخاوت سے بہتر ہے جس میں راہ خدا میں بے دریغ مال خرچ کیا جائے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

اَلذِّکْرُ خَیْرٌ مِنَ الصَّدَقَةِ۔[1]

ذکر صدقہ سے بہتر ہے۔

یہ ارشاد گرامی بھی ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ؟ وَاَرْفَعُ دَرَجَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ قَالَ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْراً. قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ لَوْضَرَبَ بِسَیْفِهٖ وِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَکْسِرَ یَخْتَضِبَ دَماً لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً۔[2]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں افضل کون ہے؟ اور قیامت کے دن ارفع الدرجات کون ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: وہ خوش قسمت افراد جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! کیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی افضل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجاہد اسلام نے اپنی تلوار سے کفار و مشرکین پر حملے کیے یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ گئی اور خون سے رنگین ہوگئی تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اس مجاہد سے درجے کے اعتبار سے افضل و برتر ہے۔

---

(۱) کنز الاعمال صفحہ ۴۴۲ جلد ۱، وقال اخرجہ للطبرانی فی الاوسط

(۲) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۵۰/ المسند لاحمد بن حنبل صفحہ ۷۵ جلد ۳

جہاد فی سبیل اللہ ان اعمال صالحہ میں سے ہے جس کی توفیق کسی کسی کو ملا کرتی ہے۔ یہ سعادتیں اللہ تعالیٰ ان بندوں کو عنایت فرمایا کرتا ہے جن پر اس کی خصوصی نظر کرم ہو، لیکن ذکر الٰہی کی شان جداگانہ ہے۔ ذکر الٰہی سے انسان اللہ تعالیٰ کی ایسی خوشنودی حاصل کر لیتا ہے کہ وہ مجاہد اور سخی سے بھی درجے میں بڑھ جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ رَجُلاً فِیْ حَجْرِہٖ دَرَاھِمُ یَقْسِمُھَا وَآخَرُیَذْکُرُ اللّٰہَ لَکَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلَ۔[1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کسی آدمی کی جھولی میں دراہم ہوں اور وہ انہیں راہِ خدا میں بانٹنا شروع کرے اور دوسرا آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا یقیناً اس سے افضل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی سُنیے:

لَوْاَنَّ رَجُلَیْنِ اَقْبَلَ اَحَدُھُمَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْآخَرُ مِنَ الْمَغْرِبِ مَعَ اَحَدِھِمَا ذَھَبٌ" لایَضَعُ مِنْہُ شَیْئاً اِلاَّ فِیْ حَقٍّ وَالآخَرُ یَذْکُرُاللّٰہَ حَتّٰی یَلْتَقِیَا فِیْ طَرِیْقٍ کَانَ الَّذِیْ یَذْکُرُ اللّٰہَ اَفْضَلَھُمَا۔[2]

دو آدمی ایک مشرق سے روانہ ہوا اور دوسرا مغرب سے ان میں سے ایک کے پاس سونا ہے وہ سونے کو سارا راستہ صحیح مقام پر خرچ کرتا رہتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مگن رہتا

(۱) المرقاۃ للقاری/ مجمع الزوائد للہیثمی صفحہ ۷۷ جلد ۱۰، وقال اخرجہ الطبرانی فی بسند صحیح

(۲) الحاوی للفتاوی للحافظ السیوطی رحمہ اللہ صفحہ ۲۸۹ جلد ۱

ہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں افراد ایک مقام پر آ کر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ذکر الٰہی کرنے والا سونا خرچ کرنے والے سے افضل و برتر ہے۔

راہِ خدا میں اپنا مال و دولت خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ کہنے کو تو شاید ہر شخص کہہ دے کہ میں بھی راہِ خدا میں مال و دولت خرچ کروں گا لیکن ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و اعانت سے ہی مشروط ہے۔ پھر حالتِ سفر میں ہر مقام پر غرباء و مساکین میں دولت بانٹنا بہت بڑی نیکی ہے۔ لیکن مراد رسول امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نورنظر حضرت عبداللہ کی نگاہ میں وہ آدمی اس شخص سے برتر و بالا ہے جس کی زبان قلب و قالب ذکر الٰہی سے تروتازہ رہتی ہے۔

صحابی رسول حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَاَنْ اُسَبِّحَ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ عَلَى الْمَسَاكِيْنَ۔ [1]

مساکین پر سو دینار صدقہ کرنے سے مجھے یہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی سو مرتبہ تسبیح بیان کروں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **لَاَنْ اُسَبِّحَ تَسْبِيْحَاتٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُنْفِقَ بِعَدَدِهِنَّ دَنَانِيْرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.** [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امت کے والی حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۱) الحاوی للفتاوی للحافظ السیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱

(۲) الحاوی للفتاوی للحافظ السیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱/ وقال اخرجہ ابن ابی شعیبہ فی المصنف

لَاَنْ اَقْعُدَمَعَ قَوْمٍ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مُنْذُ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ۔[1]

میں لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہوں، نماز فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک یہ عمل مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں چار غلام نسلِ اسمٰعیل سے آزاد کروں۔

سبحان اللہ! ذکر الٰہی کی یہ فضیلتیں!

اے پروردگار اپنے خصوصی لطف و کرم سے ہمیں اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے محبوب حجازی کی دعاہائے نیم شبی کے صدقے ہمیں بھی اپنے ذکر کی مے سے مخمور فرما۔

اے اللہ! ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک جو تیرے مقبول بندے تجھے یاد کرتے رہے یا یاد کرتے رہیں گے ان کے ذکر و فکر کا صدقہ ہمارے دل بھی اپنے ذکر کے انوار سے معمور فرما۔ آمین

بِجَاهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

---

(۱) الحاوی للفتاوی للسیوطی صفحہ ۳۸۸ جلد ۱/ وقال اخرجہ للبیہقی فی شعب الایمان

احب الاعمال

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا ذِکْرَ اللّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ فَلَیْسَ عَمَلٌ" اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ وَلَا اَنْجٰی لِعَبْدِهٖ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ فِیْ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر حالت میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو پیارا نہیں اور نہ ہی اس ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل بندے کو دنیا و آخرت میں نجات دلانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر نیک عمل پسند ہے اور ہر وہ عمل جس کے ذریعے اس کی رضا کو طلب کیا جائے وہ اسے بڑا محبوب ہے لیکن ان جملہ اعمال میں سے سب سے پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ذکر ہے۔

یہ ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں احب الاعمال اس وقت ہوگا جب اسے دلجمعی سے کیا جائے اور غفلت نام کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ صرف زبان سے ذکر کر دینا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ دل سے بھی ذکر الٰہی کے سوتے پھوٹنے چاہیں۔

علامہ بیہقی اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھتے ہیں:

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ا

قَالَ الْحَلِيْمِى رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه وَفِى هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالذِّكْرِ لَيْسَ هُوَ الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ وَحْدَهٗ وَلٰكِنَّهٗ جَامِعُ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ وَالذِّكْرُ بِالْقَلْبِ اَفْضَلُ لِاَنَّ الذِّكْرَ بِاللِّسَانِ لَايَرْدَعُ عَنْ شَيْءٍ وَالذِّكْرُ بِالْقَلْبِ يَرْدَعُ عَنِ التَّقْصِيْرِ فِى الطَّاعَاتِ وَالتَّهَافُتِ فِى الْمَعَاصِىْ وَالسَّيِّئَاتِ۔(1)

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث پاک میں ذکر سے مراد وہ ذکر نہیں جو صرف زبان سے ہو بلکہ وہ ذکر مراد ہے جو زبان و دل دونوں سے ہو، ذکر بالقلب ذکر باللسان سے افضل ہے کیونکہ وہ ذکر جو صرف زبان سے ہو وہ کسی برائی سے نہیں روکتا اور وہ ذکر جو دل کی گہرائی سے کیا جائے وہ طاعات میں تقصیر سے روکتا ہے اور معاصی و سیئات میں گرنے سے منع کرتا ہے۔

وہ ذکر جو غفلت سے کیا جائے ان فوائد کا حامل نہیں ہوگا جو فوائد ایسے ذکر سے وابستہ ہیں جو غفلت سے دور کوسوں دور رہ کر کیا جائے۔ واقعی دل غافل سے ذکر برائی سے کس طرح روک سکتا ہے؟ کیونکہ دل خود غفلت کے داغ سے داغدار ہے۔ حقیقی ذکر وہی ہے جس میں غفلت ونسیان نہ ہو، یہی ذکر بے ریا انسان کو گناہوں کی دلدل سے نکال دیتا ہے اور نافرمانی و معصیت کی آلودگی سے اسے پاک و صاف کر دیتا ہے۔ یہی ذکر اللہ کے ہاں بڑا محبوب ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔(2)

---

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ا

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۵ جلد ا / موارد الظمان صفحہ ۵۷۶

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کونسا عمل اللہ عزوجل کو سب سے محبوب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو دنیا کو اسی حالت میں خیر باد کہے کہ تیری زبان ذکر الٰہی سے تروتازہ ہو۔

فرشتوں کے جھرمٹ میں

اللہ رب العزت بے نیاز ہے، ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ مخلوقات کا جملہ نظام اسی کی مرضی اور مشیت سے چل رہا ہے، ارض وسما کا وسیع وعریض سلسلہ اس کے ارادہ اور منشا سے رواں دواں ہے۔اس ذات یکتا کو کسی واسطہ اور وسیلہ کا احتیاج نہیں لیکن اس نے اپنی حکمت کاملہ سے یہ نظام ایک لطیف مخلوق کے ذریعے چلایا ہے اور اس مخلوق کی تخلیق نور سے ہے اور انہیں ملائکہ، فرشتے کہا جاتا ہے۔

فرشتے وسیع وعریض کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی ڈیوٹی مختلف ہے۔اسی نوری مخلوق میں سے کچھ فرشتے صرف اسی غرض سے دنیا میں گھومتے رہتے ہیں کہ جہاں سے ذکر الٰہی کے انوار اٹھ رہے ہوں وہاں وہ بھی شریک محفل ہو جائیں۔

كُلُّ مَجْلَسٍ يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ تَحُفُّ بِهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى اَنَّ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُوْنَ زِيْدُوا زَادَكُمُ اللّٰهُ وَالذِّكْرُ يَصْعُدُ بَيْنَهُمْ وَهُمْ نَاشِرُوا اَجْنِحَتَهُمْ [1]

ہر وہ مجلس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے فرشتے اس مجلس کو اپنے نورانی وجود سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے ان ذاکرین سے کہتے ہیں ذکر الٰہی مزید کثرت سے کرو اللہ تمہیں اپنی کرم نوازیوں سے مزید سرفراز فرمائے گا۔ ذکران فرشتوں کے درمیان بارگاہِ

---

[1] (کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۴ جلد ۱)

خداوندی میں حاضری کے لیے بلند ہوتا رہتا ہے اور وہ اپنے پروں کو پھیلائے رکھتے ہیں۔

فرشتوں کا وجود نور سے ہے اور ذکر الٰہی بھی نور ہے جب نور نور کو دیکھتا ہے تو اس میں خوشی کی لہر دوڑتی ہے تو اظہار مسرت کے طور پر فرشتے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں یا پھر وہ اپنے پروں کو پھیلا کر بارگاہِ خداوندی میں یہ کہہ رہے ہوتے ہیں الٰہی اپنی نظر رحمت سے دیکھ لے ہم تیرے ذاکرین کی محفل میں حاضر ہیں اور ہماری اس حاضری کو شرف قبولیت عطا فرما۔

محفل ذکر میں فرشتے کے نزول سے متعلق بخاری و مسلم کی روایت اختلافِ الفاظ کے ساتھ ملاحظہ ہو: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْماً يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادُوْا اَهَلُمُّوا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اہل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جب وہ کسی قوم کو ذکر الٰہی میں مصروف پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو ندا دیتے ہیں اور کہتے ہیں آ جاؤ اپنے مقصود کی طرف اور وہ ان ذاکرین کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسمان دنیا تک۔

روایت مسلم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اِنَ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلاً يَبْتَغُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذجا وَجَدُوْا مَجْلِساً فِيْهِ ذِكْر" قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضاً بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى لَمْلَؤُ مَابَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعِدُوا اِلَى السَّمَاءِ۔[2]

(۱) الصحیح للبخاری

(۲) الصحیح لمسلم

اللہ تعالیٰ کے کچھ فضیلت والے فرشتے ہیں جو محافل ذکر کو تلاش کرتے رہتے ہیں پس جب وہ کوئی ایسی محفل دیکھیں جس میں ذکر الٰہی ہو تو وہ اس محفل میں بیٹھ جاتے ہیں اور ان میں سے بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ فرشتے ذکر کرنیوالوں سے لیکر آسمان تک سب جگہ کو بھر دیتے ہیں اور جب اہل ذکر ذکر سے فارغ ہو کر منتشر ہو جاتے ہیں تو فرشتے پرواز کرتے ہیں اور آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔

ذکر الٰہی کرنے والے کتنے عظیم لوگ ہیں کہ وہ رفیع الشان فرشتوں کا مقصود ہیں۔ فرشتے ان کی محفل میں حاضری کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اگر دنیا اور اہل دنیا ان کی محافل کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو کوئی بات نہیں احکم الحاکمین جل شانہٗ کے فرشتے تو ان کی دربانی کے لیے بے قرار رہتے ہیں۔

یَلْتَمِسُوْنَ اَھْلَ الذِّکْرِ اَیْ یَطْلُبُوْنَھُمْ لِیَزُوْرُوھُمْ وَیَسْتَمِعُوْا ذِکْرَھُمْ۔[1]

فرشتے اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں کہ وہ ان کی زیارت سے شاد کام ہوں اور ان کے ذکر الٰہی کو توجہ سے سنیں۔

اپنی زبان کو ذکر الٰہی سے تروتازہ رکھنے والے خوش نصیب!

دیکھ فرشتے تیری زیارت کے لیے دور دراز سے آتے ہیں تو جلوہ گاہ قدسیاں ہے تجھے دنیاداروں سے کیا غرض۔ تو اپنی آتش شوق کو ذکر الٰہی کی ہوا سے اور بھڑکا دے دیکھنا پھر نوریوں کی نہ ختم ہونے والی قطاریں تیرے در پر موجود رہیں گی۔

بخاری و مسلم کی دونوں روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

---

[1] (مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری صفحہ ۵۶ جلد ۵)

فرشتے اہل ذکر کو اپنے پھیلے ہوئے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور وہ ایک دوسرے پر کھڑے آسمانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! خاک کے پتلے کی یہ شان! نوری مخلوق اس کی جلالت شان کے سامنے خدام کی حیثیت رکھتی ہے۔

خاک کا پتلا جب ذکر الٰہی کرتا ہے تو اس کی روح مبارک طاقت ور ہو جاتی ہے پھر وہ ظاہری طور پر ایک عام سا وجود نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں اس کے جسم کی کثافت ختم ہو چکی ہوتی ہے پھر وہ جسم اس کی روح کے تابع ٹھہرتا ہے۔

روایت مسلم میں ہے: اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّارَةً..................الخ

اللہ رب العزت کے سریع السیر فرشتے محافل ذکر میں حاضر ہوتے ہیں تو غور کیجئے جس کی محفل میں اتنی شان والے فرشتے حاضری دیتے ہوں وہ محفل اور جس کے دم قدم سے وہ محفل برپا ہے یقیناً ان سے افضل و برتر ہے۔ اگر خادم سریع السیر ہے تو مخدوم کی سرعت سیر کا اندازہ کون کر سکتا ہے اور جب کوئی مخدوم و مقصود ملائکہ اپنی سرعتِ سیر کا ذکر کر دے تو اس کی بات کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ جس کا ہر کام رضائے الٰہی کے لیے ہو اور اس نے اپنی حیاۃ مستعار کے چند روز اسی کی یاد کے لیے وقف کر دیے ہوں اور اللہ رب العزت محض اپنی کرم نوازیوں سے اسے یہ توفیق ارزانی فرمائے کہ اس کے جسم کا ہر بال ذکر الٰہی کے نشہ سے سرشار ہو۔ اس کے وجود کے ہر ذرہ کی زبان ذکر پروردگار سے تر و تازہ ہو تو اس کی تنہا ذات پوری محفل ذکر کا روپ دھار لیتی ہے وہ جہاں اکیلا بیٹھا ہوا ہو وہیں اللہ کے فرشتے حاضر ہو جاتے ہیں اور اس

کے اردگرد اپنے پروں کو پھیلا کر اپنے خادم ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ ذکر الٰہی کی مستی سے مست جسم جہاں جہاں سے گزرتا جائے فرشتے بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔

عارف باللہ منبع ولایت حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ مسجد شریف میں بیٹھے ارادتمندوں کے ظروف کو معرفت الٰہیہ کی شراب طہور سے بھر رہے ہوتے۔ نظروں نظروں سے ہی انہیں عشق الٰہی کی نعمت سے بہرہ ور فرما رہے ہوتے کہ دوران محفل اچانک فرما دیتے:

جگہ کشادہ کرو حضرت ثناء اللہ پانی پتی تشریف لا رہے ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت قاضی صاحب اپنے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔

ایک دن ارادتمندوں میں سے ایک نے ہمت کر کے سوال کر ہی لیا:

حضور! قاضی صاحب ابھی مسجد سے باہر ہوتے ہیں، آپ کو ان کی آمد کی اطلاع کیسے ہو جاتی ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

میں جب دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالٰی کے فرشتے قطار اندر قطار کھڑے ہو چکے ہیں تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت قاضی صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

کنز العمال میں روایت شدہ حدیث پاک میں فرشتوں کا آسمانوں تک بلند ہونے کی بجائے عرش الٰہی تک بلند ہونا مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً فُضُلاً يَبْتَغُوْنَ الذِّكْرَ يَجْتَمِعُوْنَ عِنْدَ الذِّكْرِ فَاِذَا مَرُّوْا بِمَجْلِسٍ عَلاَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ حَتّٰى يَبْلُغُوا الْعَرْشَ [1]

(۱) کنز الاعمال للمتقی صفحہ ۴۳۵ جلد ۱/ وقال رواہ ابن شاہین، ھذا الحدیث من احسن حدیث فی الذکر واصح سندا

اللہ تعالیٰ کے کچھ مکرم فرشتے ہیں جو ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں اور جہاں ذکر الٰہی ہو رہا ہو وہاں جمع ہو جاتے ہیں جب کسی ایسی مجلس میں پہنچیں تو ان میں سے بعض بعض پر بلند ہوتے ہیں یہاں تک کہ عرش الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں۔

ذکر الٰہی کرنے والا کتنا خوش نصیب ہے کہ فرشتے اسے اپنے نور بھرے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر بلند تر ہوتے جاتے ہیں اور وہ فرشتے اس کثرت سے اس محفل میں شریک ہوتے ہیں کہ ان کی قطار کا پہلا فرشتہ ذاکر کے پاس ہوتا ہے اور آخری بروایت شیخین آسمان دنیا تک اور بروایت کنز العمال عرشِ اعظم تک ہوتا ہے۔

وہ پروردگار جو اس کثیر تعداد میں اپنی نوری مخلوق کو ذکر کرنے والوں کے پاس بھیجتا ہے اس کی نگاہ لطف وعطا میں خود ذکر کرنے والوں کا کیا مقام ہوگا۔

ذکر الٰہی کی محفل میں شریک ہونے والے یہ فرشتے کراماً کاتبین کے علاوہ ہوتے ہیں۔

رشکِ قدسیاں

اللہ کی ایک عظیم مخلوق جسے فرشتے کہا جاتا ہے ان کی تخلیق نور سے ہے اور ان کے اندر معصیت کا مادہ ہی نہیں ہے۔

لَایَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَااَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ. (القرآن)

اللہ تعالیٰ جس چیز کا انہیں حکم دے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

انسان جب ذکرِ الٰہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناتا ہے تو یہی خاک کا پتلا اس نوری مخلوق سے مرتبہ میں بڑھ جاتا ہے۔ یہ مخلوق اپنے کمالات کے باوجود اس انسان کی گردِ راہ کو نہیں پا سکتی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

چند صحابہ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اچانک اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان میں تشریف لے آئے اور بیٹھتے ہی ارشاد فرمایا:

تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟

ان پروردگانِ بارگاہِ نبوی علیہ من الصلوٰۃ اطیبہا ومن التسلیمات ازکھا نے عرض کی:

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم یہاں بیٹھے اپنے معبودِ حقیقی اللہ جل شانہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس اللہ نے ہمارے دلوں میں جو شمعِ ایمان جلا کر احسانِ عظیم فرمایا اس پر اس

ذات کبریا کا شکر ادا کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان سے دوبارہ سوال کیا: کیا تم اللہ کی قسم کے ساتھ اس طرح بیٹھنے کا اقرار کر سکتے ہو؟

اس پر انہوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! ہم وہی کچھ کر رہے تھے جس کا ذکر آپ سے کر دیا ہے۔

اس پر زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الفاظ مبارکہ کے ساتھ وا ہوئی:

اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَکُمْ لٰکِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰهَ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلٰٓئِکَةَ.

سن لیجئے! میں نے تم سے قسم اس لیے نہیں لی کہ میں تم پر جھوٹا ہونے کی تہمت لگا رہا تھا بلکہ قسم اس لیے لی کہ ابھی جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں سے فخر و مباہات فرما رہا ہے۔

اے فرزند آدم! تیرے ان بختوں پر ہزار نعمتیں قربان کر دی جائیں تو فقط اس دنیا میں بیٹھ کر زبان کو حرکت دیتا ہے اُدھر خالق ارض و سما فرشتوں کی مجلس سجا کر تیرا ذکر فخر و مباہات سے فرماتا ہے۔

بے حد و بے حساب سلام ہو اس در یتیم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر جس نے اغیار کے دروں سے ہٹا کر ایک خدا کے در پر جھکا دیا۔ جھوٹی یادوں کے چراغ بجھا کر اللہ کی سچی یاد کا چراغ فروزاں کر دیا۔

خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی عادت کریمہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے صحابہ میں سے جسے ملتے اسے کہتے آؤ کچھ وقت اپنے پروردگار پر ایمان کو جلا بخشیں۔ (پھر اس آدمی کو لے کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے) اپنی اس عادت مبارکہ کے پیش نظر ایک دن آپ نے ایک آدمی سے مل بیٹھنے کی درخواست کر دی وہ آدمی آپ کی زبان مبارک سے ان کلمات کو سن کر غضب ناک ہو گیا اور سیدھا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) کیا آپ مشاہدہ نہیں فرماتے کہ عبداللہ ابن رواحہ آپ کے ایمان سے اعراض کر کے کچھ وقت کے ایمان کی ترغیب دیتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَرْحَمُ اللّٰهُ ابْنَ رَوَّاحَةَ اِنَّهٗ يُحِبُّ الْمَجَالِسَ الَّتِيْ تَتَبَاهٰى بِهَا الْمَلٰٓئِكَةُ۔[1]

اللہ تعالیٰ عبداللہ ابن رواحہ کو اپنی مزید رحمتوں سے سرفراز فرمائے وہ ایسی مجلسوں کو پسند کرتا ہے کہ اللہ جن کا ذکر فرشتوں سے بطور فخر ومباہات فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ صمد ہے، نہ وہ کسی کا محتاج ہے اور نہ اسے کسی کی ضرورت ہے بلکہ تمام مخلوق اس کی محتاج ہے، کوئی اس کی تعریف کرے یا نہ کرے اسے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اس بے نیاز اللہ کو اپنے حبیب سید العٰلمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی امت سے کتنا پیار ہے کہ جب بھی اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا امتی ذکر الٰہی میں اپنے قلب وقالب کی زبان کھولتا ہے تو اللہ رب العزت اس کا اپنے مقدس فرشتوں سے بطور فخر ومباہات تذکرہ فرماتا ہے۔

ہاں ہاں خدا تعالیٰ رحمٰن ہے اس کی رحمت جب برستی ہے تو اسی کی یاد سے سرشار رہنے

---

[1] (مجمع الزوائد صفحہ ۷۶ جلد ۱۰/ مسند امام احمد)

والے اپنے دامن طلب کو بھر بھر کر پلٹتے ہیں۔

ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کریم ہے اس کے لطف و کرم کا کوئی کنارہ نہیں۔ انسان، خاک کا پتلا جب اسے یاد کرتا ہے تو وہ فرشتوں میں محفل سجا کران قدسیوں سے اس کا ذکر مباہات کے طور پر فرماتا ہے۔

آیئے ایک اور روح ارجمند کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں جسے رشک صد قدسیاں کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا۔

مکہ مکرمہ کے متمول گھرانے میں آنکھ کھولنے والا عبداللہ اپنی زندگی کی منزلیں طے کرتا جارہا ہے۔ باپ داغ مفارقت دے گیا چچا نے باپ سے بڑھ کر دیکھ بھال کی۔ آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب بطحا کی سرزمین سے طلوع ہوا تو اس کی فیض بھری کرنیں اس عبداللہ کے دل پر پڑیں تو یہ دل رشک ماہتاب بن گیا۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات بخش تعلیمات نے اس کے دل سے کفر و شرک کی آلودگیاں ختم کر دیں اور اسے اللہ کی وحدانیت کے انوار سے مزین کر دیا لیکن اس عبداللہ نے اپنے چچا کے خوف سے اپنی باطنی کیفیت کا اظہار نہ کیا۔

وقت نے کروٹ کی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ سے کوچ کر گئے اور مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ ادھر یہی عبداللہ مکہ میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگا۔ اب اسے مکہ کے در و دیوار سے وحشت محسوس ہونے لگی۔ وہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم جن کی برکت سے مکہ مکرمہ میں بہاریں تھیں ان کے جانے سے جملہ بہاریں بھی ساتھ ہی روانہ ہوگئیں۔ رفتہ رفتہ عبداللہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔

ایک دن اپنے چچا کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا:

اے میرے چچا! میں عرصہ دراز سے اس امید پر تھا کہ تم ایک دن اس کفر کی دلدل سے نکل کر اسلام کے گلستان میں آ جاؤ گے، شرک کا طوق گلے سے اتار کر ایمان کا گل زیبا زینت دستار کرو گے لیکن مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سعادت تیرے مقدر میں نہیں ہے لیکن میں اس کفر وضلالت کی تاریکی میں زیادہ دیر نہیں رہ سکتا، میں آفتاب نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے قدموں میں پہنچ کر فیروز بختی کی خیرات لینا چاہتا ہوں، یہ میرا عزم مصمم ہے۔ اب میں راہ حق سے پھرنے والا نہیں ہوں۔

چچا کی نگاہوں میں خون اتر آیا اور اس نے غضب ناک لہجے میں کہا میں نے جو کچھ تمہیں دیا ہے واپس کر دو حتیٰ کہ تن کے کپڑے بھی اُتار دو، اس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے عاشق صادق نے ایک لمحہ سے پہلے اپنے کپڑے اتار کر دے دیے صرف ایک لنگوٹ رہ گیا۔

اسی عالم برہنگی میں عبداللہ اپنی ماں سے اوٹ میں ہو کر ملا، ماں یہ منظر دیکھ کر بے تاب ہوگئی اور ایک چادر اپنے بیٹے کی طرف پھینکی، بیٹے نے اس چادر کے دو حصے کیے، ایک بطور تہبند استعمال کی اور دوسری اپنے کندھوں پر ڈال لی۔

یہ مسافر راہِ حق عالم وارفتگی میں عازم مدینہ منورہ ہوا۔ دنیا نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ناز ونعم میں پلا ہوا اور عیش وعشرت کی زندگی گزارنے والا جوان برہنہ پا دو چادروں میں ملبوس رحمۃ للعٰلمین کی بارگاہ میں حاضر ہے۔

اس قاسم انعامات الٰہیہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس عبداللہ کو کلمہ پڑھا کر اپنے قرب

میں رکھ کرازلی سعادت مندوں کی فہرست میں شامل فرمالیا۔اب اس کے روز وشب اللہ تعالیٰ کے ذکروفکر میں گزرنے لگے۔ذکرِالٰہی اس کے رگ وپے میں سرایت کرگیا اوراس کے انگ انگ سے اللہ کی یاد کے سوتے پھوٹتے تھے۔کبھی قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور کبھی تسبیح وتقدیس کالطف اٹھاتا گویااللہ کی حمدوثنااس کی غذابن گئی اسے قرارآتا توخدا کی یاد میں اورچین نصیب ہوتا تو اسی کے ذکر میں،وہ ذکربھی کرتااورذکرکاسبق دینے والے مربی (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) کادیداربھی کرتا،وہ خداکویادبھی کرتااورخداکےمحبوب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے جمال کے مشاھدہ سے شادکام بھی ہوتا۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ۹ ہجری میں مقامِ تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔یہی عبداللہ آپ کے ہمرکاب تھا۔عشقِ الٰہی کی آگ میں جلا ہوا وجودحضورسیدالعٰلمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے عرض کرنے لگایارسول اللہ!(صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم)جہادکی غرض سے ہم مدینہ منورہ سے نکلے ہیں میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سرفراز فرمائے۔

حضورصلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک درخت کی چھال منگواکراس عبداللہ کے بازوپر باندھ دی اورفرمایا:

میں عبداللہ کاخون کافروں پرحرام کرتاہوں۔

عبداللہ اتناسن کرمرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگےاورعرض گزارہوئے یارسول اللہ!میں تو شہادت کاطلبگارہوں میری دلی تمناتو یہ ہے کہ میرے جسم کاخون راہِ حق میں بہہ جائے اورآپ میراخون کافروں پرحرام کررہے ہیں۔

اس پررحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک نظرشفقت اس عبداللہ پرڈالی اور

محبت بھرے انداز سے فرمایا:

جب تم جہاد کی نیت سے نکل آئے اگر تمہیں معرکہ سے پہلے بخار آ جائے اور تم راہی ملک بقا ہو جاؤ تو پھر بھی تم شہید ہو۔

لشکرِ اسلام جب تبوک پہنچا اسی ذکر الٰہی سے سرشار عبداللہ کو بخار آیا اور اسی حالت بخار میں وہ واصل باللہ ہو گئے۔ رات کے وقت آپ کو دفن کرنے کا مرحلہ آیا، کائنات نے عجب منظر دیکھا۔

مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں میں مشعل لیے ہوئے اس کی قبر پر روشنی کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس کی قبر کھود رہے ہیں۔ کبھی کبھی چشم فلک یہ نظارہ بھی دیکھتی کہ نبیوں کے امام مقصود کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں میں کدال لے کر اس کی قبر کھودنے میں خود شریک ہو جاتے۔

جب قبر میں رکھنے کا مرحلہ آیا تو شیخین کریمین رضی اللہ عنہما نے آپ نے جسد خاکی کو اٹھایا، ادھر جسم اٹھا ادھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابوبکر وعمر! اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔

پھر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسے لحد میں اتار دیا۔ جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اے میرے اللہ! میں آج شام تک اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

اے قدسیو! تمہارا مرتبہ بہت بلند ہے لیکن اس عبداللہ کو دیکھ کر یقیناً تمہیں رشک آیا ہوگا۔

اے ملائکہ! ہمیں تسلیم ہے کہ تم نور سے پیدا ہو لیکن ابوالبشر علیہ السلام کے اس فرزند عبداللہ کے جسم کو جس خاک سے بنایا گیا وہ بلاشبہ تمہارے نور سے ارفع واعلیٰ ہے۔

اے فرشتو! وہ فرزند آدم جس کی قبر پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ چراغ روشن کریں، رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی معیت میں اس کی قبر کھودیں اور اپنے ہاتھوں سے اسے قبر میں اتاریں اور اس سے راضی ہونے کی تصدیق اپنی زبان حق ترجمان سے فرمادیں، بھلاتم اس کی پرواز تک کہاں پہنچ سکتے ہو۔

اے اللہ! تیرے اس عاشق صادق کے عشق ومستی کا صدقہ ہمیں بھی اپنی محبت کا ایک چھینٹا نصیب فرما۔

اے پروردگار! تیرے اس ذاکر کے ذکر وفکر اور تسبیح ومناجات کا صدقہ ہمیں بھی اپنی یاد کا ذوق وشوق نصیب فرما۔ ہمیں حیاتِ ناپائیدار کے چند بقیہ لمحے اپنی یاد میں بسر کرنے کی سعادت ارزانی فرما۔ آمین

محبّ الٰہی

تَعْصِی الْاِلٰـهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ
هٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ
لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَاَطَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیْعٌ

تو اللہ تعالیٰ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے ساتھ تو اس کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی حیات مستعار کی قسم! یہ ایک انوکھا قیاس ہے۔

اگر تو اپنی محبت میں صادق ہوتا تو اس ذات یکتا کی اطاعت کرتا، کیوں کہ محبّ اپنے محبوب کی اطاعت وفرمانبرداری کیا کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو حکم دیا مجھے یاد کرو، مجھے یاد کرو۔ اب بندہ اگر اللہ سے محبت کرتا ہے اور اپنی محبت میں سچا ہے تو پھر وہ ضرور اللہ کو یاد کریگا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی پیش نظر ہے:

قال اخبرنی اهل الکتب ان هٰذا الامة تحب الذکر کماتحب الحمامة وکرها وهم اسرع الی ذکر الله من الابل الی وردها یوم ظمئها۔[1]

---

[1] (جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی صفحہ ۴۱۹)

آپ نے فرمایا مجھے اہل کتاب نے خبر دی ہے یہ امت امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ذکر سے اس طرح محبت کرے گی جس طرح کبوتری اپنے گھونسلے سے محبت کرتی ہے اور ذکر الٰہی کی جانب سے اشتیاق اور تیزی سے جائے گا جیسے اونٹ پیاس کے روز اپنے گھاٹ کی طرف جاتا ہے۔

پرندے جنگلات میں دانہ چننے میں مصروف ہوتے ہیں اور ان کی توجہ ہر وقت اپنے گھر کی طرف ہوتی ہے جب بھی وہ فارغ ہوتے ہیں سیدھے اپنے گھر پلٹتے ہیں، اسی طرح وہ آدمی جس کے رگ و ریشہ میں ذکر الٰہی کا کیف سما جائے وہ اور جتنے بھی کام کرتا رہے اس کی توجہ اپنے خالق و مالک کی طرف ہوتی ہے اور وہ ان لمحات میں بھی معبودِ حقیقی کے ذکر کو فراموش نہیں کرتا اور وہ

''ہتھ کار ول، دل یار ول''

کا صحیح مصداق بنتا ہے۔

اور پھر جیسے ہی وہ ان کاموں سے فارغ ہوتا ہے اپنی زبان کو بھی ذکر الٰہی سے تر و تازہ کر لیتا ہے، بلکہ اس کام کے سرانجام دیتے ہوئے اسے جو لمحہ دو لمحے ملتے ہیں ان میں بھی وہ ذکر لسانی کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا حالانکہ دورانِ کام اس کا دل ایک لمحہ کے لیے بھی یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا۔

تنہائی کی گھڑیاں جہاں دلجمعی سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، ان گھڑیوں کی یاد اس طرح دل میں سما جاتی ہے جس طرح پیاسے کے دل میں پانی کی یاد سماتی ہے۔ پیاسے جانور کو پانی کے بغیر چین نہیں، اسی طرح اس اللہ کے بندے کو ذکر حق کے بغیر سکون نہیں۔

قَالَ الرَّبِیْعُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ كَثْرَةُ ذِكْرِهٖ فَاِنَّكَ لَنْ تُحِبَّ شَيْئًا اِلَّا اَكْثَرْتَ ذِكْرَهٗ۔(1)

ربیع بن انس بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اس کا کثرت سے ذکر کرنا ہے کیونکہ تو جس بھی چیز سے محبت کرے گا اس کا کثرت سے ذکر کریگا۔

(۱) جامع العلوم والحکم لابن رجب حنبلی صفحہ ۳۱۷

محبوب الٰہی

کامیاب انسان وہی ہے جو اللہ کی محبت کو جیت لیتا ہے۔ واقعی وہ فرزند آدم سعادتوں کا امین ہے جس سے اس کا پروردگار محبت کرے۔ یہ سعادت فارغ بیٹھے ہی نہیں مل جاتی اس کے حصول کے لیے محنت چاہیئے وہ جذبہ درکار ہے جو اللہ کی رضا کے حصول کے بغیر چین سے نہ بیٹھے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ اللّٰهِ اَحَبَّهُ اللّٰهُ۔[1]

جوشخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

قرآن کریم میں کثرت سے ذکر کرنے والوں کا تذکرہ بڑی محبت سے کیا گیا ہے۔

وَالذّٰاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذّٰاكِرَاتِ۔[2]

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۲۵ جلد ا

(۲) قرآن کریم سورہ احزاب آیت ۳۵

مذکورِالٰہی

جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ اسے بھی یاد کرتا ہے۔ انسان کی مجبوری ہے کہ وہ اسے یاد کرے۔ انسان اللہ کا بندہ ہے۔ بندے کا کام اپنے آقا کو یاد کرنا ہے لیکن اس آقا کی کرم نوازیاں معلوم ہوں کہ وہ صمد (بے نیاز) ہو کر اپنے بندوں کو یاد کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَاذْكُرُوْنِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ.

پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکرادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

میں نے اپنے بندے کو وہ چیز عنایت کی ہے اگر جبریل ومیکائیل (علیہما السلام) کو بھی عطا کرتا تو ایک بڑی نعمت ان پر تمام کر دیتا وہ یہ ہے:

فَاذْكُرُوْنِي اَذْكُرْكُمْ

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اللہ رب العزت نے محض اپنے لطف وکرم سے فرزند آدمی کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ خالق و مالک ہو کر اپنے بندے کو یاد کرتا ہے، جب بندہ اس کے ذکر میں رطب اللسان ہوتا ہے اور یہ سعادت اس نے کسی اور مخلوق کے مقدر میں نہیں فرمائی۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اَنَا مَعَهٗ حِيْنَ يَذْكُرُنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ

نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً(۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جیسا وہ میرے بارے میں کرے اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اور اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرے تو میں اسے اپنے نفس میں یاد کروں گا اور اگر وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کروں گا اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت آئے تو میں اس کے ایک گز نزدیک آؤں گا اور اگر وہ میری طرف ایک گز آئے تو میں اس کی طرف چار گز آؤں گا اور اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا۔

بندہ جیسا اللہ کے بارے میں گمان کرے گا اللہ تعالیٰ کا ویسے ہی پائے گا۔ اگر بندے کا اللہ کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ بڑا رحیم وکریم ہے تو انشاءاللہ اس کی رحمتوں اور کرم نوازیوں کی برسات ہوگی۔ اگر بندے کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے تو وہ اس ذات کبریا کی طرف سے مغفرت وبخشش کی نوید سنے گا۔ اگر بندے کا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ستار وغفار ہے تو پروردگار عالم اپنی نظر رحمت سے اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔ اگر یہ ایمان پختہ ہوا تو روز قیامت اس کے گناہوں اور معصیتوں کی خبر کراماً کاتبین بلکہ اس کے جوارح کو بھی نہ ہوگی۔

---

(۱) اصحیح مسلم صفحہ ۲۰۶۸-۲۰۶۱ جلد ۴

شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۶ جلد ۱/ مشکوٰۃ وقال متفق علیہ

بندہ جب اللہ وحدہٗ لاشریک کو یاد کرتا ہے تو یہ یقین رکھے کہ اس کا اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے پروردگار کو خلوتوں میں یاد کرے گا تو اللہ رب العزت بھی اسے اس شان سے یاد کرے گا کہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہ ہوگی۔

خلوت کا یہ ذکر ذکر قلبی سے عبارت ہے کیونکہ جو تنہائی میں بیٹھ کر زبان سے ذکر کیا جائے اس سے تو فرشتے واقف ہو جاتے ہیں۔ وہ ذکر خلوت نہ ہوگا بلکہ ذکر جلوت کہلائے گا۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِیْ رَزِیْنٍ یَا اَبَا رَزِیْنٍ اِذْخَلَوْتَ فَاَکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰهِ۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورزین سے ارشاد فرمایا اے ابورزین جب تم خلوت میں ہو تو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

امام بیہقی اس حدیث کی روایت کے بعد فرماتے ہیں:

اَلْاَغْلَبُ اِنَّ الْمُرَادَبِهٖ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ ذِکْرُ الْقَلْبِ لِئَلَّایَکُوْنَ مِنْهُ فِی الْخَلْوَةِ ذَنْب" لا یُسْتَطَاعُ فِی الْمَلأِ۔[2]

اغلباً اس حدیث پاک میں اس ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے تا کہ اس سے خلوت میں بھی وہ گناہ سرزد نہ ہو جو مجمع میں نہیں کیا جا سکتا۔

وہ ذکر الٰہی جس سے اللہ کے علاوہ اور کوئی واقف نہ ہو وہ بہت بہتر ذکر ہے۔

---

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۵ جلد ۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۵ جلد ۱

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الذِّکْرِ الْخَفِیُّ وَخَیْرُ الرِّزْقِ مَایَکْفِیْ۔[1]

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہتر ذکر ذکر خفی ہے اور بہتر رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔

انسان کے لیے یہ ذکر اس لیے بھی بہتر ہے کہ اس میں ریاکاری کا شائبہ تک نہیں۔ یہ ذکر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا اجر اس ذات وحدہٗ لاشریک سے اس طرح ہے کہ وہ بھی اسے ایسے یاد فرماتا ہی کہ کسی اور کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

میان طالب و مطلوب رمزیست
کراماً کاتبین را ھم خبر نیست

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ خَالِیاً ذَکَرْتُکَ خَالِیاً وَاِنْ ذَکَرْتَنِیْ فِیْ مَلَإٍ ذَکَرْتُکَ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِنْھُمْ وَاَکْثَر۔[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے جب تو میرا خلوت میں ذکر کرے گا تو میں تجھے خلوت میں یاد کروں گا اور اگر تو مجھے کسی مجمع میں یاد کرے گا تو میں تجھے اس سے بہتر اور زیادہ مجمع میں یاد کرونگا۔

(۱) موارد الظمان لزوائد ابن حبان صفحہ ۵۷۷
مسند الامام احمد صفحہ ۱۸۰-۱۸۷ جلد ۱/ شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۰ جلد ۱
(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۶ جلد ۱

وہ ذکر جو خلوت میں ہو اس میں ریا کاری کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور جو ذکر صرف پروردگار کے لیے ہو اس میں غفلت کا دخل کہاں۔

بیہقی وقت عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاعْلَمْ اَيُّهَا الْاَخُ السَّعِيْدُ اَنَّ الذِّكْرَ عِبَارَةٌ" عَنْ طَرْدِ الْغَفْلَةِ وَالْغَفْلَةُ هِيَ الْمُوْجِبَةُ لِلْقَسَاوَةِ فَكُلُّ اَمْرٍ مَشْرُوْعٍ مِنْ قَوْلٍ اَوْفِعْلٍ اَوْ تَفَكُّرٍ اُرِيْدَبِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْاِخْلَاصِ وَالْحَضُوْرِ فَهُوَذِكْرٌ" وَمَا كَانَ بِلَااِخْلَاصٍ فَهُوَ شِرْكٌ" وَمَا كَانَ بِغَفْلَةٍ فَغَيْرُ مُعْتَدِّبِهٖ۔ (۱)

اے میرے سعادت سے بہرہ ور بھائی اس بات کو خوب ذہن نشین کر لے کہ ذکر غفلت دور کرنے کا نام ہے اور غفلت قساوتِ قلبی کا موجب ہے۔ پس ہر کام جس کی شریعت مطہرہ میں اجازت ہے وہ قول ہو، فعل ہو یا تفکر اگر اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا کا اخلاص وحضور کیساتھ ارادہ کیا جائے تو وہ ذکر ہے اور جو قول وفعل یا تفکر بغیر اخلاص کے ہو وہ شرک ہے اور جو غفلت سے ہو وہ کسی گنتی وشمار میں نہیں۔

جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں وہ بھی بڑا مقبول ہے۔ اگر عام لوگ مجمع لگا کر یاوہ گوئی اور قصہ خوانی میں مصروف ہو سکتے ہیں۔ غیبت اور طعنہ زنی کے ذریعے اپنی نیکیاں ضائع کر سکتے ہیں تو ایک مرد مومن لوگوں کے اجتماع میں ذکر الٰہی کیوں نہیں کر سکتا؟ ہوسکتا ہے اس ذکر کی بدولت اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے لوگوں کی تقدیریں بدل دے۔ کیونکہ اگر برائی اپنے اثرات بد رکھتی ہے تو نیکی بھی اثرات خیر سے مالا مال ہے۔

(۱) تفسیر مظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۱۵۱ جلد ا

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا عَمِلَ رَجُل" عَمَلاً اِلا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رِدَاوَهُ اِنْ خَيراً فَخَير" وَاِنْ شَرّاً فَشَرّ"۔[1]

آدمی جو بھی عمل کرے اللہ رب العزت اس کے بدلے اسے ایک چادر پہنا دیتے ہیں اگر عمل اچھا کیا تو خیر کی چادر اور اگر عمل برا کیا تو شر کی چادر پہنائی جاتی ہے۔

مجمع عام میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے والے کو ہوسکتا ہے اللہ رب العزت وہ خیر بھری چادر پہنا دے جس کے اثرات تمام مجمع پر مرتب ہوں اور وہ امور فانیہ سے روگرداں ہو کر امور یقینیہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق ایسے شخص کا ذکر اس سے بہتر اور بڑے مجمع میں فرماتا ہے۔ وہ انسان بڑا خوش قسمت ہے جسے خود خالق کائنات قدسیوں کے مجمع میں یاد فرمائے۔

ذکر الٰہی سے بندہ قرب الٰہی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ اس حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ نے کس محبت بھرے انداز سے فرمایا میرا بندہ میرے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں اس کے ایک گز قریب ہوں گا۔

اللہ رب العزت چلنے پھرنے اور دوڑنے سے پاک ہے جو چلے پھرے یا دوڑے وہ اور تو سب کچھ ہوسکتا ہے الہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کے بندے کی طرف متوجہ ہونے کو کس انداز سے بیان فرمایا یہ اس کی بندے سے کمال محبت کی دلیل ہے۔

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۴۰

صاحب مشکوٰۃ رحمۃ اللہ علیہ نے باب ”ذِکْرُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلّ وَالتَّقَرُّبُ اِلَیْہِ“ میں درج بالا حدیث پاک سے متصل ایک اور حدیث پاک ذکر کی ہے اسے بھی ملاحظہ فرمایئے:

وَمَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُبِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَاوَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ۔[1]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں س کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے رجل ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ کسی وقت میری بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ وحفاظت میں آنا چاہے تو میں ضرور اسے اپنی پناہ وحفاظت میں لیتا ہوں۔

صاحب مشکوٰۃ کا اس حدیث پاک کو باب الذکر میں تحریر فرمانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نوافل کی فہرست میں ذکر الٰہی بھی شامل ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ نوافل کی فہرست میں ذکر الٰہی سرفہرست ہے تو بات بالکل حقیقت کے مطابق نظر آتی ہے۔ کیونکہ تمام عبادات کا حسن ذکر الٰہی سے وابستہ ہے بلکہ تمام عبادات الٰہیہ کی روح رواں ذکر الٰہی ہے۔

(۱) المشکوٰۃ المصابیح وقال اخرجہ البخاری

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلاً سَاَلَهٗ فَقَالَ اَیُّ الْجِهَادِ اَعْظَمُ اَجْراً قَالَ: اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْراً قَالَ: فَاَیُّ الصّٰلِحِيْنَ اَعْظَمُ اَجْراً قَالَ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰى ذِكْراً ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ وَالزَّكٰوةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْراً فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ يَااَبَاحَفْصٍ! ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجَلْ۔[1]

حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ! کونسا جہاد اجر عظیم والا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔ پھر اس نے پوچھا صالحین میں اعظم اجر والا کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان میں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والا، پھر اس نے نماز زکوٰۃ حج اور صدقہ ہر ایک کے بارے میں سوال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک سوال پر یہی فرمایا ان میں سے اعظم اجر والا وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے فرمایا اے ابو حفص! اے عمر! ذکر الٰہی کرنے والوں نے ہر خیر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اے ابوبکر وعمر) ایسا ہی ہے۔

اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات عیاں ہوئی کہ تمام عبادات کا حسن اور نکھار ذکر الٰہی میں ہے۔ اگر دیگر نوافل قرب الٰہی کی سعادت سے بہرور کرتے ہیں تو ذکر الٰہی

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۷۷ جلد ۱۰

بطریق اولیٰ قرب الٰہی کی سعادت سے سرفراز کرتا ہے۔

ذکرِ الٰہی سے محبت الٰہی کو حاصل کیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا فرمان ہے میں اس کے کان بنتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھیں بنتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔

اللہ رب العزت جسے اس سعادت سے لبریز فرماتا ہے وہ اپنے کانوں سے اسی وحدہٗ لاشریک کا کلام سنتا ہے اور اپنی آنکھوں سے اسی کے جمال وجلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس مردِ حق آگاہ کے قریب بیٹھنے والا آدمی تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میری بات سن رہا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ وہ اس آدمی کے پردے میں کلام الٰہی کی ساعت سے مسحور ہو رہا ہے اور اسی کے پردے میں جمال الٰہی سے شادکام ہو رہا ہے۔ اس شخص کا چلنا پھرنا، کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، کلام کرنا اور بات سننا غیر حق کے لیے نہیں بلکہ غیر حق کا تو وہاں گزر تک نہیں، اس کا تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس عنایت خداوندی سے سرشار بندہ مومن لوگوں میں ہوتے ہوئے بھی ان میں سے نہیں ہے۔ اس کے وجود کے ہر ذرے سے انوار الٰہیہ کی لہریں نکلتی ہیں اور وہ آیت الٰہی ٹھہرتا ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی آیتیں تقدیریں بدل دیتی ہیں۔

قرب الٰہی کی سعادتوں سے مالا مال، جمال الٰہی کے مشاہدہ میں مستغرق عارف باللہ سلطان الاولیاء حضرت قاضی محمد سلطان عالم صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی عنہ چھچیاں شریف کی مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک ارادتمند سے فرما رہے تھے اسے دیکھو اور اسے قریب ہونے کا اشارہ بھی فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے قریب ہوتا گیا اتنا قریب ہوا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ اپ کے جسم سے مس کر گیا۔

اس نور بھری محفل نے یہ منظر دیکھا اور سنا کہ اس کے جسم کا وہ حصہ ہو حضور قبلہ عالم سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اطہر سے مس کر گیا تھا اس سے اللہ اللہ کی آواز آنا شروع ہوگئی۔

سُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ بِهٰذِهِ السَّعَادَةِ عِبَادَهُ الصّٰلِحِيْنَ الْمُقَرَّبِيْنَ.

امام فخر الدین رازی اسی حدیث پاک کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهٰذَا الْخَبَرُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ فِيْ سَمْعِهِمْ نَصِيْبٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَافِيْ بَصَرِهِمْ وَلَافِيْ سَائِرِ اَعْضَائِهِمْ اِذْلَوْبَقِيَ هُنَاكَ نَصِيْبٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَمَا قَالَ أَنَاسَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ.[1]

یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقربین بارگاہِ الٰہی کی سمع میں غیر اللہ کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور نہ ہی ان آنکھوں میں غیر خدا کا کوئی حصہ رہتا ہے اور نہ ہی ان کے تمام اعضاء میں۔

اگر ان کے اعضاء میں غیر خدا کا کچھ بھی دخل رہتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ میں ان کے کان اور آنکھیں ہوں۔

ذکر الٰہی وہ مے ہے کہ جو اس کے نشہ سے مخمور ہوتا ہے اسے دنیا اور اصحاب دنیا سے کوئی سروکار نہیں رہتا وہ تجلیات الٰہیہ کے مشاہدہ میں اس درجہ مستغرق ہوتا ہے کہ اسے دنیا و مافیہا کی فکر نہیں رہتی۔

اس کا اپنا وجود فنا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ الباقی کے انوار سے بقا حاصل کر لیتا ہے۔

---

(۱) التفسیر الکبیر للامام الرازی صفحہ ۱۰ جلد ۲۱

یہی امام موصوف رقمطراز ہیں:

وَكَذَالِكَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِىْ يَقُوْلُ اللّٰهُ كُنْتُ لَهٗ سَمْعاً وَبَصَراً فَاِذَا صَارَنُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعاً لَهٗ سَمِعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَذٰلِكَ النُّوْرُ بَصَراً لَهٗ رَاٰى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَذٰلِكَ النُّوْرَ يَداً لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِى الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ۔[1]

اور ایسے ہی بندہ خدا جب اطاعات الٰہیہ پر مواظبت اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ فرماتا ہے میں اس کے کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں۔ پس جب اللہ کے جلال کا نور اس کے کانوں میں سرایت کرتا ہے تو وہ قریب وبعید کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ ہر قریب وبعید کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ صعب وسہل اور قریب وبعید ہر چیز میں تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ شاید اسی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود[2]

ذکر الٰہی سے قرب الٰہی کی منزلیں طے ہوتی ہیں اور قرب الٰہی کے ثمرات سے ہے کہ جلال وجمال الٰہی کا نور اس کے اعضاء وجود میں سرایت کر جاتا ہے پھر اس کا حکم خدائی حکم کہلاتا ہے۔

(۱) التفسیر الکبیر للفخر الرازی صفحہ ۹۱ جلد ۲۱

(۲) مثنوی مولوی معنوی از عارف باللہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

غالب وکار آفریں کارکشا کارساز

(بال جبریل صفحہ ۹۶ از ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ کا یہ ازلی وعدہ ہے:

فَاذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَاتَکْفُرُوْنَ.

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکرادا کرو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

انسان اللہ رب العزت کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔انسان کے یاد کرنے کے طریقے مختلف ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یاد کے طریقے بھی مختلف ہیں۔وہ جس رنگ میں اللہ کو یاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر رنگ میں یاد فرماتا ہے۔

فخر العلماء الوارثین امام فخر الدین رازی ،مفسر قرآن امام نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری اور علامہ ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمہ واسعہ "فَاذْکُرُوْنِی اَذْکُرْکُمْ" کے ضمن میں جو کچھ تحریر فرماتے ہیں اہل ذوق کے لیے یہاں ذکر کرتا ہوں:

اُذْکُرُوْنِیْ بِطَاعَتِیْ	اَذْکُرْکُمْ بِرَحْمَتِیْ
اُذْکُرُوْنِیْ بِالدُّعَاءِ	اَذْکُرْکُمْ بِالْاِجَابَۃِ وَالْاِحْسَانِ
اُذْکُرُوْنِیْ بِالثَّنَاءِ وَالطَّاعَۃِ	اَذْکُرْکُمْ بِالثَّنَاءِ وَالنِّعْمَۃِ
اُذْکُرُوْنِیْ فِی الدُّنْیَا	اَذْکُرْکُمْ فِی الْآخِرَۃِ
اُذْکُرُوْنِیْ فِی الْخَلَوٰتِ	اَذْکُرْکُمْ فِی الْفَلَوٰتِ
اُذْکُرُوْنِیْ فِی الرِّخَاءِ	اَذْکُرْکُمْ فِی الْبَلَاءِ

اُذْکُرُوْنِیْ بِمُجَاهَدَتِیْ اَذْکُرْکُمْ بِهِدَایَتِیْ

اُذْکُرُوْنِیْ بِالصِّدْقِ وَالْاِخْلَاصِ اَذْکُرْکُمْ بِالْخَلَاصِ وَمَزِیْدِ الْاِخْتِصَاصِ

اُذْکُرُوْنِیْ بِالرَّبُوْبِیَّةِ فِی الْفَاتِحَةِ اَذْکُرْکُمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعُبُوْدِیَّةِ فِی الْخَاتِمَةِ ۱

اطاعت خداوندی میں صبح وشام بسر کرنے والے خوش نصیب کواللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے یاد کرتا ہے۔اطاعت خداوندی میں جتنی گہرائی آتی جائے گی رحمت خداوندی بھی اتنی ہی جوبن پرآئے گی،وہ جہاں جہاں سے گزرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہوں گی۔وہ جہاں بیٹھے گا تو اس پر اللہ کی کرم نوازیوں کی بارشیں مسلسل برستی رہیں گی جس سے وہ خود ہی نہیں بلکہ وہ افراد بھی جو اس کے پاس بیٹھے ہوں گے بلکہ زمین کا وہ خطہ بھی سیراب ہوگا۔خشک اور پتھر دل اس کی برکت سے تروتازہ اور نرم دل بن جائیں گے،مردہ دل اس کی برکت سے حیاتِ نو پائیں گے۔

وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَفَوْزاً عَظِیْماً.

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ یقیناً عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔

وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقِه فَاُولٰئِکَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ.۲

(۱)التفسیر الکبیر لفخر الدین الرازی صفحہ ۱۶۲ جلد ۴

البحر المحیط لابی حیان اندلسی صفحہ ۴۴۶ جلد ۱ (کچھ حصہ)

غرائب القرآن لنظام الدین صفحہ ۴۹ جلد ۲

(۱)سورہ النور آیت ۵۲

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس سے تقویٰ اختیار کرتا ہے پس یہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو کامیاب وکامران ہیں۔

اطاعت خداوندی سے اللہ کو یاد کرنے والا کتنے بختوں والا ہے ملاحظہ ہو:

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔(1)

اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں تو یہ خوش نصیب ان لوگوں کیساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین اور کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔(2)

اور جو آدمی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہونگی ہمیشہ رہیں گے ان جنتوں میں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

بندہ دعا کے ذریعے اپنے خالق ومالک کو یاد کرے تو وہ رحمٰن ورحیم جل جلالہٗ قبولیت کی صورت میں اسے یاد کرتا ہے۔ دعا کو صرف قبول ہی نہیں کرتا بلکہ اس پر احسان بھی فرماتا ہے۔ وہ ذات کریم ہے اس کے در اقدس پر جو بھی اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے محروم نہیں رہتا۔

---

(۱) سورہ النسآء آیت ۶۹

(۲) سورہ النسآء آیت ۱۲

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔[1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً تمہارے رب میں بدرجہ اتم حیاوکرم کا وصف ہے۔ جب بندہ اس کی بارگاہ میں مانگنے کے لیے اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ انہیں خالی لوٹائے۔

بندہ جھولی پھیلا کر اسے یاد کرتا ہے تو وہ کریم جھولی بھر کر اسے یاد کرتا ہے۔ بندہ اپنے ظرف کے مطابق مانگ کر اسے یاد کرتا ہے تو وہ اس کے تخیل سے بڑھ کر اسے نواز کر یاد کرتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔[2]

جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے بندے میرے متعلق تو (انہیں بتاؤ) میں ان کے بالکل نزدیک ہوں، قبول کرتا ہوں دعا، دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے۔

کشت ایمان کی تازگی کیلئے مفسر قرآن حضور ضیاء الامۃ دامت برکاتہم وفیوضاتہم کی تحریرفرمودہ تشریح ملاحظہ ہو:

کتنی پیاری آیت ہے، ہجوم بلا میں، طوفانِ مصائب میں، گردابِ ہلاکت میں گھرے ہوئے شکستہ دل اور پریشاں حال انسان کے لیے ان چند لفظوں میں اطمینان وسکون کا کیا روح پرور پیغام ہے۔

---

(۱) الجامع الترمذی - السنن لابی داود

(۲) سورہ البقرہ آیت ۱۸۶

آپ غور فرمایئے! اِنِّیْ قَرِیْب کے دو لفظوں میں راحت واطمینان کی ایک دنیا سمیٹ کر رکھ دی گئی ہے، کسی فصل بہار کی نسیم سحر میں کسی ابر نیساں کے حیات بخش قطروں میں وہ اثر کہاں جو اثر ان دو لفظوں میں ہے۔ دکھ درد کا مارا جب یہ سنتا ہے میرا مالک! میرا خالق مجھ سے الگ تھلگ کہیں دور نہیں کہ اسے میرے حال کا علم نہ ہو، رنج والم کی خبر نہ وہ بلکہ وہ قریب ہے، بالکل قریب رگِ جاں سے بھی زیادہ نزدیک تو اسے کتنا قرار آ جاتا ہے۔

تمہاری زبان پر آئی ہو بات تو کیا تمہارے دل میں منہ چھپائے ہوئے اسرار جو قوت گویائی کو اپنا چہرہ دکھانے سے شرماتے ہیں افکار اور اندیشوں کے وہ نازک ولطیف آبگینے جو ہوائی صوتی لہروں کو بھی برداشت نہیں کر سکتے، ان سب کو وہ جانتا ہے۔ وہ قادر بھی ہے رحمٰن ورحیم بھی، تم دست سوال دراز تو کرو، تم دامن طلب پھیلا کر تو دیکھو، تم دل کے ہاتھوں سے اس کے در رحمت پر دستک تو دو وہ سنے گا، تمہاری فریاد وہ قبول کرے گا تمہاری دعا وہ بدل دے گا تمہاری بگڑی ہوئی قسمت۔[1]

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا انسان پر فرض ہے۔ جس اللہ نے ہر قسم کی نعمتیں انسان کے لیے پیدا کیں اس ذات کبریا کی تعریف وتوصیف کرنا ہر فرد بشر پر لازم ہے۔ بندہ حمد وثناء کے کلمات ادا کر کے اس کی تعریف کر سکتا ہے۔

اس کے پاک کلام کی تلاوت اسی کی تعریف کے زمرہ میں آتی ہے۔

اس کے محبوب حجازی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاکیزہ کلام کو حرز جاں بنایا بھی درحقیقت اسی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔

---

(۱) ضیاء القرآن لضیاء الامۃ صفحہ ۱۲۶ جلد ا

اس کی تخلیقات میں غور وفکر کر کے اس کی ربوبیت کا اقرار اس کی عمدہ تعریف ہے۔ صبح وشام اسی کی تسبیح وتقدیس کے ترانے گانا اور اسی کی تحمید وتمجید کا ورد کرنا اسی کی تعریف ہے۔

الغرض کسی رنگ میں بھی اس کی ثنا گستری کی جائے اسی کی حمد وثنا کے زمرے میں آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مصروف رہنے والے کو اللہ بھی اچھے ناموں سے یاد فرماتا ہے اور فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ کا وعدہ پورا فرماتا ہے۔

اللہ رب العزت کبھی اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے مخلوق کی زبان استعمال فرماتا ہے۔ یعنی جو سعید روح ہر وقت ذکر الٰہی میں مگن رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اس کی غذا بن جاتی ہے، رب کی تعریف وتوصیف کے بغیر اسے چین وسکون نہیں آتا تو مخلوقِ خدا بحکم خداوندی اس کی تعریف وتوصیف میں مگن ہو جاتی ہے۔

حضور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف وتوصیف کے جو ترانے چار دانگ عالم میں بج رہے ہیں اور آپ کے ذکر پاک کا پھریرا عرش اعلیٰ پر لہرا دیا ہے قدسیوں کی زبانیں اور اشرف المخلوقات کے دل آپ کے ذکر کی مہک سے معطر ہیں یہ خدائی وعدہ اَذْكُرْكُمْ (میں تمہیں یاد کروں گا) کی ایک جھلک ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع اور نیابت میں ذکر الٰہی میں اپنی زندگیاں وقف کرنے والے

غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

حضرت قدوۃ الاولیاء قاضی محمد فتح اللہ صدیقی

حضرت عارف باللہ خواجہ محمد سلطان عالم

فرید ملت حضرت فرید الدین مسعود شکر گنج وغیرھم اکابر اولیاء اکرام رحمھم اللہ رحمۃ واسعۃ کی تعریف وتوصیف میں آج مخلوق خدا رطب اللسان ہے یہ خدائی وعدہ کی تکمیل ہے۔ان نفوس قدسیہ نے اپنی حیات مستعار کے تمام لحات میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اب اللہ تعالیٰ انہیں وہ عزتیں اور رفعتیں عطا فرما رہا ہے کہ جن کا اس دنیا میں رہ کر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

صحیح مسلم کی روایت کردہ درج ذیل حدیث پاک کے ذریعے بھی اس وعدہ الٰہی کو سمجھیئے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْداً دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلاناً فَاَحِبَّهُ. قَالَ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلاناً فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔[1]

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل امین کو بلاتا ہے اور اسے فرماتا ہے میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔پس جبریل آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت

(۱) الصحیح لمسلم

کرو۔ پس آسمان کی ساری مخلوق اس سے محبت کرتی ہے پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔

آسمان و زمین والوں کے دل بحکم الٰہی اس بندہ خدا کی محبت سے لبریز ہو جاتے ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں مصروف رہتا ہے اور اس کے ذکر سے اپنی مشام جاں کو معطر رکھتا ہے۔ پھر آسمان و زمین والے اس کے تذکرے اپنی اپنی محفلوں میں کرتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ.

جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اس کا ذکر بھی کثرت سے کرتا ہے۔

اُذْكُرُوْنِىْ بِالثَّنَاءِ وَالطَّاعَةِ—اَذْكُرُكُمْ بِالثَّنَاءِ وَالنِّعْمَةِ.

تم مجھے حمد و ثناء اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ذکر خیر اور انعام و اکرام سے یاد کروں گا۔

ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کن کن نعمتوں سے بہرہ ور فرماتا ہے اس کی حقیقت تو دینے والا جانے یا لینے والا۔ اس دنیا میں ہمیں ظاہری آنکھوں سے جو کچھ نظر آتا ہے ان فقیرانہ لباس میں ملبوس مسکین صورت شاہوں کے درباروں میں اس کی ادنیٰ جھلک دیکھی جا سکتی ہے:

يَاْكُلُ عَلٰى مَائِدَةِ السَّيِّدِ آدَمَ الْبَنُّوْرِيّ رَحِمَهُ اللّٰهُ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفُ رَجُلٍ وَيَمْشِىْ فِىْ رِكَابِهٖ اُلُوْفُ الرِّجَالِ وَمِئَات" مِنَ الْعُلَمَاءِ.(۱)

حضرت عارف باللہ سید آدم بنوری رحمۃ اللہ کے دستر خوان پر روزانہ ایک ہزار آدمی کھانا کھاتا تھا اور آپ کے رکاب میں ہزاروں آدمی اور سینکڑوں علماء چلتے تھے۔

(۱) ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۶

جب یہی مردحق آ گاہ اور خود آ گاہ لاہور میں وارد ہوا تو اس منظر کا چشم تصور سے مشاہدہ کیجیے:

وَلَمَّا دَخَلَ السَّيِّدُ فِيْ لَاهَوْرَ عَامَ ۱۰۵۳ھ كَانَ فِيْ مَعِيَّتِهٖ عَشْرَةُ آلَافٍ مِنَ الْاَشْرَافِ وَالْمَشَائِخِ وَغَيْرِهِمْ.[1]

جب سید آدم بنوری رحمۃ اللہ ۱۰۵۳ھ میں لاہور میں وارد ہوئے تو آپ کے ہمراہ دس ہزار اشراف ومشائخ عظام وغیرہ تھے۔

یہ ذکر الٰہی کی برکت تھی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں جواباً یاد کیا تو اطراف عالم میں ان کا شہرہ ہوا اور لوگ ان کے گرویدہ ہوتے چلے گئے۔

خانوادہ مجددی جنہوں نے ذکر وفکر کے مے خانے کھول دیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جن انعامات واکرامات سے سرفراز فرمایا اس کی ادنیٰ سی جھلک پیش خدمت ہے:

وَهٰذَا الشَّيْخُ مُحَمَّد" مَعْصُوْمُ ابْنُ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ اَحْمَدَ الْسَرْ هَنْدِيِّ قَدْ بَايَعَهٗ وَتَابَ عَلٰى يَدِهٖ تِسْعُمِائَةِ اَلْفٍ مِنَ الرِّجَالِ وَاسْتَخْلَفَ فِيْ دُعَاءِ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ وَاِرْشَادِ النَّاسِ وَتَرْبِيَتِهِمُ الدِّيْنِيَّةَ سَبْعَةَ آلَافٍ مِنَ الرِّجَالِ وَهٰذَا اِبْنُهُ الشَّيْخُ سَيْفُ الدِّيْنِ السَّرْهَنْدِيُّ كَانَ يَاْكُلُ عَلٰى مَائِدَتِهٖ اَلْف" وَاَرْبَعَمِائَةُ رَجُلٍ وَيَقْتَرِحُوْنَ الْاَطْعِمَةَ وَيَتَخَيَّرُوْنَهَا.[2]

(۱) ماذا خسر العالم لابی الحسن الندوۃ صفحہ ۲۳۶ (التذکرۃ الآدمیہ
(۲) نزہۃ الخواطر للشیخ عبدالحی الحسنی المجلد الخامس

اور ان جلیل القدر شیخ حضرت خواجہ محمد معصوم بن شیخ الکبیر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے دست مبارک پر ۹ لاکھ آدمیوں نے توبہ کی اور بیعت کا شرف حاصل کیا اور آپ نے مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دینے، لوگوں کو راہ حق دکھانے اور ان کی دینی تربیت کے لیے نو ہزار افراد کو خلافت سے سرفراز کیا۔ ۱؎

اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے دستر خوان پر چودہ سو افراد کھانا کھاتے تھے اور کھانے اس کثرت سے ہوتے تھے کہ انہیں کھانے کی پسند کا اختیار حاصل تھا۔

اِزْدَهَمَ النَّاسُ عَلَى الشَّيْخِ خَالِدِالْكُرْدِيّ فِيْ بَغْدَادَ يَتُوْبُوْنَ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَسْتَفِيْدُوْنَ مِنْهُ وَاَخْبَرَ شَيْخَهُ فِيْ رِسَالَةٍ كَتَبَهَا اِلَيْهِ اَنّ مِائَةً مِنَ الْعُلَمَاءِ الْفُحُوْلِ قَدْ تَخَرَّجُوْا عَلَيْهِ وَاَنَّ خَمْسَمِائَةٍ مِنْ كِبَارِ الْعُلَمَاءِ قَدْدَخَلُوْفِيْ بَيْعَتِهٖ وَاَمَّاالْعَوَامُ وَالْخَوَاصُ فَلَايَاتِيْ عَلَيْهِمِ الْحَصْرُ ۔ ۲؎

سرزمین بغداد میں حضرت خواجہ شیخ خالد کردی رحمۃ اللہ کی خدمت اقدس میں لوگوں کا اژدھام کثیر ہو گیا وہ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے تھے اور آپ سے استفادہ کرتے تھے اور آپ نے اپنے شیخ مکرم حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھ کر ذکر فرمایا کہ ایک سو جید علماء منازل سلوک کی تکمیل کر چکے ہیں اور پانچ سو علماء عظام آپ کی بیعت اختیار کر چکے ہیں لیکن عوام و خواص انکی تعداد گنتی سے وراء ہے۔

---

(۱) ماذا خسر العالم لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۶

(۲) ماذا خسر العالم لابی الحسن الندوی صفحہ ۲۳۷

چشم فلک نے ایسے نظارے کئی مرتبہ دیکھے کہ بادشاہوں کے درباروں سے بڑھ کر مقربین بارگاہِ الٰہی کے آستانوں میں رونق ہے، وجہ واضح ہے کہ ان بوریانشیں مردان باخدا نے اللہ کا ذکر عمدہ شان سے کیا اور اللہ رب العزت نے جواباً جب ان کا ذکر کیا تو مخلوق خدا ان کی قدم بوسی کے لیے دیوانہ وار دوڑتی چلی آئی۔

سرسید احمد خاں بیان کرتے ہیں:

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شیخ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ کے دست مبارک پر روم، شام، بغداد اور حبشہ کے بے شمار لوگوں نے بیعت کی اور قرب وجوار مثلاً ہندوستان اور افغانستان کے لوگ تو آپ کی بارگاہ میں ایسے آتے تھے جیسے ٹڈی دل ہو اور آپ کے آستانہ مبارک پر پانچ سو (۵۰۰) آدمی مقیم تھے جن کے نان ونفقہ آستانہ عالیہ کے ذمہ تھا۔[1]

اُذْكُرُوْنِیْ بِالثَّنَاءِ وَالطَّاعَةِ اَذْكُرْكُمْ بِالثَّنَاءِ وَالنِّعْمَةِ

—☆—

اُذْكُرُوْنِیْ فِی الدُّنْيَا اَذْكُرْكُمْ فِی الْاٰخِرَةِ

تم مجھے دنیا میں یاد کرو میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا۔

فانی دے کر باقی لینے والا بڑا دانا وبینا انسان ہے۔ دنیا فانی ہے ختم ہونے والی ہے۔ آخرت باقی ہے ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جو دنیا کے چند سانس ذکر الٰہی میں بسر کرتا ہے اللہ رب العزت اسے باقی رہنے والی آخرت میں یاد فرمائے گا اور آخرت میں جسے اس کا پروردگار یاد رکھے اسے کسی فکر وتردد کی ضرورت نہیں۔

---

(۱) ماذا خسر العالم، آثار الصنادید

حدیث پاک میں ہے:

قیامت کے دن ایک مفلس و بدکار آدمی جو اپنے اعمال کے سبب مایوس ہو چکا ہوگا اس آدمی سے اللہ فرمائے گا کیا تو فلاں محلّہ میں فلاں عارف کو پہچانتا تھا؟ وہ جواب دے گا ہاں (میرے مولا میں اسے پہچانتا تھا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھے اس کے طفیل بخش دیا۔

(نفحات الانس للعارف الجامی صفحہ ۱۷۵-تذکرہ مشائخ نقشبندیہ للتوکلی صفحہ ۲)

بندے نے دنیا میں اللہ کو یاد کیا اللہ رب العزت آخرت میں اسے اس طرح یاد فرمائے گا کہ بدکرداروں اور ناداروں کو محض اس کی شناخت کے طفیل بخش دے گا۔

-☆-

اُذْکُرُوْنِیْ فِی الْخَلَوٰتِ　　　اَذْکُرْکُمْ فِی الْفَلَوٰت

تم مجھے خلوت کدوں میں یاد کرو میں تمہیں وسیع بیابانوں میں یاد کروں گا۔

گوشۂ تنہائی میں ذکر الٰہی کو اپنا مونس و غمخوار بناؤ، خلوت کدوں کو اللہ کے ذکر سے منور کردو۔ تنہائی کے لمحات میں ذکر الٰہی کے مے کا مزہ لو۔ دنیا کی رونقوں سے دور جب الگ تھلک بیٹھو تو ذات کبریا کو اپنا جلیس و ہمنشیں بناؤ۔ پھر وہ جواباً بیابانوں میں تمہارا ذکر کرے گا۔ صحراؤں کی وسعتوں میں جہاں ہو کا عالم ہوگا وہاں تمہاری یاد کے چرچے ہوں گے۔ اگر تم کسی وقت کسی جنگل میں بھٹک جاؤ تو اللہ کی یاد تمہیں بھٹکنے نہیں دیگی وہ تمہارا مونس و غمخوار ہوگا۔

رب العزت کا ذکر الٰہی کرنے والے کو بیابانوں میں یاد کرنا اس کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے:

۱۔　وہ خلوت میں اللہ کو یاد کر رہا ہو پروردگار عالم صحراؤں، بیابانوں اور جنگلوں کی جملہ مخلوقات کو حکم دے کہ تم اس ذاکر کو یاد کرو، اس کیلئے استغفار کرو اور جب تک بندہ خدا ذکر الٰہی

کرتا رہے مخلوق خدا اس کے لیے بارگاہِ خداوندی میں دست بدعا رہے جیسے لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَمَلَائِکَتَہٗ وَاَھْلُ سَمٰوٰتِہٖ وَاَرْضِہٖ حَتَّی النَّمْلَۃِ فِیْ حَجْرِھَا حَتَّی الْحُوْتِ فِیْ بَحْرِھَا لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔(۱)

یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے فرشتے آسمانوں اور زمین میں بسنے والی مخلوق حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی اپنے سمندر میں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کیلئے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔

اگر مُعَلِّمُ النَّاسِ الْخَیْرَ کو یہ رتبہ مل رہا ہے تو ذکر الٰہی سے سرشار اور توحید الٰہی کے نشہ سے مست فرزند آدم کو یہ سعادت بھی مل سکتی ہے کہ بیابانوں کے جانور اور ریت کے ذرے اس کے لیے دعا مغفرت اور دعا رفع الدراجات کرتے ہیں۔

۲۔ خلوتوں میں یاد الٰہی کی قندیل فروزاں کرنے والا اگر کسی جنگل میں کسی مصیبت میں پھنس جائے تو اللہ کی یاد کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے رہائی کے اسباب پیدا فرمائے گا۔

ایک عجمی جوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کے ارادہ سے مدینہ منورہ آیا۔ اسے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں سو رہے ہیں۔ تھوری سی تلاش کے بعد دیکھا کہ وہ خاک پر کوڑا زیر سر رکھے سو رہے ہیں۔ اس (کفر ونفرت سے بھرے ہوئے) جوان نے آپکو اس عالم میں قتل کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور تلوار میان سے باہر نکالی، اچانک دو شیر نمودار ہوئے اور

---

(۱) احیاء العلوم الدین لا مام الغزالی صفحہ ۱۰ جلد ۱

اس کی جانب لپکے اس کی چیخیں نکل گئیں۔ حضرت عمر بیدار ہوئے۔ اس عجمی جوان نے سارا واقعہ عرض کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔(1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیز جس کا نام زایدہ تھا ایک دن لکڑیاں چننے کی غرض سے جنگل روانہ ہوئی اور لکڑیاں اکٹھی کرنا شروع کر دیں، اس نے اچانک ایک سوار کو آسمان سے زمین پر اترتے دیکھا اور اس نے کہا:

اے زایدہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں خازنِ جنت رضوان کا سلام عرض کرنا اور کہنا:

آپ کی امت کے تین گروہ ہوں گے۔

ایک گروہ بلا حساب جنت میں جائے گا۔

دوسرے گروہ کا حساب آسان کر دیا جائے گا۔

تیسرا گروہ آپ کی شفاعت سے بخش دیا جائے گا۔

یہ کہہ کر پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہوا اور دیکھا کہ زایدہ لکڑیاں اُٹھانے سے قاصر ہے۔ اس سوار (جنت کے منتظم فرشتے رضوان) نے کہا:

زایدہ! لکڑیوں کا یہ گٹھا اس پتھر پر رکھ دے۔

پھر پتھر سے کہا:

یہ گٹھا زایدہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا دے۔ پتھر خود بخود لکڑیاں لیے ہوئے حضرت عمر کے گھر تک آ گیا۔

---

(1) کشف المحجوب للعارف الہجویری رحمہ اللہ

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو صحابہ کرام کی معیت میں اُٹھے اور حضرت عمر کے دروازے تک پتھر کے آنے کے نشانات دیکھے۔

-☆-

اُذْكُرُوْنِیْ فِی الرَّخَاءِ اَذْكُرْكُمْ فِی الْبَلَاءِ

تم مجھے خوشحالی میں یاد کرو جب تم پر مصیبت آئے گی اس وقت میں تمہیں یاد کروں گا۔

خوشحالی اور فارغ البالی کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم پر موقوف ہے ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مال و دولت اور اقتدار کی فراوانی انسان کو فرعون بنا دیتی ہے۔ اسے نہ خدا یاد رہتا ہے اور نہ خدا کا رسول۔ وہ حقوق اللہ کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور حقوق العباد کو بھی پامال کرتا ہے۔ لیکن جو فرد بشر خوشحالی کے وقت اپنے پروردگار کو یاد رکھے۔ جب مال و دولت کی فراوانی ہو اس کا سر نیاز اللہ کے دربار میں اور جھک جائے تو وہ عظیم انسان ہے۔

جو آدمی خوشحالی میں اللہ رب العزت کو یاد رکھے۔ اس کی جبین نیاز اسی ذات کبریا کی بارگاہ میں جھکے تو جب اس پر تنگدستی کا وقت آئے یا مصیبت و پریشانی کا وقت آئے تو اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق اسے ان لحات میں ضرور یاد فرماتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے بے حساب مال و دولت عطا فرمایا تھا اور وہ بھی راہِ خدا میں بے دریغ لٹاتے تھے کوئی بھی سائل ان کے دربار سے محروم نہ جاتا تھا۔ ان کی ان خصوصیات کے پیش نظر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان پر جو کرم کیا اس کا مشاہدہ کیجئے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کو دیکھا اوّل رات سے لے کر طلوع فجر تک کہتے رہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ عَنْهُ فَارْضَ۔(۱)

جب ان پر پریشانی کا وقت آیا بلوائیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا آپ کا پانی بند کر دیا اور آپ کو شہید کرنے کے درپے ہوئے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں یاد کیا۔ اس خدائی یاد کا انوکھا انداز ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب دشمنوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر دیا تو میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا۔

آپ نے فرمایا: بھائی! بہت اچھا کیا آ گئے ہو۔

میں نے اس کھڑکی میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

عثمان! تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)

اس پر آپ نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

---

(۱) تکریم المومنین از نواب صدیق حسن خان بھوپالی صفحہ ۸۵

اگر تم چاہو تو ان کے مقابلہ میں مدد کی جائے اور اگر تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس آ کر افطار کرو۔

میں نے عرض کی:

یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں آپ کی خدمت میں حاضری چاہتا ہوں۔

اسی دن آپ کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔[1]

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی خوشحالی کے دور میں اپنے پروردگار کو یاد کیا تو اللہ رب العزت نے اپنے وعدہ کے مطابق مصیبت میں انہیں یاد کیا اور خدائی یاد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حالت بیداری میں دیدار کا روپ دھار گئی اور شہادت کی موت مقدر کر گئی۔

-☆-

اُذْكُرُوْنِیْ بِمُجَاهَدَتِیْ اَذْكُرْكُمْ بِهِدَایَتِیْ

تم مجھے جہاد و مجاہدہ سے یاد کرو میں تمہیں اپنی ھدایت سے یاد کروں گا۔

کفار و مشرکین مسلمانوں کے ظاہری دشمن ہیں اور نفس و شیطان اس کے باطنی دشمن ہیں۔ ظاہری و باطنی اعداء کے خلاف جہاد کا حکم ہے اور جو سعید روح ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے حریم ناز تک رسائی کے راستوں پر گامزن کر دیتا ہے اور اپنی تجلیات سے بہرہ ورفرماتا ہے۔

اَلْجِهَادُ وَالْمُجَاهَدَةُ : اِسْتِفْرَاغُ الْوَسْعِ فِیْ مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ

(۱) زیارت نبی بحالت بیداری از محمد عبد المجید صدیقی صفحہ ۸۵

دشمن کے مقابلہ میں اپنی ساری قوت وطاقت کا استعمال کرنے کا نام جہاد اور مجاھدہ ہے۔

شہر انطاکیہ میں لوگوں کی ہدایت کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دو حواری روانہ فرمائے۔ لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کی اعانت کے لیے ایک تیسرے حواری کو روانہ کیا لیکن وہ بدقسمت لوگ نہ مانے اور وہ انہیں اپنے لیے فالِ بد سمجھنے لگے اور یہاں تک دھمکی دی کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا اور تمہیں دردناک اذیتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ شہر انطاکیہ کے پرلے کنارے سے ایک مومن حالات کی نزاکت کو سمجھتا ہوا ان کے پاس آیا:

قال یقوم اتبعوا المرسلین اتبعوا من لا یسئلکم اجراً وھم تھتدون۔[1]

اس مومن نے کہا اے میری قوم پیروی کرو رسولوں کی اور اتباع کرو ان مقدس افراد کی جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اس مرد مجاہد نے یہاں تک بس نہ کی بلکہ مزید کہا:

میں اس پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور ہم سب نے اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ پھر اس نے ان کے بتوں کی مذمت شروع کر دی۔

لوگ تو پہلے ہی مشتعل تھے ادھر ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا ادھر اس مردِ حق آگاہ نے کہا:

اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ۔[2]

کان کھول کر سن لو میں اس پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے۔

---

(۱) سورہ یٰسین آیت ۲۰-۲۱

(۲) سورہ یٰسین آیت ۲۵

بپھرے ہوئے لوگوں نے ہاتھوں میں پتھر اٹھائے اور اس مرد مجاہد پر پتھروں کی بارش شروع کر دی اور وہ مرد مجاہد کلمہ حق بلند کرتے کرتے جان جانِ آفریں کے حوالے کر گیا۔

اس شخص نے جس کے اندر ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جہاد سے دشمن سے ٹکر لے کر اس وحدہٗ لاشریک کا ذکر کیا۔

اب اللہ نے اپنے وعدہ کے مطابق اسے کس طرح یاد کیا ملاحظہ ہو:

خون کے پیاسے طیش میں آئے ہوئے لوگ اس پر سنگ باری کر رہے ہیں اور وہ اس شہید راہِ حق کو دلنواز آواز آ رہی ہے۔

اے میری بندے! آ جا میری جنت میں اور اس کی بہاریں تیری منتظر ہیں۔

میرے جلوے تیری بیتاب نگاہوں کو جام وصال پلانے کے لیے اپنے حسن سے نقاب الٹنے والے ہیں۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ[1]

بیہقی وقت حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قَالَ الْحَسَنُ فَاَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَهُوَ حَيّيٌ" يُرْزَقُ.[2]

اللہ نے اس مرد مجاہد کو اپنے دیدار کی جگہ جنت میں داخل فرما دیا اور وہ زندہ ہے اور اللہ کی نعمتوں سے شادکام ہو رہا ہے۔

-☆-

(۱) سورہ یٰسین آیت ۲۶

(۲) التفسیر المظہری للقاضی پانی پتی صفحہ ۷۹ جلد ۸

فَاذْکُرُوْنِیْ بِمُجَاھَدَتِیْ اَذْکُرُکُمْ بِھِدَایَتِیْ

تم مجھے جہاد و مجاہدہ میں یاد کرو میں تمہیں تمہارے مطلوب تک پہنچا کر یاد کرونگا۔

علامہ قزوینی لکھتے ہیں:

جب اہل انطاکیہ نے انہیں شہید کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان بدنصیبوں کو ہلاک کردیا۔ انطاکیہ میں مومن اور کافر دونوں آباد تھے۔ وہ خوفناک کڑک جس نے کفار کو موت کے گھاٹ اتار دیا، اہل ایمان کو اس سے محفوظ رکھا گیا۔ یہاں تک کہ جو اہل ایمان محوخواب تھے وہ بدستور سوتے رہے ان کی آنکھ بھی نہ کھلی۔

انطاکیہ کے بازار میں ایک مسجد ہے جس کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے اس کے صحن میں ان کا مزار پرانوار ہے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔

علامہ شہاب الدین یاقوت حموی لکھتے ہیں:

وَبِاَنْطَاکِیَةَ قَبْرُ حَبِیْبِ النَّجَّارِ یُقْصَدُ مِنَ الْمَوَاضِعِ الْبَعِیْدَةِ وَقَبْرُہٗ یُزَارُ[1]

شہر انطاکیہ میں حبیب نجار کا مزار پرانوار ہے، دور دور سے لوگ مزار پرانوار پر حاضری کی نیت سے آتے ہیں اور مزار کی زیارت سے سعادت مند ہوتے ہیں۔

-☆-

اُذْکُرُوْنِیْ بِالصِّدْقِ وَالْاِخْلَاصِ اَذْکُرُکُمْ بِالْخَلَاصِ وَمَزِیْدِ الْاِخْتِصَاصِ

تم مجھے صدق و اخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اور اپنا مزید مقرب بنا کر یاد کروں گا۔

---

(۱) معجم البلدان لیاقوت صفحہ ۲۶۹ جلد ا

جو عمل بھی صدق اخلاص سے کیا جائے اور جس فعل میں خلوص وللّٰہیت کی مہک ہو وہ عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور ایسا عمل ذکر الٰہی کے ذمرے میں آتا ہے۔اس وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں کثرت مطلوب نہیں بلکہ وہاں کیفیت مطلوب ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ

تمہاری ان قربانیوں کا اللہ کو نہ گوشت پہنچتا ہے نہ خون لیکن اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

جو ذکر وفکر اور عبادت ریاکاری اور دکھلاوے کے داغ سے داغدار نہ ہو بلکہ خلوص وللّٰہیت کی چمک سے منور ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو پریشانیوں اور مصائب سے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے مزید اپنے لطف وکرم سے سرفراز فرماتا ہے۔

اذا کان یوم القیامة جاء اقوام والناس فی الحساب قدانبت اللّٰہ لهم اجنحة خضرا فساقطوا علٰی حیطان الجنة فتعول لهم خزنة الجنة من انتم؟ فیقولون نحن من ولد آدم فیقولون هل شهدتم الحساب قالوا لاقالوا أعبرتم الصراط قالوا لا قالوا لهم فیم نلتم هذه المنزلة قالوا کنا نعبداللّٰہ سرا وادخلنا الجنة سراً۔(۱)

قیامت کے دن لوگ حساب دینے میں مشغول ہونگے کچھ خوش نصیب لوگوں کو اللہ سبز رنگ کے پر عنایت فرمائے گا وہ اڑیں گے اور جنت کی دیواروں کے اوپر سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

---

(۱) مسند الفردوس الدیلمی صفحہ ۲۵۵ جلد ۱

جنت کے منتظم فرشتے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم انسان ہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم حساب و کتاب سے فارغ ہو چکے ہو۔ وہ کہیں گے نہیں ہم سے تو کسی نے حساب لیا ہی نہیں۔ پھر وہ پوچھیں گے کیا تم نے پل صراط عبور کیا۔ وہ جواب دیں گے نہیں۔ وہ فرشتے سوال کریں گے تم نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ وہ جواب دیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی بندگی ریا کاری سے بچتے ہوئے چھپ چھپ کر کرتی تھے۔ اللہ نے ہمیں بھی خفیہ طریقہ سے جنت میں داخل فرمادیا۔

تم مجھے صدق واخلاص سے یاد کرو میں تمہیں مصائب سے چھٹکارا دلا کر اور مزید کرم نوازیوں سے سرفراز کر کے یاد کروں گا۔

-☆-

اُذْكُرُوْنِىْ بِالرَّبُوْبِيَّةِ فِى الْفَاتِحَهِ اَذْكُرْكُمْ بِالرَّحْمَةِ وَالْعُبُوْدِيَّةِ فِى الْخَاتِمَةِ

ہر کام شروع کرتے وقت تم میری ربوبیت کا اقرار کر کے مجھے یاد کرو تو کام کے اختتام پر میں تمہیں اپنی رحمت اور عبودیت کا مزہ دیکر یاد کروں گا۔

روزہ دار روزہ کی ابتداء اللہ کی ربوبیت کے اقرار سے کرتا ہے۔ جب اس کے روزہ کی انتہا کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت اور عبودیت کا کیف عطا فرماتا ہے۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَة" عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَة" عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ.

روزہ دار کے مقدر میں دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوسی تو اسے روزہ افطار کرتے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اسے اس وقت ملے گی جب وہ اپنے اللہ سے ملاقات کرے گا۔

روزہ دار پر اللہ کا کرم صرف روزہ کی انتہا پر ہی نہیں ہوگا بلکہ جب ہر فانی چیز اپنی انتہا کو پہنچ کر فنا ہو چکی ہوگی تو اس وقت اللہ اس پر اپنی ملاقات کے روپ میں کرم فرمائے گا۔ وہ مردانِ خود آگاہ جو ہر کام شروع کرتے وقت اللہ کو یاد کرتی رہے ہر چھوٹا بڑا کام نام خدا سے شروع کرتے رہے جب انکی اپنی زندگی کا آخری وقت آیات تو اللہ رب العزت نے انہیں اس شان سے یاد کیا کہ وہ اسی کا نام جپتے جپتے عالم بالا کو سدھار گئے۔ تم مجھے ہر کام کے آغاز میں یاد کرو میں تمہیں ہر کام کے اختتام پر یاد کروں گا۔

معیت الٰہی میں

وہ فرزند آدم واقعی خلیفۃ اللہ ہے جسے معیت الٰہی نصیب ہو، اللہ رب العزت کی ہمنشینی وہ سرمایہ ہے جس کی نظیر نہیں۔

آج کسی سرمایہ دار یا اعلیٰ افسر کا ہمنشین اتراتا پھرتا ہے اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی نظروں میں بلند ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر شخص پر یہ بات واضح کرتا ہے کہ میں تنہا نہیں، بے آسرا نہیں۔ اگر کسی نے میری طرف غلط نظروں سے دیکھا تو اسے اپنے کیے کی خود سزا بھگتنا پڑے گی۔

لیکن وہ روح ارجمند جسے معیت الٰہی نصیب ہے اس کی سوچ کا انداز ہ یکسر مختلف ہوتا ہے۔ اترانا اور تکبر کرنا اس کی لغت سے خارج ہوتا ہے وہ ہر ایک فرد سے بڑی خندہ پیشانی سے ملتا ہے اس کی ملاقات میں اخوت ومحبت کی مہک ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کی ہمنشینی کے آداب سے واقف ہے اسے معلوم ہے کہ ساری کائنات میرے مالک کی تخلیق ہے اور وہ اس حوالہ اور مناسبت سے ان سے محبت والفت سے پیش آتا ہے۔

وہ سعادت کا امیں سراپا عجز وانکساری بن جاتا ہے، وہ خودنمائی سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ یہ عجز وانکساری اس کے معبود کو محبوب ہے اور بندہ وہی کام سرانجام دیتا ہے جس سے اپنے آقا ومولیٰ کی محبت کو خرید ا جا سکے۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ذکرالٰہی کرنے والوں کواسی سعادت سے متصف قرار دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ اَبَاالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنَامَعَ عَبْدِیْ مَاذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاهُ۔[1]

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے انعامات الٰہیہ کے قاسم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب تک وہ مجھے یاد کرتا رہے اور میری وجہ سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے رہیں۔

-☆-

اللہ کا ذکر کرنے والا انعامات واحسانات الٰہیہ کی وہ دولت اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے جس کی مثال اس عالم آب وگل میں نہیں وہ اس ناپائیدار دنیا میں ہوتے ہوئے حیی وقیوم کی ہمنشینی کے مزے لیتا ہے۔

وہ زبان کتنی پاکیزہ ہے جس سے ذکرالٰہی کا چشمہ پھوٹ رہا ہو۔اسی ایک زبان کے عمل سے اللہ تعالیٰ کل وجودِ انسانی پر کرم کرتا ہے اور انسان کا سارا وجود اس ذات حق کے قرب کے فیض سے مستفیض ہوتا ہے۔

اب بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کو یاد کرے اگر قالب کی زبان کسی وقت رک

(۱) مسند الامام احمد صفحہ ۵۴۰ جلد ۱/شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۳۹۱ جلد ۱
شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۱۳ جلد ۵/الصحیح للبخاری صفحہ ۴۱۷

جائے یعنی کھاتے پیتے یا سوتے وقت تو قلب کی زبان کو ذکر پروردگار کا خوگر بنائے بلکہ ہر موکی زبان سے ذکر الٰہی کرے کیونکہ ایک وقت آئے گا جب منہ کی زبان بند ہو جائے گی اور لوگ اسے مردوں کی فہرست میں شمار کریں گے لیکن اگر قلب کی زبان اس زندگی میں جاری ہوگئی تو قبر کی دیواروں میں بھی وہ جاری رہے گی اور منکر نکیر قبر میں سوال کرنے والے فرشتے اس کا امتحان نہیں لیں گے بلکہ اس کی توقیر و تعظیم کریں گے۔

وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ.

ہونٹوں کا ذکر الٰہی سے حرکت کرتے رہنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ رب العزت ایسے شخص سے راضی ہے اور وہ اس کی خصوصی کرم نوازیوں کا مستحق ہے لیکن اس حدیث پاک میں تَحَرَّكَتْ بِذِكْرِیْ شَفَتَاهُ. تحرکت بذکری شفتاء کی بجائے وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ کے الفاظ ہیں جس کا معنی و مفہوم ہے میری وجہ سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بندۂ خدا ہر کام میں رضائے الٰہی کا طلب گار ہو اور اس کی ہر حرکت حصول رضائے الٰہی کیلئے ہو تو یقیناً اس کا بولنا، کسی کو وعظ و نصیحت کرنا، کسی اجنبی کی دلجوئی کے لیے اس سے گفتگو کرنا یہ سب کچھ اللہ کے لیے ہوگا اور اس کے ذکر کے زمرہ میں شامل ہوگا اور ایسے شخص کو بھی اس نے اسی سعادت سے بہرہ ور فرمایا جو اس نے اپنے ذکر کرنے والے کو عطا فرمائی ہے یعنی جب تک میرے بندے کو میری وجہ سے ہونٹ حرکت کرتے رہیں گے اس وقت تک میں اس کے ساتھ ہوں گا۔

بحر العلوم ملا علی قاری رحمہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَنَاهِيْكَ عَنْ فَضِيْلَةِ الذِّكْرِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاَنَا جَلِيْسُ

مَنْ ذَكَرَنِيْ وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِيْ الحديث وغير ذلک وَلِذَاقَالَ الْغَزَالِيُّ -رَحِمَهُ اللّٰهُ- بَعْدَ مَادَخَلَ فِي مَقَامِ الذِّكْرِ ضَيَّعْتُ قِطْعَةً مِنَ الْعُمْرِ فِي الْوَجِيْزِ وَالْوَسِيْطِ وَالْبَسِيْط بَلْ يَعُدُّ الْعَارِفُوْنَ الْغَفْلَةَ مِنْ اَنْوَاعِ الرِّدَّةِ وَلَوْ خَطَرَ عَلٰى سَبِيْلِ الْمُبَالَغَةِ كَمَا قِيْلَ وَلَوْ خَطَرَتْ فِي سِوَاكَ اِرَادَةٌ" عَلٰى خَاطِرِيْ سَهْواً حَكَمْتُ بِرِدَّتِيْ.[1]

فضیلت ذکر سے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہی کافی ہے ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا'' اور میں اس آدمی کا ہمنشیں ہوں جس نے مجھے یاد کیا اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے۔ یہ حدیث اور اس کے علاوہ بھی بے شمار حدیثیں اس عظمت ذکر کو واضح کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ذکر میں داخل ہونے کے بعد فرمایا میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ الوجیز، الوسیط اور البسیط (کی تحریر) میں ضائع کر دیا بلکہ عرفا تو غفلت کو علی سبیل المبالغہ ارتداد کی ایک قسم شمار کرتے ہیں اگرچہ لمحہ بھر کے لیے ہو، جیسے کسی کا قول ہے (اے اللہ) اگر میری دل میں تیرے علاوہ کسی اور کا ارادہ بھول کر بھی آ جائے تو میں اپنی ذات پر ارتداد کا حکم لگا دوں گا۔

حضرت محمد بن النضر خلوت پسند تھے اور ہمیشہ تنہائی میں رہتے تھے۔ عبادت الٰہی سے لطف ولذت لیتے تھے اور ذکر الٰہی کے انوار ان میں چمکتے تھے۔

قِيْلَ لِمُحَمَّدِبْنِ النَّضْرِ اَمَاتَسْتَوْحِشُ وَحُدَکَ قَالَ كَيْفَ اَسْتَوْحِشُ وَهُوَ يَقُوْلُ اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ.[2]

(۱) المرقاۃ للعلی القاری صفحہ ۶۳ جلد ۵

(۲) جامع العلوم والحکم صفحہ ۴۱۹

ایک دن محمد بن النضر سے کہا گیا، کیا تنہائی میں بیٹھے ہوئے آپ کو وحشت محسوس نہیں ہوتی تو انہوں نے جواباً کہا مجھے کیسے وحشت محسوس ہو حالانکہ اس اللہ نے کہا ہے جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہمنشیں ہوں۔

وحشت تو اسے محسوس ہو جو سب سے الگ تھلگ ہو اور اس کا کوئی مونس و غمخوار نہ ہو لیکن جو شخص قرب خداوندی کی دولت سے مالا مال ہو اسے وحشت کہاں؟

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ رب العزت سے بغیر کسی واسطہ کے کلام کیا کرتے تھے، اس رسول معظم کلیم اللہ نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

اَقَرِیب'' اَنْتَ فَأُنَاجِیکَ اَمْ بَعِید'' فَأُنَادِیکَ فَاِنِّیْ اُحِسُّ حِسَّ صَوْتِکَ وَلَا اَرَاکَ فَاَیْنَ اَنْتَ فَقَالَ اللّٰہُ اَنَا خَلْفَکَ وَاَمَامَکَ وَعَنْ یَمِیْنِکَ وَعَنْ شِمَالِکَ یَامُوْسٰی اَنَاجَلِیْسُ عَبْدِیْ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِیْ۔[1]

اے میرے پروردگار! کیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے مناجات کروں یا تو دور ہے کہ میں تجھے ندا دوں یقیناً میں تیری آواز کو محسوس کرتا ہوں اور میری نظریں تجھے دیکھ نہیں رہیں۔ اے میرے اللہ! تو کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تیرے آگے پیچھے ہوں اور تیرے دائیں بائیں ہوں۔ اے موسیٰ! میں تو اپنے بندی کا ہمنشین ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

---

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۳۴۳ جلد ا وقال اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس

حفاظت الٰہی میں

انسان کے دشمن بے شمار ہیں اور وہ ہر وقت اس کوشش میں کہ کوئی ایسا موقع آئے انسان کونقصان پہنچایا جائے۔دشمن کا کام دشمنی کرنا ہےاس سے خیر کی توقع عبث ہے۔دشمن ہر وہ عمل کرے گا جو پریشانی اور مصیبت کا سبب بنے۔دانا و بینا انسان وہ ہے جو ہر وقت اپنے دشمن سے ہوشیار رہےاسے ایسا کوئی موقع فراہم نہ کرے جس سے وہ فائدہ اٹھا کراس کا اطمینان چھین لےاوراسے کرب ناک کیفیت میں مبتلا کردے۔

شیطان انسان کا ازلی وابدی دشمن ہےاس کی یہ خواہش اورکوشش ہے کہ اس سے اس کی اصلی دولت ایمان چھین لی جائے وہ فرزند آدم کونعمت ایمان سے محروم کرنے کے لیے ہرحربہ استعمال کرتا ہے۔کبھی دشمنی کے لباس میں آتا ہےتو کبھی دوستی کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے،کبھی مونس وہمدرد بن جاتا ہےاور یارومددگار کا لبادہ اوڑھ کرآتا ہے وہ ہرطریقہ آزما کرانسان کو صراطِ مستقیم سے پھسلانا چاہتا ہے۔

اگرانسان اس کے فریب میں آجائے اوراس سے دھوکہ کھاجائے تو اسے اپنا انجام نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہیے سوائے ہلاکت وبربادی اور دین وایمان میں فساد کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا۔

اس ازلی دشمن سے بچاؤ کا طریقہ سوچنا ہرسلیم الفطرت پر لازم ہے۔اللہ اوراس کے

رسول اور مقربین بارگاہِ الٰہی نے اس سے حفاظت کا ایک سہل اور آسان طریقہ بتایا ہے اور وہ ہے ذکر الٰہی۔

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو وعظ و نصیحت میں مصروف تھے دورانِ وعظ آپ نے انہیں فرمایا:

آمُرُکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ کَثِیْراً وَمَثَلُ ذٰلِکَ کَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَہُ الْعَدُوَّ سِرَاعاً فِی اَثْرِہٖ حَتّٰی اَتٰی حَصْناً حَصِیْناً فَأَحْرَزَ نَفْسَہٗ فِیْہِ وَکَذٰلِکَ الْعَبْدُ لَایَنْجُو مِنَ الشَّیْطٰنِ اِلَّا بِذِکْرِہٖ۔[1]

میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اسکی مثال ایسے ہے جیسے ایک آدمی کو پکڑنے کیلئے اس کے دشمن تیزی سے اس کے پیچھے لپکے وہ آدمی ایک مضبوط قلعہ میں آ گیا اور اس نے اپنے آپ کو قلعہ میں محفوظ کر لیا اور ایسے ہی بندہ خدا شیطان کی دشمنی سے نہیں بچ سکتا سوائے ذکر الٰہی کے قلعہ میں پناہ لے کر۔

دشمن اگر مسلح ہو کر انسان پر حملہ آور ہو اور وہ ایک مضبوط و مستحکم قلعہ میں آ کر پناہ گزیں ہو جائے تو دشمن کے تابڑ توڑ حملے بھی اسے گزند نہیں پہنچا سکتے تاوقتیکہ قلعہ کی دیواروں میں شگاف پڑ جائے۔ اسی طرح انسان پر جب اس کا سب سے بڑا دشمن شیطان حملہ آور ہو اور وہ انسان ذکر الٰہی کے قلعہ میں پناہ گزیں ہو جائے تو ابلیس کے حملے اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے اور ذکر الٰہی وہ مضبوط قلعہ ہے ایک نہیں ہزاروں شیطان بھی اس میں شگاف نہیں ڈال سکتے۔ ہاں اگر انسان خود ہی ذکر الٰہی کے قلعہ سے باہر نکل آئے تو اس کی بدنصیبی ورنہ ذکر الٰہی کی موجودگی میں اس

---

(۱) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۲ جلد ۱

ابلیس کی ہزار ہا شرارتیں اسے ذرا نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

ابوالخلاد مصری کہتے ہیں: مَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ دَخَلَ فِي حَصْنٍ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَدْ دَخَلَ حَصْنَيْنِ وَمَنْ جَلَسَ فِي حَلْقَةٍ يُذْكَرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيهَا فَقَدْ دَخَلَ فِي بَيْتِهٖ ثَلَاثَ حُصُوْنٍ۔[1]

جو شخص اسلام میں داخل ہوا وہ ایک حفاظتی قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو شخص مسجد میں داخل ہوا وہ دو قلعوں میں داخل ہو گیا اور جو ایسے حلقے میں داخل ہوا جس میں ذکر الٰہی کیا جا رہا تھا وہ یقیناً اپنے گھر میں ہوتے ہوئے تین قلعوں میں داخل ہو گیا۔

اسلام اور مسجد میں دخول سے جو انسان دو قلعوں میں داخل ہوتا ہے ان دونوں قلعوں کی حفاظت بھی ذکر الٰہی سے ہے۔ اگر انسان ذکر نہ کرے تو ہو سکتا ہے شیطان مسلسل کوشش اور محنت سے ان قلعوں میں شگاف ڈال کر انہیں بے کار کر دے۔ دین وایمان کی حفاظت کے لیے ذکر الٰہی بہت بڑی دولت ہے۔ اگر ذکر الٰہی کا قلعہ نہ ہو تو شیطان کے لیے ایمان کی دولت چرانا اتنا مشکل نہیں۔

شیطان انسان کو اپنے دامن میں پھنسانے کے لیے جو سب سے پہلے حملہ کرتا ہے وہ وسوسہ کا حملہ ہے۔ وساوس اگر کثرت سے ہوں تو وہ انسان کو صراط مستقیم سے دور کر دیتے ہیں۔ ان وساوس سے بچنے کیلئے بھی ذکر الٰہی ضروری ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ وَاضِعٌ" خَطْمَهٗ فِي قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ خَنَسَ وَاِذَا نَسِيَ الْتَقَمَ قَلْبَهٗ۔[2]

(۱) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۱

(۲) شعب الایمان للبیہقی صفحہ ۴۰۳ جلد ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً شیطان اپنی چونچ فرزند آدم کے دل میں رکھے ہوئے ہے جب انسان ذکر الٰہی کرتا ہے تو یہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب انسان ذکر الٰہی بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے دل سے اثرات خیر نگلنا شروع کر دیتا ہے۔

غافل انسان کا دل شیطان کا دستر خوان ہوتا ہے۔ جب تک اس دل میں اثرات خیر رہیں گے شیطان نگلتا رہے گا اور جب جملہ خیر کو وہ نگل جائے گا تو اس وقت ایمان کہاں رہے گا۔ اس لیے ایمان کی حفاظت کے لیے بھی ذکر الٰہی ضروری ہے تاکہ شیطان انسان سے دور رہے اور اس کے ایمان کی دولت سلامت رہے۔

بحر العلوم علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ ایک عارف کی زبانی وسوسہ شیطان کا منظر پیش کرتے ہیں:

عَنْ بَعْضِ الْعَارِفِيْنَ اَنَّهٗ سَأَلَ اللّٰهَ اَنْ يَكْشِفَ لَهٗ عَنْ كَيْفِيَّةِ وَسْوَسَةِ الشَّيْطٰنِ لِلْقَلْبِ فَرَاٰهُ جَاثِماً تَحْتَ غُضْرُوْفِ الْكَتِفِ الْاَيْسَرِ كَالْبُعُوْضِ لَهٗ خُرْطُوْم" طَوِيْل" يَدُسُّهٗ ثُمَّ اِلٰى اَنْ يَصِلَ الْقَلْبَ فَاِنْ رَاٰهُ ذَاكِراً خَنَسَ وَكَفَّ عَنْهُ اَوْ غَافِلاً مَدَّ خُرْطُوْمَهٗ اِلَيْهِ وَاَلْقٰى فِيْهِ مِنْ جِنَايَتِهٖ۔[1]

کسی عارف نے اللہ رب العزت سے عرض کی شیطان کے دل میں وسوسہ ڈالنے کی کیفیت منکشف فرما دے۔ چنانچہ اس نے دیکھا کہ بائیں کندھے کی ہڈی کے نیچے گھٹنے ٹیکے ہوئے مچھر کی طرح بیٹھا ہے اور اس کی لمبی سونڈ ہے جسے وہ دبا کر دل تک پہنچاتا ہے۔

---

[1] (المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۷۰ جلد ۵)

جب انسان کو ذاکر پاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور وسوسہ ڈالنے سے رک جاتا ہے اور جب اسے غافل پاتا ہے تو اپنی سونڈ اس کے دل کی طرف بڑھاتا ہے اور گناہ و معصیت کی باتیں اس میں ڈالتا ہے۔

شیطان کے وساوس اور اسکی دخل اندازیوں سے بچنے کا بہتر نسخہ ذکر الٰہی ہے۔ انسان جب اپنے گھر سے باہر نکلتا ہے تو مختلف حالات وواقعات کے پیش نظر اس کا شیطان کے قابو میں آنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے بھی ذکر الٰہی لازم ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ يَعْنِيْ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ كُفِيْتَ وَهُدِيْتَ وَوُقِيْتَ تَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ لِشَيْطَانٍ اٰخَرَ كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْهُدِيَ وَكُفِيَ وَوُقِيَ۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ کہے "اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں اور اسی پر میرا بھروسہ ہے کسی شر سے بچنے اور کسی خیر کے حاصل کرنے میں کامیابی اللہ ہی کی توفیق سے ہے" تو فرشتے اس آدمی سے کہتے ہیں اے اللہ کے بندے! تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے اور تجھے ہدایت نصیب ہے اور تیری حفاظت ونگرانی کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ اس وقت شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے پھر وہ دوسرے شیطان سے کہتا ہے اب تو اس آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسے تو ہدایت مل چکی ہے اور اسے کفایت کی نوید سنائی جا چکی ہے اور اسکی حفاظت ونگرانی کا وعدہ ہو چکا ہے۔

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۰ وقال اخرجہ ابوداؤد، نسائی، ترمذی وقال حدیث حسن

اس حدیث پاک کو دوبارہ پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ گھر سے نکلتے وقت ذکرِ الٰہی کرنے والے کی کس طرح حفاظت کی جاتی ہے۔

سُبْحَانَ مَنْ شَرَّفَ الْاِنْسَانَ بِهٰذِهِ السَّعَادَاتِ الْمُبَارَكَةِ.

حضرت عبداللہ بن ضمرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے بعینہٖ یہی چیز اس طرح روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

جب آدمی اپنے گھر کی دہلیز سے باہر قدم رکھتے ہی بسم اللہ کہتا ہے تو اللہ کا فرشتہ اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

هُدِيْتَ - اللہ کی جانب سے ہدایت مبارک ہو!

اور جب وہ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ کہتا ہے

تو وہی فرشتہ اسے پھر مخاطب ہو کر گویا ہوتا ہے

اے فرزندِ آدم! اگر تو نے اپنے جملہ امور اللہ کی مرضی پر سونپ دیے ہیں اور اسی کی ذات یکتا پر بھروسہ کر کے نکل رہا ہے تو سن لے وہ پروردگار تجھے کافی ہے۔

اور جب وہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتا ہے

تو وہی فرشتہ پھر بولتا ہے

اے فرزندِ آدم! اب بے فکر ہو کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جا، کیوں کہ تیری حفاظت و نگرانی خود احکم الحاکمین نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

انسان کے دشمن شیاطین سراسیمہ ہو کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں پلٹ جاؤ اس آدمی پر اب تمہارا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اسے ہم کیسے قابو میں کر سکتے ہیں جسے اللہ کی طرف کفایت

وہدایت مل گئی اور رب العٰلمین نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔ [1]

رات کو انسان جب بستر پر دراز ہونے لگتا ہے اس وقت شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے قابو میں کیا جائے کیونکہ نیند ایک طرح کی غفلت ہے اور غفلت شیطان کو محبوب ہے لیکن اگر بندہ مومن سوتے وقت اللہ رب العزت کو یاد کرلے تو پھر اس کا سونا غفلت نہیں رہتا بلکہ وہ بھی ذکر کے زمرہ میں شامل ہوجاتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا آوَى الْاِنْسَانُ اِلٰى فِرَاشِهٖ ابْتَدَرَهُ مَلَكٌ" وَشَيْطٰنٌ" فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ اخْتِمْ بِخَيْرٍ وَيَقُوْلُ الشَّيْطٰنُ اخْتِمْ بِشَرٍّ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى حَتّٰى يَغْلِبَهٗ يَعْنِي النَّوْمَ طَرَدَ الْمَلَكُ الشَّيْطٰنَ وَبَاتَ يَكْلَؤُهٗ۔ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب انسان سونے کے لیے اپنے بستر پر دراز ہونے لگتا ہے تو فرشتہ اور شیطان جلدی جلدی اس کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ فرشتہ اس سونے والے سے کہتا ہے بیداری کی گھڑیوں کو خیر ونیکی سے اختتام تک پہنچا اور شیطان اس سے کہتا ہے بیداری کی گھڑیوں کو شر اور گناہ سے ختم کر پس جب وہ اللہ تعالٰی کے ذکر میں مگن ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے تو اللہ کا فرشتہ شیطان کو وہاں سے بھگا دیتا ہے اور ساری رات اس ذاکر کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۱

(۲) الوابل الصیب لابن قیم الجوزیہ صفحہ ۱۱۲

ذکرِ الٰہی سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھنے والے خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ کس شان سے حفاظت میں رکھتا ہے ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَضَعَ الْعَبْدُ جَنْبَهٗ عَلٰی فِرَاشِهٖ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ اٰمَنَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمِنْ كُلِّ شَیْئٍ.(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب اللہ کا بندہ بستر پر سونے لگے تو اللہ کا نام لے کر سوئے اور فاتحۃ الکتاب پڑھے تو وہ جنات، انسانوں اور ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ فطر کی حفاظت کے لیے مامور فرمادیا، تو رات کے وقت شیطان آیا اور اس نے چلو بھر بھر کر اپنی جھولی بھرنی شروع کردی میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔

اس نے کہا: مجھے چھوڑ دے میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ میرے اہل وعیال کا نفقہ ہے اور مجھے حاجت شدیدہ لاحق ہے۔

حضرت ابوھریرہ فرماتے ہیں میں نے اس کی اس بات کو سنا اور چھوڑ دیا۔ صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابو ہریرہ! گذشتہ رات کے اسیر نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

---

(1) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۱

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے رات کا سارا ماجرا عرض کر دیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے وہ دوبارہ آئے گا۔

دوسرے دن پھر وہ آیا، حضرت ابوھریرہ نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر منت سماجت شروع کی۔ آپ نے پھر اسے چھوڑ دیا۔

صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ نے حضرت ابوھریرہ سے پھر رات والے اسیر کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ساری سرگذشت عرض کر دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ پھر آئے گا۔

تیسری رات وہ پھر اسی طرح مالِ صدقہ چرا رہا تھا کہ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور فرمایا اب میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا:

دَعْنِیْ اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتَ مَاهُوَ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ فَاِنَّکَ لَنْ یَزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ" وَلَا یَقْرُبُکَ شَیْطٰنٌ" حَتّٰی تُصْبِحَ.

مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات بتاتا ہوں کہ جن کے ذریعے اللہ تجھے نفع عطا فرمائے گا۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں اس نے جواب دیا جب تو سونے لگے تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ ایسا کرنے سے صبح تک اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر ہوگا اور شیطان تیرے نزدیک نہیں آسکے گا۔

صبح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سب کچھ عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

اَمَااِنَّهٗ قَدْ صَدَقَکَ وَهُوَ کَذُوْب "۔[1]

ہاں اس نے تم سے سچی بات کہہ دی ہے حالانکہ وہ خود جھوٹا ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات عیاں ہوئی کہ ذکر الٰہی کر کے سونے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور ابلیس اس کے نزدیک تک نہیں جا سکتا۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ بَيْنَا رَجُل " مُسَافِر " اِذْمَرَّ بِرَجُلٍ نَائِمٍ وَرَاٰى عِنْدَهٗ شَيْطَانَيْنِ فَسَمِعَ الْمُسَافِرُ اَحَدَ الشَّيْطَانَيْنِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ فَافْسَدْ عَلٰى هٰذَا النَّائِمِ قَلْبَهٗ فَلَمَّادَ نَامِنْهُ رَجَعَ اِلٰى صَاحِبِهٖ فَقَالَ لَقَدْنَامَ عَلٰى آيَةٍ مَالَنَا اِلَيْهِ سَبِيْل " فَذَهَبَ اِلَى النَّائِمِ فَلَمَّا دَنَامِنْه رَجَعَ فَقَالَ صَدَقْتَ ۔[2]

حضرت عکرمہ بیان فرماتے ہیں ایک مسافر حالت سفر میں ایک سوئے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرا اور اس کے قریب دو شیطان دیکھے۔ اس مسافر نے سنا کہ ایک شیطان دوسرے شیطان سے کہہ رہا تھا جاؤ اور اس سوئے ہوئے آدمی پر اس کا دل فاسد کر دو۔ جب وہ اس کے قریب گیا تو واپس آ گیا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ قرآن کریم کی ایک آیت پڑھ کر سویا ہے اس لیے ہمارا اس پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ وہ دوسرا شیطان اس سوئے ہوئے آدمی کے پاس گیا اور واپس پلٹ کر اپنے ساتھی سے کہنے لگا تو نے سچ کہا واقعی وہ آیت پڑھ کر سویا ہے۔

ذکر الٰہی کسی بھی رنگ میں کیا جائے اس کی برکت سے انسان شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ اس آدمی پر اپنے فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اس کے دین و ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۱) الصحیح للبخاری صفحہ ۳۱۰ جلد ۱

(۲) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۱۴

بشر بن منصور، وھیب بن الورد سے بیان کرتے ہیں کہ:

ایک آدم کو صحرا میں رات گزارنے کا اتفاق ہوا۔ رات کا کچھ حصہ گزرا کہ اس نے ایک شور سنا اور دیکھا کہ ایک تخت لایا جارہا ہے۔ جب تخت بچھا دیا گیا تو ایک چیز اس پر بیٹھ گئی (اور وہ شیطان تھا) اس نے مجمع سے مخاطب ہو کر کہا،

کون ہے جو عروہ بن زبیر کی خبر لے؟ اسے صراط مستقیم سے پھسلا دے! اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ آخر کافی شور وغل کے بعد ان میں سے ایک اٹھا اور کہا میں جا کر اس کی خبر لیتا ہوں اور اسے راہِ حق سے منحرف کرتا ہوں۔ پھر وہ مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد پلٹ آیا اور نہایت حسرت سے کہنے لگا ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے کیونکہ وہ چند کلمات ادا کر کے بستر پر دراز ہوا ہے۔[1]

---

[1] (الوابل الصیب صفحہ ۱۱۳)

دافعِ عذابِ الٰہی

حق و باطل، خیر و شر اور نور و ظلمت کی لڑائی ہمیشہ سے ہے اور قیامت تک رہے گی۔ جہاں حق ہو وہاں باطل نہیں ہوتا، جہاں خیر بسیرا کر لے وہاں سے شر کو بھاگنا پڑتا ہے اور جہاں نور کے اجالے ہو جائیں وہاں ظلمت کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔

ذکرِ الٰہی خود سراپا نور ہے یہ جالبِ خیر اور حق کا داعی ہے، جہاں خیر و حق جلوہ فگن ہوں وہاں باطل اور شر کا کیا کام، باطل اور شر عذابِ الٰہی کو دعوت دیتے ہیں اور جہاں باطل اور شر کا نام و نشان نہ ہو وہاں عذابِ الٰہی کیسے آ سکتا ہے۔ حق اور خیر پر ہمیشہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور جہاں رحمتِ خداوندی ہو وہاں زحمت کیسے ہو سکتی ہے۔ عذابِ الٰہی کو دفع کرنے کے لیے ذکرِ الٰہی اکسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نام صبح و شام لیا جائے وہ جگہ خیرات و برکات سے بھرپور ہوتی ہے۔

کائنات کا سب سے بڑا ہنگامہ، ہنگامہ قیامت کہلاتا ہے۔ قیامت وہ گھڑی ہے جب کائنات نیست و نابود ہو جائے گی، زمین فنا ہو جائے گی، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے، ستارے بکھر جائیں گے، چاند و سورج بے نور ہو جائیں گے۔

اتنا بڑا ہنگامہ، قیامت، ذکرِ الٰہی کی وجہ سے موقوف ہے جب تک اس زمین میں اللہ کے نام کا ورد ہوگا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی۔

مخبر صادق رسول معظم۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَقُوْلُ اَللّٰه اَللّٰه۔[۱]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک ایک آدمی بھی اللہ اللہ کہتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی۔

ہمارے اعمال اور دنیا کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں، زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، چاند وسورج اپنا نور ختم کر کے فضائے بسیط میں فنا ہو جائیں لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہوا وجہ واضح ہے کہ ابھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ذکر الٰہی ان کی غذا ہے اور ان کے رگ وریشہ سے اسم ذات کے ترانے بلند ہو رہے ہیں۔

۲۔ قبر وہ جگہ ہے جہاں انسان تنہا جائے گا اس کا کوئی مونس وغمخوار اس کے ساتھ نہیں جائے گا سب اسے چھوڑ جائیں گے، اس وحشت ناک جگہ میں عذاب الٰہی سے بچانے والوں میں ذکر الٰہی بھی ہے۔

کسی اللہ والے سے کسی نے پوچھا تھا کہ سب سے مشکل گھڑی کونسی ہے؟ اس نے جواباً ارشاد فرمایا:

قبر کی پہلی رات

اگر اس رات کرم نوازی ہوگی تو پھر قیامت کو بھی کرم نوازیاں میسر ہوں گی اور اگر اس دن عذاب میں گرفتار ہونا پڑا تو ....

(۱) شعب الایمان للبیھقی صفحہ ۳۹۶ جلد ۱

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النِّيْرَان

ذکر الٰہی کرنے والا عذاب قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ : مَاعَمِلَ اٰدَمِيٌّ" عَمَلاً اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰه.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب قبر سے نجات دلانے والا انسان کا کوئی عمل نہیں۔[1]

۳۔ قیامت میں عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذکر الٰہی مؤثر ہے۔

اللہ کے محبوب امت کے والی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو: مَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يُصِيْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهٖ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.[2]

جس نے اللہ کا ذکر کیا، پس خشیت الٰہی سے اس کی آنکھوں کا ظرف چھلک پڑا اور اس کے کچھ آنسو زمین پر گر گئے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز عذاب نہیں دے گا۔

دانا و بینا وہ شخص ہے جو مصیبت آنے سے پہلے اس کا مداوا کر لیتا ہے۔ قیامت میں بارگاہ خداوندی میں پیش ہونے سے پہلے آج ہی اپنی زبان کو ذکر الٰہی کی لذت سے مالا مال کرنا چاہیئے اور دل کو ذکر الٰہی کا خوگر بنانا چاہیئے کیونکہ ذکر الٰہی کی نعمت سے سرفراز فرزند آدم قیامت کے دن اللہ کی ناراضگی اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔

---

(۱) مسند الامام احمد

(۲) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۲۵ جلد ا وقال اخرجہ الحاکم فی المستدرک

یہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں: عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاعَمِلَ آدَمِیٌّ "عَمَلاً اَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰه.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کے لیے کوئی عمل ذکر الٰہی سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دلانے والا نہیں۔

اس آدمی پر واقعی اللہ تعالیٰ کی نگاہِ لطف وکرم ہے جسے نہ قبر میں عذاب ہو اور نہ ہی حشر میں وہ قبر وحشر کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلٰی اَهْلِ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْشَةٌ" فِیْ قُبُوْرِهِمْ وَلَا فِیْ نُشُوْرِهِمْ وَكَاَنِّیْ بِاَهْلِ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَنْفُضُوْنَ عَنْ رُؤُوْسِهِمْ يَقُوْلُوْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحزَن.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لآ الہ الا اللہ کہنے والوں پر کوئی وحشت نہ ہوں نہ انکی قبروں میں اور نہ میدان محشر میں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لآ الٰہ الا اللہ کہنے والے اپنے سروں کو جھاڑتے ہوئے اپنی قبروں سے اُٹھ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے ہمیں جملہ پریشانیوں اور گھبراہٹوں سے نجات عطا فرما دی۔

تعمیر جنت

کوئی بھی فطین آدمی بے گھر رہنا پسند نہیں کرتا۔ گھر انسان کی ضروریات میں شامل ہے۔ گھر نہ ہو تو اس کا زندگی گزارنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ہمارا اصلی وطن عالم آخرت ہے دنیا صرف گزرگاہ ہے اس لیے اس عالم میں اطمینان وسکون سے رہنے کے لیے گھر بنانا نہایت ضروری ہے۔

گھر کے لیے پہلے جگہ خریدی جاتی ہے پھر اس کے بعد اس پر عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اس عالم میں جنت میں رہنے کے لیے ہم نے قطعہ اراضی تو ایمان سے خرید لیا اب اس پر عمارت خود بخود ہی تعمیر نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے بھی کچھ تگ ودو کرنی پڑے گی۔

امام ترمذی کی روایت کردہ حدیث پاک ملاحظہ ہو:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقِیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَکَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَیِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاِنَّهَا قِیْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔[1]

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۵۷ وقال اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج کی رات میری حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور آپ نے فرمایا اے سراپا حمد وخوبی! اپنی امت کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بڑی عمدہ اور اس کا پانی نہایت شریں ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس میں شجر کاری اللہ کی تسبیح، تحمید، تحلیل اور اس کی تکبیر سے ہے۔

اھل ایمان کا آخری مقام جنت ہے لیکن اس جنت کی بہار اور شادابی ذکرِ الٰہی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھیے کہ ادھر ہم اس کی حمد وثناء میں زبان کھولتے ہیں ادھر ہمارے لیے جنت میں شجر کاری شروع ہو جاتی ہے۔

یہ وسیع وعریض جنت بے آباد تو اچھی نہیں لگے گی اس لیے آج ہی ہمیں اس کی آبادکاری کی فکر کرنی چاہیئے اس کی آبادکاری معبود حقیقی کی یاد سے وابستہ ہے۔

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ" فِي الْجَنَّةِ (1)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے سبحان اللہ وبحمدہٖ کہا اس کیلئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا گیا۔

ادھر ہماری زبانیں رب تعالیٰ کی توصیف وتعریف میں متحرک ہوئیں ادھر اللہ کی نوری مخلوق فرشتے ہماری جنت کو پُر بہار بنانے میں مصروف ہو گئے۔ **فَلَکَ الْحَمْدُ يَا اَللّٰهُ**

(1) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۵۷ وقال اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْاَخْنَسِيِّ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنْ دُوْرَ الْجَنَّةِ تُبْنٰى بِالذِّكْرِ فَاِذَا اَمْسَکَ عَنِ الذِّكْرِ اَمْسَكُوْا عَنِ الْبِنَاءِ فَيُقَالُ لَهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ حَتّٰى تَاْتِيَنَا نَفَقَةٌ'' (1)

حکیم بن محمد اخنسی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جنت کے محلات ذکر الٰہی سے تعمیر ہوتے ہیں جب بندہ ذکر الٰہی موقوف کر دیتا ہے تو فرشتے بھی اس کے جنتی محلات کی تعمیر روک دیتے ہیں۔ ان فرشتوں سے کہا جاتا ہے تم نے تعمیر کیوں بند کر دی وہ جواب دیتے ہیں جب تک تعمیر کا ساز و سامان نہیں آئے گا کیسے تعمیر ہو گی۔

اے کاش! ہم ہر روز سونے سے پہلے حساب لگا لیا کریں کہ آج جنت کو کتنا تعمیر کیا گیا ہے۔ اگر جواب تسلی بخش ہو تو اللہ کے حضور سر بندگی بطور شکرانہ جھکانا چاہیئے بصورت دیگر نہایت عجز و نیاز سے اللہ تعالیٰ سے اس غفلت اور سستی کی معافی مانگی چاہیئے۔ اللہ رب العزت ہر اہل ایمان کو ذکر و فکر کی سعادت سے سعادت مند بنائے۔ آمین

بِجَاهِ سَيِّدِ الذَّاكِرِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

---

(۱) الوابل الصیب لابن قیم صفحہ ۱۰۴

ریاض الجنہ

جنت ایمان والے کا آخری مقام ہے جہاں پہنچ کر وہ ابدالآباد تک رہے گا وہاں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی اور سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہ دیدار اس دنیا میں سر کی آنکھوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ آنکھیں فانی ہیں اور اللہ کی ذات باقی ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور کرم نوازیوں سے آنکھوں کو بقا کے وصف سے متصف فرمادے گا تو پھر اس معبود حقیقی کا دیدار بھی ممکن ہوگا۔

اگر اس دنیا میں رہتے ہوئے جنت کے مزے لینے ہوں اور جنت کی بہاروں سے شادکام ہونا ہو تو اس کے لیے ذکر الٰہی کی محفل ہی سب سے بہتر جگہ ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے باغات سے گزرو تو اس کی نعمتوں سے شادکام ہوا کرو۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! جنت کے باغات کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذکر الٰہی کی محفلیں جنت کے باغات ہیں۔

رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنّ لِلّٰہِ تَعَالٰی سَرَایَامِنَ الْمَلٰئِکَۃِ تَحِلُّ وَتَقِفُ عَلٰی مَجَالِسِ الذِّکْرِ فِی الْاَرْضِ فَارْتَعُوا فِی رِیَاضِ الْجَنَّۃِ قَالُوْا فَأَیْنَ رِیَاضُ الْجَنَّۃِ؟ قَالَ مَجَالِسُ الذِّکْرِ فَاغْدُوْا وَرُوْحُوا فِی ذِکْرِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوْہُ بِاَنْفُسِکُمْ وَمَنْ کَانَ یُحِبُّ اَنْ یَعْلَمَ مَنْزِلَتَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ فَلْیَنْظُرْ کَیْفُ مَنْزِلَۃُ اللّٰہِ عِنْدَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ یُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْہُ حَیْثُ اَنْزَلَہٗ مِنْ نَفْسِہٖ۔(1)

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے کچھ مخصوص گروہ پیدا فرمائے ہیں جو زمین میں منعقد مجالس ذکر میں اترتے ہیں اور وہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ پس تم جنت کے باغات کے میوہ جات سے شادکام ہوا کرو۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! جنت کے باغات کے میوہ جات کہاں ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت کے باغات ذکر الٰہی کی محفلیں ہیں۔ صبح وشام ذکر الٰہی میں شریک ہوا کرو اور اسے اپنی جانوں سے یاد کیا کرو اور جو آدمی یہ خواہش رکھتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اس کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے اسے چاہیئے کہ وہ دیکھے کہ اللہ کا اس کے ہاں کیا مقام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو وہی مقام عطا کرتا ہے جو اس کے ہاں اللہ کا ہے۔

اس دنیا میں رہتے ہوئے اگرچہ دیدار خداوندی ان ظاہری آنکھوں سے نہیں ہوسکتا لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرم نوازیوں سے محفل ذکر کی برکت سے دل کی آنکھوں سے اپنا جمال دکھادے یا اپنی مناجات کا لطف ولذت نصیب فرمادے۔

(۱) کنز العمال للمتقی صفحہ ۴۳۴ جلد ۱ وقال اخرجہ الحاکم فی المستدرک

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے جسے وہ جنت میں داخل کرے گا اسے دخول کے بعد عذاب نہیں دے گا۔ اس ذات حق نے جب محفل ذکر کو جنت کا باغ قرار دیا ہے تو یہ بھی مفہوم ہوسکتا ہے کہ اب تم جنت میں داخل ہو چکے ہو، تمہیں خوش خبری ہو کہ تمہیں اب عذاب نہیں ملے گا۔

یہ سعادت تو اس کے لیے رہے گی جو مرتے دم تک ذکر الٰہی سے اپنی روح کو پاکیزہ کرتا رہے گا اور جو خود ہی جنت سے نکل جائے اس کے لیے وعدۂ الٰہی نہیں ہوگا۔ اس حدیث پاک کا آخری حصہ قابل توجہ ہے۔

آج ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ کے ہاں ہمارا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ اس ذاتِ حق کے ہاں ہماری کیا قدر و منزلت ہے۔ اس کے لیے پہلے ہمیں اپنے نفس میں جھانکنا ہوگا کہ اللہ کا ہمارے ہاں کیا مقام ہے۔

آج ہم اپنے کسی بھائی اور عزیز کے سامنے گناہ کا ارتکاب نہیں کرتے کیوں کہ اس کے سامنے ہمیں شرمساری ہوگی اور وہ کیا رائے قائم کرے گا۔ اللہ رب العزت تو ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے پھر ہم گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہیں، اس کا جواب واضح ہے۔

جتنا ایک بھائی اور عزیز کی موجودگی پر ایمان ہے اتنا اللہ تعالیٰ کی موجودگی پر ایمان نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْہُ وَارْزُقْنَا اِیْمَانًا دَائِمًا کَامِلًا یُوْصِلُنَا اِلٰی رِضْوَانِکَ اَللّٰھُمَّ وَرِضْوَانُکَ اَکْبَرُ۔

پہلے ہم اپنا ایمان مستحکم کریں پھر یہ تمنا کریں کہ بارگاہِ خداوندی میں ہماری کیا قدر و منزلت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا. اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ بَلَاءِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ بِجَاہِ حَبِیْبِکَ الْمُرتَضٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ.

زندہ و جاوید

اللہ رب العزت کے اسماء مبارکہ خیرات و برکات کے منابع ہیں اور ہر اسم مقدس معرفت کا ناپیدا کنار سمندر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک کسی انسان پر توجہ فرماتا ہے تو اسے ان خصوصیات سے بہرہ ور فرما دیا جاتا ہے جو اس اسم مبارک سے وابستہ ہیں۔

اللہ رب العزت کے اسماء میں سے علیم و خبیر دو اسم ہیں جب یہ اسما مبارکہ کسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس آدمی کا سینہ علم و حکمت سے مالا مال ہوتا چلا جاتا ہے۔ ان اسماء مبارکہ کی توجہ جیسے جیسے گہری ہوتی جائے گی اسی مناسبت سے اس آدمی کا سینہ علوم و معارف کا ذخیرہ بنتا چلا جائے گا۔

اسی طرح اللہ رب العزت کے اسماء مبارکہ میں حی و قیوم جس آدمی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اسے پائیدار زندگی سے نواز دیا جاتا ہے۔ ان خوش قسمت افراد میں سے ایک وہ آدمی ہے جو ذکر الٰہی سے اپنی روح کو تسکین فراہم کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔[1]

---

(۱) صحیح البخاری صفحہ ۱۷۵ جلد ۱۱۔ صحیح مسلم صفحہ ۷۷۹/ شرح السنۃ للبغوی صفحہ ۱۴ جلد ۵

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا انکی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

یعنی ذکر الٰہی کرنے والا حیات ابدیہ پا جاتا ہے اور یاد نہ کرنے والا اس حیات سے محروم رہ جاتا ہے۔

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَيُمْكِنُ اَنْ يُقَالَ فِي الْحَدِيْثِ اِيْمَاء'' اِلٰى اَنَّ مُدَاوَمَةَ ذِكْرِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَايَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَيَاةَ الْحَقِيْقِيَّةَ الَّتِيْ لَا فَنَاءَ لَهَا كَمَا قِيْلَ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ (1)

یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حدیث پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ حی وقیوم اللہ جسے موت نہیں کے ذکر پر مداومت ایسی حایت حقیقیہ سے بہرہ ور کرتی ہے جس حیات کو فنا نہیں جیسے کہا جاتا ہے اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔

ہاں ہاں حی وقیوم کا ذکر جس کے رگ وریشہ میں سرایت کر جائے وہ مردوں کی فہرست میں کیسے شامل ہوسکتا ہے۔ جس کا دل ذکر الٰہی کے انوار سے زندہ وتابندہ ہو وہ ہمیشہ کے لیے حیات پا گیا۔

عَنْ اَبِيْ مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِيْ لَايُذْكَرُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری صفحہ ۱۵ جلد ۵

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ کا ذکر نہ ہوتا ہو ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

جس گھر میں ذکر الٰہی کے جلووں کا بسیرا ہو وہ گھر زندہ و جاوید ہے۔

قبرستان تو وہ گھر ہے جس میں ذکر نہ ہوتا ہو، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والے لوگ مردہ ہیں اگرچہ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

اس گھر سے مراد دل بھی لیا گیا ہے۔

بحر العلوم ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِالْبَيْتِ الْقَلْبُ فَاِنَّهٗ بَيْتُ الرَّبِّ فَطُوْبٰى لِمَنْ اَحْيَاهُ وَعَمَرَهٗ وَيَاحَسْرَتٰى عَلٰى مَنْ اَخْرَبَهٗ وَمَا عَمَرَهٗ۔[1]

بیت اللہ سے مراد دل ہے کیونکہ یہ رب تعالیٰ کا بیت ہے۔ پس سزاوار جنت ہے وہ آدمی جس نے اس دل کو زندہ کیا اور اسے آباد کیا اور پس حسرت ہے اس آدمی پر جس نے اس دل کو بے آباد اور مردہ کر دیا۔

دل اللہ کا گھر ہے اس کی حیات اور رونق ذکر الٰہی سے وابستہ ہے گویا دل اور ذکر کی نسبت وہی ہے جو بدن اور روح کی ہے، روح ہے تو بدن زندہ ہے روح نکل گئی تو بدن مردہ ہو گیا اسی طرح دل میں اگر یاد خدا ہے تو دل زندہ ہے اور اگر اس میں یاد خدا نہیں تو یہ مردہ ہے۔

---

(۱) المرقاۃ لعلی القاری صفحہ ۱۵ جلد ۵

عرشِ الٰہی کے سایہ میں

روزِ قیامت وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے سب کو حیات نو عطا فرمائے گا۔ اس دن سب انسان اسی علیم وحکیم اللہ کے حضور حاضر ہوں گے اور وہ علیم وخبیر ہر آدمی سے اس کے اعمال کے بارے میں باز پرس فرمائے گا۔

اس دن جلال خداوندی جوبن پر ہوگا سورج آگ برسا رہا ہوگا۔ زمین دہکتے ہوئے تنور کا نقشہ پیش کررہی ہوگی، نفسانفسی کا عالم ہوگا، ماں، باپ، بہن، بھائی یارومددگار اور عزیز واقارب سب ایک دوسرے سے ناآشنا بنے ہوں گے اور ایک دوسرے سے بھاگ رہے ہوں گے۔

ان ہولناک لمحات میں کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ فگن ہوگی، قیامت کی گرمی اور تپش کا انہیں احساس تک نہیں ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْعَة'' یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَام'' عَادِل''وَشَابّ'' نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُل'' قَلْبُهٗ مُعَلَّق'' بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَان تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُل'' ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیاً فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُل'' دَعَتْهُ اِمْرَأَة'' ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُل'' تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ

اَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمُ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُهُ يَمِيْنُهُ۔(۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات کوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دیگا اس دن جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ عدل وانصاف کرنے والا حکمران

۲۔ جوان جس نے اللہ وعز وجل کی عبادت میں پرورش پائی

۳۔ وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ معلق ہے۔

۴۔ وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اللہ کے لیے وہ اکٹھے ہوئے اور اسی کے لیے وہ جدا ہوئے۔

۵۔ وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا پس اس کی دونوں آنکھیں موتی برسانے لگیں۔

۶۔ وہ آدمی جس کو حسب وجمال والی عورت نے روسیاہی کی دعوت دی، پس اس نے جواباً کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں

۷۔ وہ آدمی جس نے خفیہ طریقے سے اللہ کے راستہ میں مال خرچ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو نہ معلوم ہوسکا کہ اس کا دایاں کیا خرچ کررہا ہے۔

روز قیامت عرش الٰہی کا سایہ ملنا ازلی سعادت کا نشان ہے۔ ان خوش قسمت افراد میں

---

(۱) البخاری صفحہ ۱۳۸ جلد ۲/ مسلم صفحہ ۱۵۷ جلد ۲/ شعب الایمان صفحہ ۴۰۵ جلد ۱

سے جن کے مقدر میں اللہ کے عرش کا سایہ ہے ذکر الٰہی کرنے والا بھی ہے۔

ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِياً.

اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ خلوت میں اللہ کو یاد کیا ایسی جگہ جہاں کوئی دوسرا موجود نہ ہو وہاں ذکر الٰہی ریا اور سمعہ سے پاک ہوتا ہے۔ تنہائی میں ذکر الٰہی کا کیف ہی نرالا ہے اس کا لطف ولذت تو انہیں سے پوچھیے جو دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ ذکر الٰہی کے مزے لے رہے ہیں۔

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر شد
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خردی بود؟

اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ:

انسان اللہ کو ہر قسم کے تفکرات سے خالی ہو کر یاد کرے اور ہر قسم کے طمع سے بے نیاز ہو کر اس کا ذکر کرے۔ جب وہ ذکر کر رہا ہو تو اس کے دل میں سوائے مذکور کے اور کوئی نہ ہو، نہ اسے کسی گرفت کا ڈر ہو اور نہ کسی اجر کا لالچ ہو۔

اللہ کے عذاب سے ڈر کر اس کا ذکر کرنا یا اس کے انعامات کی طمع میں اسے یاد کرنا فائدے سے خالی نہیں اس یاد کا اجر بھی بے حد و بے حساب ہے لیکن ان چیزوں سے بے نیاز ہو کر محض اسی کے لیے اسے یاد کرنا اور بات ہے۔

فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ.

ذکر الٰہی کرنے والے کا دل جب آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے تو کائنات ارضی و سماوی کے نقوش اس کے دل پر مرتسم ہو جاتے ہیں، اسے اپنے ہی آئینہ میں اللہ کے مظاہر

جلال اور کبھی مظاہر جمال نظر آتے ہیں۔ مظاہر جلال کو دیکھ کر بھی ذاکر کی آنکھیں بے قابو ہو جاتی ہیں اور مظاہر جمال کو دیکھ کر اشتیاق میں وہی آنکھیں آنسو برساتی ہیں۔

کبھی کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ذاکر کے سامنے ساری کائنات عیاں ہوتی ہے، عذاب وثواب ہر دوصورتوں کو وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے لیکن وہ ان دونوں کیطرف توجہ نہیں کرتا بلکہ اللہ کے حضور التجائیں کرتا ہے۔

الٰہی میں تیرا طالب ہوں، تیرے جمال کا شیدا ہوں، میری آنکھیں تیرے جلوے دیکھنے کے لیے بے تاب ہیں۔

اس کی اس وارفتگی اور شیفتگی کو دیکھ کر اللہ رب العزت اس پر رحم وکرم فرماتا ہے اور اپنے جمال سے نقاب سرکا دیتا ہے تو ذاکر دل کی آنکھوں سے اپنے معبود حقیقی کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے اور جذبات سے بے قابو ہو کر آنکھوں کے چند قطرے اس ذات حق کے حضور بطور نذرانہ پیش کرتا ہے۔ **فَضَاضَتْ عَيْنَاهُ**

ذکر الٰہی کرنے والوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نوازشات فرمائے گا اس کی ایک جھلک درج ذیل حدیث پاک میں بھی ملاحظہ فرمائیں: **عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ اَقْوَاماً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلٰى مَنَابِرَ اللُّؤْلُؤِ يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ" حُلْهُمْ لَنَا نَعْرِفُهُمْ فَقَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ**[1]

---

(۱) مجمع الزوائد صفحہ ۸۰ جلد ۱۔ وقال اخرجہ للطبرانی باسناد حسن

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ اقوام کو دوبارہ اٹھائے گا تو ان کے چہروں پرنور ہوگا۔ انہیں موتی کے بنے ہوئے منبروں پر بٹھائے گا لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے وہ نہ گروہ انبیاء سے ہونگے اور نہ وہ شہید ہونگے ،ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ! ان کے اوصاف بیان فرمادیجئے تا کہ ہم انہیں پہچان لیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: یہ مختلف قبائل کے وہ خوش نصیب ہیں جواللہ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسے یاد کرتے ہیں۔

قیامت کا عمومی منظر بڑا ہولناک ہوگا۔ ہر آدمی اپنے اپنے اعمال پرنظر کر کے شرمسار کھڑا ہوگا۔جلالِ الٰہی سے جاں بلب مریض کا منظر پیش کررہا ہوگا،اسی روز جزاء میں کچھ آدمی موتیوں کے بنے ہوئے منبروں پر جلوہ افروز ہوں اور ان کے چہرے نور برسا رہے ہوں پریشانی اور گھبراہٹ نام کی کوئی چیز نہ ہو،اطمینان وسکون انکا رفیق ہوتو ان سے بڑھ کرخوش قسمت کون ہوگا۔

اے اللہ اے ارحم الراحمین! اس حیات ناپائیدار میں ہمیں اپنی یاد کا لطف ولذت عطا فرماہمیں یہ سعادت عظمیٰ نصیب فرما کہ ہمارا ہر سانس تیری یاد میں بسر ہواور ہماری لوح دل پر تیرے علاوہ کسی اور کا گزرتک نہ ہو۔

اے اللہ! تیرا عرش وہ ہے جس پر تیری تجلیات کا ورود کثرت سے ہوتا ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ تیرے عرش پر تیری تجلیات کی موسلادھار بارش نہ ہوتی ہو۔ تیرے انوار کا نزول اس شان سے عرش پر ہوتا ہے کہ انسان اس کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

اے ارحم الراحمین! تیرے حبیب سیدالانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ امتی بڑا

سعید ہے جسے تو اپنے عرش کے انوار وتجلیات میں جگہ عطا فرمائے۔ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان اقدس جہاں تیرے لطف وکرم کو عیاں کرتا ہے وہاں ذکر الٰہی سے مخمور محمدی المشرب کی ازلی سعادت وفیروز بختی کا بھی اظہار کرتا ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ بِرَجُلٍ لَقِیْتُ فِیْ نُوْرِ الْعَرْشِ فَقُلْتُ مَنْ ھٰذا؟ اَمَلَکٌ"؟ قِیْلَ لا قُلْتُ اَنَبِیٌّ"؟ قِیْلَ لاقُلْتَ مَنْ ھُوَ؟ قَالَ ھٰذا رَجُلٌ" کَانَ لِسَانُہٗ رَطْباً مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَقَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ" بِالْمَسَاجِدِ وَلَمْ یَسْتَسِبَّ وَالِدَیْہِ قَطُّ۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا شب معراج ایسے آدمی سے گزر ہوا جو عرش الٰہی کے نور میں غرق تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا نہیں۔ میں نے پوچھا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا گیا نہیں۔ میں کہا کون ہے؟ کہنے والے نے کہا یہ وہ آدمی ہے جسکی زبان ذکر الٰہی سے تروتازہ رہتی تھی۔ اس کا دل مسجدوں سے معلق رہتا تھا اور اس نے اپنے والدین کو کبھی گالی نہیں دلوائی۔

جو فرزند آدم ذکر الٰہی کرتا کرتا اپنے آپ سے بے خبر ہو جائے ذکر الٰہی کا خمار اسے اپنی گرفت میں لے لے تو اللہ وحدہٗ لاشریک اسے اپنے عرش میں ایسی جگہ نصیب فرماتا ہے جہاں انوار الٰہیہ کا نزول اس کثرت سے ہوتا ہے کہ وہ ان انوار وتجلیات میں گم ہو جاتا ہے اور ان انوار مقدسہ کی بارش اس شان سے اس پر نازل ہوتی کہ انوار میں اور اس کے جسم کے ذرات میں دوئی باقی نہیں رہتی۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم صفحہ ۴۱۷

فہرست

1	برّالوالدین (والدین سے حسن سلوک)	5
	والدین سے حسن سلوک حکم الٰہی ہے	7
	والدین کی اطاعت وفرمانبرداری	13
	والدین -حسن سلوک کے سب سے زیادہ حقدار	29
	والدین سے حسن سلوک ہر حالت میں	39
	تقدیم برالوالدین علی التطوع بالصلاۃ وغیرھا	44
	صلاۃ کی اہمیت	51
	کرامت کا صدور	51
	والدین سے حُسنِ سلوک درازی عمر اور رزق میں اضافہ کا سبب	53
	والدین کی خدمت گناہوں کا کفارہ	57
	اولاد کا مال ودولت -والدین کا مال ودولت ہے	61
	والدین کی خدمت کے سبب -مستجاب الدعوات	66
	والدین کی خدمت -جہاد سے افضل	89
	والدین کی خدمت کا حق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں	106
	رب تعالی کی رضاوالد کی رضا میں	110
	اَقْرَبُ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ	119
	اَحَبُّ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ	121
	والدین سے حسن سلوک انکی وفات کے بعد بھی	127
	والدین کے درجات کا بلند ہونا	135
	جنت	138
	جنت میں قراءۃ	140
	والدین کی نافرمانی حرام ہے	143

	والدین کی نافرمانی-کبیرہ گناہ	150
	دعاءالوالدین	173
	دعوۃالمظلوم	175
	دعوۃالمسافر	176
	دَعْوَۃُ الْوَالِدِعَلَی الْوَلَد	176
2	صبر	181
	باب الصبر	185
	صبر-نشان بندگی	189
	صابرین کو بشارت	193
	صابرین کو بے حساب اجر	197
	صبر-عزم الامور سے	199
	مصائب میں صبر سے استعانت	201
	صابرین نکھرے لوگ	203
	صبر ضیاء ہے	204
	صبر اختیار کرنے والے کو توفیق صبر مل جاتی ہے	215
	مومن ہر حالت میں بہتر ہے	221
	حضور نبی کریم ﷺ کے وصال مبارک پر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کیفیت	231
	نواسے کے وصال کے وقت حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے	238
	پہلی امتوں کا صاحب کرامات بچہ	251
	صبر، صدمہ کے شروع میں	279
	صابر کیلئے جنت	286
	طاعون میں صبر کرنے والے کیلئے شہید کا اجر	290
	طاعون سے متعلق نبوی ہدایت	292